www.KitaboSunnat.com

غزوۂ موتہ

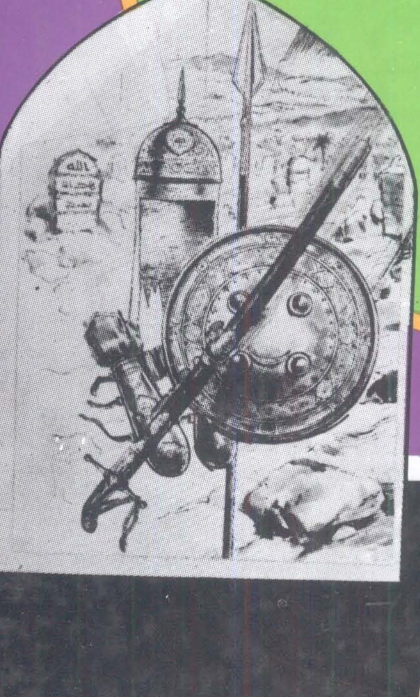

علامہ محمد احمد باشمیل

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے فیصلہ کن معرکے

غزوۂ موتہ ۸ھ

تالیف

محمد احمد باشمیل

ترجمہ

مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی

اردو بازار، کراچی ۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق ترجمہ
چوھدری طارق اقبال گاھندری
مالک نفیس اکیڈمی کراچی محفوظ ہیں

248.54
سبل اسٹس - غ

نام کتاب	ــــــ	غزوۂ موتہ
تالیف	ــــــ	محمد احمد باشمیل
مترجم	ــــــ	مولانا اختر فتحپوری
ضخامت	ــــــ	۴۰۸ صفحات
تاریخ اشاعت	ــــــ	مارچ ۱۹۸۶ء

فون ۲۱۳۳۰۳

قیمت ــــــــ روپے

مطبوعہ
المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 19918

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

غزوۂ موتہ کا شمار اسلام کے فیصلہ کن معرکوں میں ہوتا ہے۔ ہمارے مورخوں نے اس کے اسباب اور محرکات پر کافی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے اس کے باوجود اس موضوع پر ہمیں کوئی مستقل کتاب یا تصنیف نہیں ملتی ہے۔ غزوۂ موتہ اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ایک عظیم مدبر، ایک عظیم قائد اور ایک عظیم سپہ سالار کی حیثیت سے سامنے آتی ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کیے چھ سال گزر گئے تو اسلام کے دشمنوں نے حدود مدینہ سے نکل کر ایسے علاقوں میں جو مسلمانوں کے تصرف سے دور تھے، اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کردیں ان دشمنوں میں حدود شام میں رہنے والے عیسائی پیش پیش تھے، ان کی تمام تر کوشش یہی تھی کہ کسی طرح مسلمانوں کو گزند پہنچائیں اور ان کی بڑھتی ہوئی قوت کو روکیں خود مسلمان اس بات کو اچھی طرح محسوس کر رہے تھے کہ ان کے یہ دشمن، خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ بلکہ ان کی درپردہ ریشہ دوانیاں پہلے سے کچھ سوا ہو جائیں گی، مسلمان ایسا سوچنے اور سمجھنے میں حق بجانب تھے، انہوں نے جان لیا تھا کہ رومی اور ان کے عرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائی گماشتے دن رات اسلام کے خلاف تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور جلد یا بدیر کوئی نہ کوئی خراب صورتحال پیدا کر کے اس سے مسلمانوں کو دوچار کر دیں گے۔ ہوا بھی ایسا ہی؟

انہوں نے شام کے علاقہ میں اطلیح کے مقام پر دھوکہ سے پندرہ بڑے صحابہ کو قتل کر دیا حالانکہ ان صحابہ کی طرف سے کسی کی دل آزاری ہوئی تھی اور نہ دل شکنی، وہ محض تبلیغی اور اصلاحی امور میں مصروف تھے لیکن عیسائیوں کے لئے یہ بھی گوارا نہیں تھا، اس ایک واقعہ نے پوری صورتحال بدل دی اور مسلمانوں کو بے مثال صبر وضبط، نظم ونسق اور ایثار وقربانی کا مظاہرہ کرنا پڑا۔ اگرچہ رسولِ کریم نے ان عیسائیوں کی سرکوبی کے لئے جو فوج بھیجی تھی وہ مختصر تھی اور اس کے لئے اس معرکہ کو سر کرنا ممکن نظر نہیں آتا تھا، لیکن اس نے ہر قسم کی تکلیف اور مصیبت خندہ پیشانی سے برداشت کی۔ جب مسلمانوں کی تباہی اور بربادی نے تشویشناک صورت حال اختیار کر لی تو رسولِ کریم ؐ نے خالد بن ولید جیسے سپہ سالار کو اس مہم پر روانہ کیا جن کی تجربہ کاری صلاحیت اور عسکری تدبیر نے مسلمانوں کو تباہی اور بربادی کے گرداب سے نکالا۔

رسولِ کریم ؐ نے اس غزوہ کی تیاری جس انداز سے کی تھی، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کیلئے تین سپہ سالاروں کو مقرر کیا گیا تھا، زید بن حارث، اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواح لیکن یہ تینوں صحابی شہید کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کو انتہائی پسپائی اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس صورتحال میں خالد بن ولید نے فوج کی قیادت سنبھالی اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے رومیوں کو اس بری طرح پسپا کیا کہ وہ اپنی ساری جواں مردی بھول گئے۔

غزوۂ موتہ دراصل مسلمانوں کے صبر وضبط، نظم ونسق اور ایمان وعقیدے کی پختگی کا امتحان تھا۔ آزمائش کی گھڑی تھی۔ مسلمانوں نے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں کی، اللہ کے دین کی حفاظت کیلئے سر پر کفن لپیٹ کر میدان میں اترے، اور پھر اپنے سے کئی گنا بڑی فوج کو اس اولوالعزمی سے شکست دی۔ اور تاریخ اس بات پر حیران اور سرگرداں ہے کہ اس غزوۂ موتہ میں صرف تین ہزار مسلمان، دو لاکھ فوج سے کس طرح لڑتے رہے، ان میں اتنی قوت اور طاقت کہاں سے آئی تھی۔

ہماری زیرِ نظر کتاب اس صورتحال کی پوری طرح وضاحت کرتی ہے۔ احمد باشمیل عرب کے مشہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ نگار میں انہوں نے اسلام کی فیصلہ کن جنگوں کے نام سے ایک کتابی سلسلہ شروع کیا تھا۔ اس سلسلہ کے کئی حصے ہم شائع کر چکے ہیں، زیر نظر کتاب غزوۂ موتہ سے تعلق رکھتی ہے، اس میں شام کے حالات و واقعات، اس کے تاریخی پس منظر اور ہجرت کے بعد وقوع ہونے والے واقعات کا جائزہ لیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی ان امور کی وضاحت پیش کی جن کے نتیجہ میں یہ غزوۂ پیش آیا تھا، پھر اس کے دور رس نتائج تک پہونچنے کے لیے احمد باشمیل کو کن کتابوں سے مدد لینی پڑی ہوگی، قارئین اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

تحقیق ایک مشکل ترین فن ہے اور اس دور کے بارے میں جس میں وسائل کی کمی ہو، حالات کی چھان بین، دریافت اور بازیافت ایک مشکل مسئلہ بن جاتی ہے لیکن یہ امر قابل تعریف ہے کہ لائق مو   نے بلاشبہ اس سلسلہ میں سینکڑوں کتابیں پڑھی ہوں گی اور ہر مستند ماخذ سے فائدہ اٹھایا ہوگا۔

اسلام کی فیصلہ کن جنگوں سے عام مسلمان واقف ضرور ہیں لیکن ان کے سامنے کسی جامع اور مکمل کتاب کی عدم موجودگی۔ ان کی خواہشات اور اصرار کو مزید بڑھاتی ہے اور وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ کاش اس موضوع پر کوئی مکمل مواد ہوتا۔

نفیس اکیڈمی ایک ایسا ادارہ ہے جو اسلامی تاریخ اور لٹریچر سے دلچسپی رکھتا ہے اور اس نے گزشتہ چند سالوں کے دوران کئی امہات الکتب پہلی مرتبہ اُردو میں پیش کی ہیں۔ اس نے اس امر کا فیصلہ کیا کہ وہ ان تمام اسلام کے فیصلہ کن جنگ کے کتابی سلسلہ کو اُردو میں منتقل کروا کر اسے اردو دانوں تک پہنچائے گا چنانچہ اس میں اسے نہ صرف کامیابی ہوئی بلکہ ملک کے سینکڑوں پڑھنے والوں نے اس کے اس جذبہ کی قدر دانی کی اور اسے سراہا۔

مجھے اس موقع پر مزید کچھ کہنا نہیں ہے۔ صرف اتنا ہی عرض کر دینا ہے کہ اس ادارے کے بانی اقبال سلیم گاہندری مرحوم جو میرے والد تھے، ان کی شفقتوں اور تربیتوں نے اس قابل کیا ہے کہ میں اسلامی کتابوں کی اشاعت کے ذریعہ اپنے ناظرین کی خدمت کر سکوں۔

طارق اقبال گاہندری

۲۰ مارچ ۱۹۸۶ء کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	کلمۃ المؤلف	۲۳
۲	غزوۂ موتہ کے اسباب	۲۵
۳	فصل اوّل	۳۷
۴	ہزاروں سال سے شام ایک عربی ملک ہے۔	۳۸
۵	قبل از میلاد، آشوریوں سے لڑنے والی عرب مملکت	۴۰
۶	باقیماندہ عمالقہ	۴۱
۷	انسانوں میں سب سے پہلے عربوں نے شام پر قبضہ کیا۔	۴۲
۸	عرب، آغازِ تاریخ سے شام کے اصلی باشندے ہیں۔	۴۷
۹	میلاد سے قبل اور بعد، اسلام سے قبل، شام پر عربوں کی حکومت کے ادوار	۴۷
۱۰	اسلام سے قبل، شام میں عربی حکومتوں کے زمانے۔	۴۹
۱۱	عاد کے بادشاہوں کا دَور	۴۹
۱۲	عمالقہ کے ادوار	۴۹
۱۳	عمالقہ، شام کے اصل باشندے ہیں۔	۵۱
۱۴	انباط کے بادشاہ	۵۲
۱۵	انباط اور یونان کا معرکہ	۵۳
۱۶	انباط کا یہودیوں پر حملہ اور قدس پر قبضہ	۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷	رومیوں سے انباط کا تعلق	۵۶
۱۸	رومیوں کی بطراء کی طرف پیشقدمی اور اس کے عرب بادشاہ کا ان سے مصالحت کرنا۔	۵۷
۱۹	آخر کار رومیوں کا انباط کی مملکت کو تباہ کرنا۔	۵۹
۲۰	تدمر کی عربی مملکت	۵۹
۲۱	تدمر، کب بنا اور اُسے کس نے بنایا۔	۶۰
۲۲	تدمر اور آل اذینہ کی حکومت۔	۶۰
۲۳	تدمر کی عرب قوم	۶۱
۲۴	تدمر شہر، کس نے بنایا	۶۲
۲۵	تدمر، شاہانِ اذینہ سے قبل	۶۴
۲۶	تدمر اور رومی	۶۵
۲۷	بطراء اور تدمر کے درمیان	۶۵
۲۸	تدمر کے نمایاں بادشاہ	۶۶
۲۹	میلاد کے بعد، تدمر کی تاریخ کا سنہری دور	۶۷
۳۰	رومیوں کا تدمر کے پہلے بادشاہ کو قتل کرنا۔	۶۸
۳۱	اذینہ اصغر ــــــ تدمر کا دوسرا بادشاہ	۷۰
۳۲	اذینہ اصغر اپنے آپ کو شہنشاہ کہتا تھا اور رومیوں اور ایرانیوں کو برابر لتاڑتا تھا۔	۷۱
۳۳	اذینہ اصغر کا رومیوں کے ساتھ بغض	۷۱
۳۴	حاکم مشرق اور رومیوں اور ایرانیوں کو رگیدنے والا ــــــ اذینہ اصغر	۷۲
۳۵	قیصر کا قید ہونا۔	۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٣٦	اپنے آپ کو شہنشاہ کہنا۔	٧٤
٣٧	اذنیہ کا ایران کے دارالخلافہ کا محاصرہ کرنا۔	٧٥
٣٨	مشرق کی حکمران ـــــ ملکہ الزباء	٧٧
٣٩	وصیہ ملکہ، اپنے بیٹے کے تخت پر	٧٧
٤٠	الزباء کے عہد میں، تدمر کا عظمت کی چوٹی پر پہنچنا۔	٧٧
٤١	ملکہ الزباء کا مصر پر قبضہ کرنا اور خلیج فارس کو عبور کرنا۔	٧٨
٤٢	ایشیائے کوچک کا ملکہ الزباء کے قبضہ میں آنا۔	٧٩
٤٣	ملکہ الزباء سے اپنے مقبوضات کی بازیابی میں رومیوں کی ناکامی	٨٠
٤٤	ملکہ الزباء کا انجام	٨٢
٤٥	قضاعہ، شام میں	٨٣
٤٦	مشیخت یا مملکت	٨٤
٤٧	مملکت کی مساحت یا شام میں قضاعہ کی مشیخت	٨٤
٤٨	شاہانِ قضاعہ	٨٥
٤٩	شام میں، شاہانِ قضاعہ کے آثار	٨٦
٥٠	قضاعہ، ایک طاقتور جنگجو قوم تھی۔	٨٦
٥١	شام میں، قضاعہ کا خاتمہ کیسے ہوا	٨٧
٥٢	غساسنہ، شام میں۔	٨٨
٥٣	غسان نام کی وجہ	٨٩
٥٤	غساسنہ، کب اور کیسے شام آئے۔	٩٠
٥٥	شام آنے سے قبل، اور سدِ مارب کے انہدام کے بعد غساسنہ کے مقامات۔	٩١

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۶	غساسنہ، بلادِ عدنان میں۔	۹۱
۵۷	غساسنہ، شام میں کس طرح آئے۔	۹۲
۵۸	غسان کا حمیر کے قضاعی بادشاہوں کا مطیع ہونا۔	۹۴
۵۹	غساسنہ اور رُومی	۹۶
۶۰	غساسنہ کے ہاتھوں میں جو کچھ بھی تھا، رُومیوں کا اُسے اُن کے پاس رہنے دینا۔	۹۸
۶۱	شام میں شاہانِ غساسنہ کی مدتِ حکومت اور تعداد	۹۸
۶۲	آمدم بر سرِ مطلب	۱۰۱
۶۳	غساسنہ کی عسکری اور سیاسی تاریخ	۱۰۲
۶۴	تاریخ غساسنہ کے متعلق معلومات کی کمی	۱۰۳
۶۵	غسان اور اسلام	۱۰۵
۶۶	**فصلِ دوم** ـــــ خیبر اور موتہ کے درمیان ہونے والے سیاسی اور عسکری واقعات کا اختصار	۱۰۶
۶۷	سریہ تُربہ۔ شعبان سنہ ۷ھ	۱۰۸
۶۸	مقاصد کی تکمیل	۱۱۱
۶۹	اعراب کے مورال پر، سقوط خیبر کا اثر	۱۱۱
۷۰	عسکری انضباط اور مسلمان	۱۱۲
۷۱	فدک کی طرف دستہ۔ شعبان سنہ ۷ھ	۱۱۳
۷۲	بنو مرہ کا گشتی پارٹی کو تباہ کرنا۔	۱۱۵
۷۳	حضرت ابوبکرؓ کا دستہ، نجد میں بنی کلاب کی طرف شعبان سنہ ۷ھ	۱۱۷
۷۴	نجد میں میفعہ کی طرف، غالب لیثی کا سریہ۔ رمضان سنہ ۷ھ۔	۱۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵	حضرت اُسامہ بن زید کا ایک مسلمان کو قتل کرنا۔	۱۲۳
۷۶	سالارِ فوج کا اُسامہ سے تحقیق کرنا۔	۱۲۳
۷۷	حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سپاہی اُسامہ سے تحقیق کرنا۔	۱۲۶
۷۸	جناب کا دستہ۔ شوال ۷ھ	۱۲۹
۷۹	بُت پرست اکٹھ کی پراگندگی	۱۳۲
۸۰	بنی مُرّہ کے سردار کا عیینیہ کو، اسلام قبول کرنے کا مشورہ دینا۔	۱۳۶
۸۱	قریش کا صلح کے توڑنے پر اُکسانا۔	۱۳۹
۸۲	غزوۃ القفیہ۔ شوال ۷ھ	۱۴۰
۸۳	صلح کا درمیانی حل	۱۴۲
۸۴	صلح نے خونریزی کو کیسے روکا	۱۴۳
۸۵	غیر مکتوب قانون عام	۱۴۳
۸۶	صلح حدیبیہ کے فوائد	۱۴۶
۸۷	مکہ میں مسلمانوں کا عمرہ کرنا	۱۴۶
۸۸	عمرۃ القضاء ادا کرنے والوں کی تعداد	۱۴۷
۸۹	قائم مقام امیر مدینہ	۱۴۸
۹۰	اس عمرہ میں قربانیوں کی تعداد	۱۴۸
۹۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام کہاں سے باندھا۔	۱۴۹
۹۲	احتیاطاً ہتھیار ساتھ لینا۔	۱۵۰
۹۳	مدینہ سے روانگی	۱۵۱
۹۴	عقیدہ پر ثابت قدمی کے ثمرات۔	۱۵۲
۹۵	مسلمانوں کے اسلحہ لانے پر قریش کا احتجاج۔	۱۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۶	یاجج میں قریشی وفد کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات	۱۵۵
۹۷	حدودِ مکہ کے قریب اسلحہ جمع کرنا۔	۱۵۷
۹۸	قریش کا، مکہ سے باہر چلے جانا۔	۱۵۸
۹۹	دلکش منظر	۱۵۹
۱۰۰	عمرہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کہاں سے داخل ہوئے	۱۶۳
۱۰۱	تاریخ اسلام کا فیصلہ کن دن۔	۱۶۶
۱۰۲	مسلمانوں کے طرزِ عمل سے، قریش کی حیرانگی۔	۱۶۶
۱۰۳	قریش کی حیرت	۱۶۷
۱۰۴	مسلمانوں کی پہلی معنوی فتح ـــــ عمرۃ القضاء	۱۶۸
۱۰۵	صفراوی بخار کی جھوٹی خبر	۱۶۹
۱۰۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس خبر کے ابطال کے لیے کام کرنا۔	۱۷۰
۱۰۷	طواف کے دوران انصار ومہاجرین کے درمیان اختلاف کا پیدا ہونا	۱۷۱
۱۰۸	صفا اور مروہ کے درمیان قربانی	۱۷۳
۱۰۹	قریش کا، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ میں داخل ہونے سے روکنا۔	۱۷۴
۱۱۰	کعبہ کی چھت پر حضرت بلال کی اذان سے مشرکین کی ناراضگی۔	۱۷۵
۱۱۱	حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سننے پر قریش کے سرداروں نے کیا کہا۔	۱۷۵
۱۱۲	مدت ختم ہونے پر، قریش کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ چھوڑنے کا مطالبہ کرنا۔	۱۷۶
۱۱۳	مشرکین کے بے وقوفوں کا، مسلمانوں سے اُلجھنے کی کوشش کرنا	۱۷۸
۱۱۴	مسلمانوں کے اعلیٰ حالات سے مشرکین کا متاثر ہونا۔	۱۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۵	خالد بن ولید اور ابوسفیان بن حرب	۱۸۱
۱۱۶	خالد کے اسلام پر غضب ناک ہو کر ابوسفیان کا اس پہ حملہ کرنا۔	۱۸۲
۱۱۷	ماہ صفر ۸ھ میں خالد بن ولید اور عمرو بن العاص کا اسلام قبول کرنا	۱۸۳
۱۱۸	عمرو بن العاص کے قبولِ اسلام کا واقعہ	
۱۱۹	خزاعہ کا اسلام قبول کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو اپنا عہد دینا۔	۱۹۳
۱۲۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرق اوسط کے ملوک اور امراء سے رابطہ کرنا۔	۱۹۶
۱۲۱	جزیرہ عرب میں حالات کا استحکام	۱۹۷
۱۲۲	خیبر کی آزادی، انقلاب کا اہم نقطہ ہے۔	۱۹۷
۱۲۳	ملوک اور امراء کی طرف، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی۔	۱۹۷
۱۲۴	دنیا پہ بالادستی کا جھگڑا۔	۲۰۳
۱۲۵	ملوک اور امراء کی طرف مرسلہ خطِ نبوی کی عبارت۔	۲۰۴
۱۲۶	ملوک اور امراء کا ردِ عمل	۲۰۶
۱۲۷	شاہِ ہرقل نے نامۂ نبوی کو کیسے وصول کیا۔	۲۰۶
۱۲۸	شاہ ہرقل کے ساتھ ابوسفیان کا واقعہ	۲۰۷
۱۲۹	ہرقل، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کرتا تھا۔	۲۱۳
۱۳۰	ابوسفیان کے دل پہ، ہرقل کی باتوں کا اثر	۲۱۵
۱۳۱	ہرقل کا، رسول کی دعوتِ دخول فی الاسلام کو قبول کرنا۔	۲۱۶
۱۳۲	ہرقل کا، نامہ کی عزت کرنا۔	۲۱۷
۱۳۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے بارے میں ہرقل کا	۲۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

	رومیوں کی رائے معلوم کرنا۔	۲۱۸
۱۳۴	شہنشاہ ہرقل کا اپنی قوم کو، حلقہ بگوش اسلام ہونے کی دعوت دینا۔	۲۱۸
۱۳۵	سخت حفاظتی انتظامات میں تاریخی اجتماع	۲۱۹
۱۳۶	جرنیلوں اور ارکانِ حکومت کا شہنشاہ کی دعوت کو رد کرنا اور تمرد اختیار کرنے کی کوشش کرنا۔	۲۲۰
۱۳۷	اپنی حکومت کے چلے جانے کے خوف سے ہرقل کا رجوع کرنا۔	۲۲۱
۱۳۸	ہرقل کے جرنیلوں کا ایک بشپ کو اعلانِ اسلام پر قتل کرنا۔	۲۲۱
۱۳۹	کیا شاہ ہرقل اسلام لایا تھا؟	۲۲۳
۱۴۰	شاہ ہرقل کا اضطراب۔	۲۲۳
۱۴۱	ہرقل کے دل میں باہم دست وگریبان تناقضات۔	۲۲۴
۱۴۲	ہرقل کا دوبارہ اور آخری بار اپنی قوم کو دعوت اسلام یا جزیہ دینے کی دعوت دینا۔	۲۲۶
۱۴۳	ہرقل کا شوریہ کو آخری بار الوداع کہنا۔	۲۲۷
۱۴۴	ہرقل کے اسلامی موقف کی تحقیق	۲۲۸
۱۴۵	مُلک المنذر بن ساوی کا قبولِ اسلام	۲۳۰
۱۴۶	غساسنہ کے بادشاہ کا جواب میں جنگ کی دھمکی دینا۔	۲۳۰
۱۴۷	مقوقس حاکمِ مصر کا موقف	۲۳۲
۱۴۸	مقوقس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کرنا۔	۲۳۳
۱۴۹	کسریٰ کا نامۂ رسول کو پھاڑنا اور اللہ کا اس کی حکومت کو تباہ کرنا	۲۳۴
۱۵۰	یمن پر کسریٰ کے گورنر کا حکم نہ ماننا اور اسلام لانا۔	۲۳۶
۱۵۱	کسریٰ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھمکانے پر مشرکین کا خوش	۲۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	ہونا۔	
۱۵۲	باذان کے دونوں ایلچیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اطلاع دینا کہ شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔	۲۳۸
۱۵۳	شیرویہ کا باذان کو حکم دینا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعرض نہ کیا جائے۔	۲۴۰
۱۵۴	شاہ یمامہ کا اسلام کے قریب ہونا اور مسلمان نہ ہونا۔	۲۴۱
۱۵۵	عمان کے دو بادشاہوں کا اسلام لانا۔	۲۴۳
۱۵۶	یمن میں حمیر کا اسلام قبول کرنا۔	۲۴۷
۱۵۷	غیر مسلم نجاشی	۲۴۸
۱۵۸	نجاشی کے نام لکھے گئے نامۂ نبوی کی عبارت	۲۴۹
۱۵۹	نجاشی کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا جواب	۲۵۰
۱۶۰	جبلہ بن الایہم کا اسلام لانا۔	۲۵۱
۱۶۱	مشرق اوسط کے ملوک و امراء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چیت اور منطقہ کی تاریخ کے دھارے میں انقلاب کا آغاز۔	۲۵۲
۱۶۲	ہوازن کی طرف، سریہ شجاع بن وہب۔ ربیع الاول ۸ھ	۲۵۴
۱۶۳	حملے کی کامیابی	۲۵۵
۱۶۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کو آزاد کرنا۔	۲۵۵
۱۶۵	کدید کی طرف، سریہ غالب بن عبداللہ۔ صفر ۸ھ	۲۵۶
۱۶۶	اُنھوں نے اُسے تحفظ کے لیے گرفتار کیا —— وہ مسلمان تھا۔	۲۵۷
۱۶۷	ذات الملاح کی طرف کعب بن عمیر کا دستہ۔ ربیع الاول ۸ھ	۲۵۹
۱۶۸	معرکۂ موتہ	۲۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۹	بازنطینی کا من ویلتھ	۲۶۴
۱۷۰	شاہ بصریٰ اور جولان کی جانب جانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کا قتل۔	۲۶۴
۱۷۱	شام میں رسد پلانے والے عربوں کے ہاتھوں پندرہ صحابہ کا قتل	۲۶۵
۱۷۲	اہم فیصلہ	۲۶۷
۱۷۳	فوج کے سالاروں کا تقرر	۲۶۸
۱۷۴	قیادت میں حضرت زیدؓ کے مقدم کرنے پر حضرت جعفر کا معارضہ	۲۶۹
۱۷۵	جمعہ کے روز فوج کا مارچ .... اور جہاد کی فضیلت	۲۶۹
۱۷۶	موتہ کی طرف فوج کے مارچ کی تاریخ اور اس کی تعداد	۲۷۰
۱۷۷	حضرت عبداللہ بن رواحہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام حاصل کرنا اور شہادت کی تمنا کرنا۔	۲۷۰
۱۷۸	سالار عبداللہ بن رواحہ کا آگ کے خوف سے رونا۔	۲۷۱
۱۷۹	سالاروں کی تقرری کے متعلق ایک یہودی عالم کی گفتگو	۲۷۳
۱۸۰	حضرت خالد بن ولید کا پہلی بار مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرنا۔	۲۷۳
۱۸۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوج کو خطاب کرنا اور تاریخ کا سب سے اعلیٰ اور عادلانہ قانونِ جنگ وضع کرنا۔	۲۷۴
۱۸۲	جنگ کے نشان دار دستوں کے پاس .... کچھ وقت	۲۷۶
۱۸۳	مسلمان کا سلوک، اسلام کے حق میں اور اس کے خلاف، حجت سے	۲۷۶
۱۸۴	مسلمانوں کا فوج کو الوداع کہنا۔	۲۷۷
۱۸۵	مدینہ کے رومی جاسوسوں کا انہیں جنگ کی خبر پہنچانا۔	۲۷۷
۱۸۶	جزیرہ کے شمال میں رومیوں کے جاسوس۔	۲۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۷	دشمنوں کے سالار کے بھائی کا قتل	۲۷۸
۱۸۸	کیا ہرقل ہی موتہ میں مسلمانوں سے لڑا تھا۔	۲۷۹
۱۸۹	مسلمانوں کا معان میں مشورہ کے لیے توقف کرنا۔	۲۷۹
۱۹۰	معان میں فوجی عدالت	۲۸۰
۱۹۱	معان میں فوجی سالاروں کا اختلاف	۲۸۱
۱۹۲	فوجی ارکان کا رومیوں سے جنگ کرنے پر اتفاق	۲۸۲
۱۹۳	ارکان کی انجمن کے اجتماع میں ابن رواحہ کی تقریر	۲۸۲
۱۹۴	معان میں نقطہ ہائے نظر کے اختلاف کے متعلق ائمہ تاریخ کا بیان	۲۸۳
۱۹۵	موتہ میں مسلمانوں کا قلعہ بند ہونا	۲۸۹
۱۹۶	جنگ کی تیاری	۲۹۰
۱۹۷	موتہ میں مسلمانوں کی اضطراری حالت	۲۹۱
۱۹۸	تاریخ کی سب سے بڑی حربی جانبازی	۲۹۵
۱۹۹	تباہ کن معرکہ	۲۹۷
۲۰۰	فتح تو رومیوں کی تھی .... لیکن	۲۹۷
۲۰۱	اسلامی فوج کے تین سالاروں کا قتل	۲۹۹
۲۰۲	معرکۂ موتہ کا مسلسل سات دن تک جاری رہنا۔	۲۹۰
۲۰۳	تینوں سالار کب اور کیسے شہید ہوئے ؟	۳۰۱
۲۰۴	حضرت زیدؓ بن حارثہ کا قتل	۳۰۲
۲۰۵	حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کا قتل	۳۰۳
۲۰۶	حضرت جعفر نے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں	۳۰۳
۲۰۷	نوجوان شہید	۳۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰۸	آمدم برسر مطلب	۳۰۸
۲۰۹	تیسرے سالار حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کا قتل	۳۰۹
۲۱۰	آرزوئے شہادت کا حصول	۳۱۰
۲۱۱	ابن رواحہ نے تردد کے بعد کیسے جانبازی دکھائی	۳۱۱
۲۱۲	عیسائی عربوں کے سالار کا قتل	۳۱۲
۲۱۳	حضرت خالدؓ بن ولید کا موتہ میں مسلمانوں کی کمان سنبھالنا۔	۳۱۳
۲۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوج کی واپسی سے قبل جنگ کے حالات بیان کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور شام کے درمیان ہونے والے واقعات آپ پر ظاہر کر دیے تھے۔	۳۱۵
۲۱۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کے متعلق بخاری کی حدیث	۳۱۵
۲۱۶	معجزہ کے متعلق بیہقی کی روایت	۳۱۶
۲۱۷	ابن اسحٰق کی روایت	۳۱۸
۲۱۸	حضرت جعفرؓ کے لیے، جنت میں دو ہاتھوں کے بدلے میں دو بازو	۳۱۹
۲۱۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خالد کی بہادری کی تعریف کرنا	۳۲۰
۲۲۰	موتہ میں حضرت خالدؓ کے کندھوں پر ڈالی جانے والی مہم کی صعوبت	۳۲۱
۲۲۱	حضرت خالدؓ اور شاندار ریٹائرمنٹ کا منصوبہ	۳۲۳
۲۲۲	حضرت خالدؓ کا ماہرانہ جنگی چال چلنا اور فوج کو بچانا	۳۲۳
۲۲۳	حضرت خالدؓ کو رومیوں کے تعاقب کا خدشہ	۳۲۴
۲۲۴	حضرت خالدؓ نے ریٹائرمنٹ کا منصوبہ کیسے بنایا اور کامیاب ہوئے	۳۲۵
۲۲۵	بھٹکانے کا منصوبہ، منظم ریٹائرمنٹ کامیابی کی جڑ ہے۔	۳۲۶
۲۲۶	بھٹکانے کے منصوبے کی کامیابی نے، موتہ میں مسلمانوں کو بچا لیا۔	۳۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۷	حضرت خالدؓ کا رومیوں پر حملہ کر کے انہیں زبردست نقصان پہنچانا اور واپس آنا۔	۳۳۱
۲۲۸	موتہ میں حضرت خالدؓ کے ہاتھ میں نو تلواروں کا ٹوٹنا	۳۳۳
۲۲۹	مدینہ کی طرف ریٹائرمنٹ کے منصوبے کی تنفیذ	۳۳۳
۲۳۰	مسلمانوں کی ریٹائرمنٹ پر، رومی کمان کا تعاقب نہ کرنے کا حکم دینا۔	۳۳۴
۲۳۱	مدینہ میں فوج کے خلاف مظاہرہ	۳۳۶
۲۳۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جعفرؓ کے قتل کا اثر	۳۳۹
۲۳۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت جعفرؓ سے شدید محبت	۳۴۱
۲۳۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جعفر کی موت پر رونا	۳۴۳
۲۳۵	حضرت جعفرؓ کے چھوٹے بچے	۳۴۵
۲۳۶	معرکۂ موتہ کے تینوں اُمراء کی فضیلت	۳۴۹
۲۳۷	غزوہ ذات السلاسل ۔ جمادی الآخرہ ۸ھ	۳۴۸
۲۳۸	نبوی انٹیلی جینس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی خبر پہنچانا۔	۳۵۰
۲۳۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے مارچ سے قبل ان سے جنگ کرنے کے لیے جلدی کرنا۔	۳۵۱
۲۴۰	سالار عمرو بن العاص	۳۵۱
۲۴۱	عمرو بن العاص کا پہلی بار سالار بننا	۳۵۲
۲۴۲	فوج کا مدینہ سے مارچ کرنا	۳۵۳
۲۴۳	حضرت عمرو بن العاص کا مدینہ سے کمک طلب کرنا	۳۵۳
۲۴۴	حضرت عمرو بن العاص کے لیے، کمک کا مدینہ سے مارچ کرنا	۳۵۶
۲۴۵	حضرت عمرو کا ایلچی دربار نبوی میں	۳۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴۶	حضرت ابوعبیدہ اور حضرت عمرو کا اختلاف	۳۵۶
۲۴۷	غور و تدبر کا مقام	۳۵۸
۲۴۸	غزوہ نے اپنے مقاصد پورے کیے	۳۶۱
۲۴۹	فاتح عمرو بن العاص کی مدینہ کی طرف واپسی	۳۶۴
۲۵۰	مدینہ کو فتح کی خوشخبری دینے والا	۳۶۴
۲۵۱	حضرت ابوعبیدہ کی اخلاقی بلندی پر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف۔	۳۶۶
۲۵۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سالار کے تصرفات کو تسلیم کرنا اور اس پر اعتراض نہ کرنا۔	۳۶۶
۲۵۳	قابل سماعت نصیحت	۳۶۷
۲۵۴	معرکۂ موتہ میں فریقین کے مقتول	۳۶۹
۲۵۵	موتہ میں دشمن کے مقتولین کی تعداد	۳۷۴
۲۵۶	استدراک و تعقیب	۳۷۵
۲۵۷	معرکہ میں مسلمان مقتولین کی تعداد پر ابن کثیر کی تعقیب	۳۸۲
۲۵۸	موتہ میں مسلمانوں نے فتح پائی یا شکست؟	۳۸۳
۲۵۹	موتہ میں جو واقعہ ہوا، بلاشبہ وہ مسلمانوں کی فتح ہے	۳۸۵
۲۶۰	شکست کے بعد فتح	۳۸۶
۲۶۱	مسلمانوں کی شکست اور فتح کے متعلق ابن کثیرؒ کی رائے	۳۸۷
۲۶۲	اس بات کی تحقیق کہ حضرت خالدؓ نے موتہ میں جو کاروائی کی، وہ ایک بے نظیر فتح ہے۔	۳۹۲
۲۶۳	حکومت برطانیہ کا اڈنکرک سے کامیاب ریٹائرمنٹ کرنے والے	۳۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	سالار کو اعلیٰ تمغہ عطا کرنا۔	
۲۶۴	معرکۂ موتہ سے حاصل ہونے والے اسباق	۳۹۴
۲۶۵	تحلیل و تجزیہ	۳۹۵
۲۶۶	موتہ میں عقیدہ کو کیسے فتح ہوئی؟	۳۹۶
۲۶۷	ٹیکنالوجی کی برتری کی حماقت	۴۰۳
۲۶۸	جون میں عربوں نے کس وجہ سے شکست کھائی اور یہودی کیوں فتح یاب ہوئے؟	۴۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمۃ المؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ اللّٰھم انا نعوذ بك من شرور انفسنا و
وسیئات اعمالنا، وصل اللّٰھم علیٰ خیرۃ خلقك نبینا ورسولنا
محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔

(۱)

قارئین کرام! یہ ہمارے تاریخی سلسلے (اسلام کے فیصلہ کن معرکے) کی ساتویں کتاب ہے۔ یہ کتاب خاص طور پر آپ کے سامنے، اس سب سے پہلی عظیم عسکری کارروائی کی تحقیق کو پیش کرے گی جسے اسلامی فوجیں عہد نبوی میں، جزیرہ عرب کے باہر اور شامی علاقے کے اندر بروئے کار لائیں۔ جو ان دنوں مشرقی رومی شہنشاہیت (بازنطینی حکومت) کے ماتحت تھا جو اس وقت دنیا کی سب سے بڑی حکومت تھی۔

(۲)

عرب کا شام کے ساتھ نہایت قدیم تعلق ہے یہاں تک کہ بہت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ (عاد ثانیہ کے دور سے اور ہزاروں سال گزرنے پر بھی) اس قطعۂ زمین کو جو بحر عرب سے، بحر ہند پہ، مشرق میں بصرہ کے پاس خلیج کے سرے سے لے کر اور مغرب میں ایلہ کے نزدیک خلیج کے سرے سے شمال میں ایشیائے کوچک کے ٹکام پہاڑ تک کمان کی طرح پھیلے ہوئے گزرتا ہے اور جسے شاداب چاند کہتے ہیں، عرب علاقہ خیال کرتے ہیں جو اپنے دوسرے علاقوں سے الگ نہیں ہو سکتا [1]

اور تاریخی مصادر نے ثابت کر دیا ہے کہ اگرچہ صدیوں تک شام پہ غیر ملکی لوگ بار بار قابض ہوتے رہے پھر بھی شامی باشندوں کے عوام کی اکثریت صدیاں گزرنے پر بھی —— ظہور اسلام تک —— عرب نفی اور ہم نے ایک خاص فصل میں (اور وہ اس کتاب کی پہلی فصل ہے) اختصار کے ساتھ شام میں عربوں کی قبل از اسلام تاریخ کو بیان کیا ہے، خصوصاً موتہ کے تاریخی معرکہ کو، جو اس کتاب میں ہماری تحقیق کا مقام ہے جس میں نیز کا سرا، اسلامی فوج کے خلاف تھا اور یہ وہ عرب تھے جو قضاعہ اور غسان وغیرہ سے عیسائی ہو گئے تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ معرکہ موتہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونے والا نصرانی مالک بن رافلہ ایک لاکھ عربوں کی سالاری کر رہا تھا جو رومیوں کی جانب سے اسلام کے خلاف لڑنے آئے تھے اور شرجیل بن عمرو غسانی کا بھائی سدوس بن عمرو، بلقاء پر رومیوں کا گورنر تھا جو جزیرہ عرب کے اندر، وادی القریٰ کے قریب اس رومی وزارت جنگ کے لیے جاسوسی کرتے ہوئے قتل ہو گیا تھا جس کے جوان شام کے جنوب

---

[1] دیکھیے ہماری کتاب، العرب فی الشام قبل الاسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مسلمانوں سے لڑنے کے لیے اکٹھے ہو رہے تھے۔

(۴)

غزوۂ موتہ کے اسباب

ہجرت کے پانچویں سال تک رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین عظیم اندرونی دشمنوں کے معاملات میں مشغول رہے جو یہ تھے:۔

ا۔ مدینہ کے جنوب میں رہنے والے قریش

ب۔ غطفان اور مدینہ کے مشرق میں نجد کے عظیم قبائل میں سے ان کے ساتھ شامل ہونے والے لوگ۔

ج۔ خیبر شمال کے یہودی جو مدینہ کے مشرق میں رہتے تھے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے فیصلہ کن معرکہ میں تینوں حلیفوں پہ تاریخی فتح حاصل کرنے کے بعد محسوس کر لیا اور آپ کے دشمنوں نے بھی سمجھ لیا کہ اسلام جزیرہ عرب کے اندر دُور دُور تک اپنی جڑیں مضبوط کرنے لگا ہے اور اس کا رُعب اور خوف اس کے دشمنوں کے دلوں کو گرفت میں لینے لگا ہے۔

پس آپ غطفان کی جانب سے جو آپ کا سب سے بڑا دشمن تھا، مامون ہو گئے، اور یہ امن اس وقت حاصل ہوا جب آپ نے ان پہ فوری عسکری حملے کر کے ان کو سزا دی جن سے بالآخر ان کی قوت ٹوٹ گئی اور آپ نے انہیں عملی سبق دیا کہ مسلمان زبردست جنگجو اعراب کے تصور سے کہیں زیادہ طاقت ور ہیں ...... اور وہ ان کا احزاب کے مشہور معرکہ میں ناکام ہونا تھا جس میں غطفان کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی تھی ... ۔ احزاب کی دس ہزار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج میں جسے یہودیوں نے ہجرت کے چوتھے سال اسلام کے وجود کو مٹانے کے لیے اکٹھا کیا تھا اس میں غطفان کی تعداد چھ ہزار تھی۔

(۷)

ہجرت کے پانچویں سال مسلمانوں کو احساس ہو گیا کہ ان کی ذاتی قوت (احزاب کی خوفناک مصیبت سے گزرنے کے بعد) فوجی لحاظ سے جزیرہ کی کسی بھی قوت کا جو ان کو گزند پہنچانا اور ان کو ان کے حق سے محروم کرنا چاہتی ہے سامنا کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔

اور جب سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ قریش کی اس ظالمانہ پابندیوں کے باعث جو انہوں نے مرکزی قوت ہوتے ہوئے مسلمانوں پر عائد کی تھی، مکہ میں بیت اللہ کی زیارت کرنے سے محروم تھے جس کے بموجب انہوں نے ان کو حاجی اور معتمر ہوتے ہوئے بھی مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔

اس سال مدینہ سے چودہ سو مسلمان، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں عمرہ کے ارادہ سے جنوب کی جانب مکہ کی طرف گئے پس مشرکین نے انہیں حدودِ حرم کے پاس روک دیا اور مکہ میں داخل ہونے سے منع کر دیا، پس فریقین کے درمیان پیغامات اور مذاکرات کا سلسلہ شروع ہو گیا جو بالآخر اس تاریخی صلح تک پہنچا جسے صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔

اس صلح میں مسلمانوں کو جو اہم فوائد حاصل ہوئے وہ یہ تھے کہ قریش نے مسلمانوں کے متعلق تسلیم کیا کہ وہ ایک ایسی قوم ہیں جن کا کوئی وجود ہے اور مسلمانوں اور قریش کے درمیان دس سال تک جنگ کی حالت کا خاتمہ ہو گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مشرکین مکہ نے تسلیم کیا کہ مسلمانوں کو بھی بیت اللہ کی زیارت کرنے اور عمرہ کی عبادات بجالانے کا حق حاصل ہے حالانکہ مکہ بُت پرستی کی نگہبانی میں تھا۔

(۵)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاسی لحاظ سے صلح حدیبیہ سے اس طرح فائدہ اُٹھایا کہ قریش کی جانب سے امن کے زمانے میں آپ نے ان بڑے بڑے کاموں کو مکمل کیا جن کا اسلام کے وجود کی پائیداری اور مسلمانوں کے مرکز کی مضبوطی میں بڑا اثر تھا، ان کاموں میں سے اہم کام یہ تھے:۔

۱۔ آپؐ خیبر کے ان یہودیوں سے فارغ ہو گئے جو مسلمانوں کے ساتھ حالتِ جنگ میں تھے ... ہجرت کے چھٹے سال کے اوائل میں مسلسل دو ماہ کے سخت معرکوں کے بعد آپ نے ان کے وجود کا خاتمہ کر دیا[1]

۲۔ آپؐ نے شرقِ اوسط کے بادشاہوں اور اُمراء کو اسلام کی آواز سُنانے اور انہیں اس میں داخل ہونے کی دعوت دینے اور ایک اہم جدید اُمت کی طرف جس کا نام اُمت اسلام ہے ان کی نظر کو ملتفت کرنے کے لیے ان سے رابطہ قائم کیا[2]

۳۔ آپ ایک اہم پڑوسی یعنی رومیوں کو جنگ کا عملی سبق دینے کے لیے فارغ ہو گئے وہ اس طرح کہ اسلامی فوج نے پہلی مرتبہ حدودِ شام سے گزر کر رومیوں سے ان کے علاقے میں جنگ کی، جہاں شام میں موتہ کا فیصلہ کُن

---

[1] ان معرکوں کی تفاصیل اس سلسلہ کی چھٹی کتاب "غزوہ خیبر" میں دیکھیے۔

[2] ان رابطوں کی تفاصیل اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرکہ ہوا جو اس کتاب میں ہماری اہم تحقیق کا موضوع ہے۔

(۶)

موتہ کا معرکہ مسلمانوں اور قریش کی صلح کے زمانے میں ہوا اور یہ قریش اور ان کے حلیفوں کے اس صلح کو توڑنے سے قبل کا واقعہ ہے

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ صلح، مسلمانوں کے لیے ایک موقع تھا جس سے فائدہ اُٹھانا ضروری تھا، پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک تجربہ کار سیاسی اور عسکری سالار تھے فیصلہ کیا —— اس وقت رومی شہنشاہیت کی خواہشات مسلمانوں پر اور جزیرہ عرب پر قبضہ کرنے کے متعلق اُفق پر نظر آ رہی تھیں اور ان کے عرب عیسائی ایجنٹ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دھوکہ بازی سے قتل کرنے لگے تھے، مختصر یہ کہ آپ نے اپنے بہترین صحابہ کا ایک جنگی دستہ بھیجنا چاہا (ظہورِ اسلام سے لے کر اس وقت تک آپ نے جو جنگی دستے جمع کیے یہ ان میں سب سے بڑا تھا) آپؐ نے اس جنگی دستہ کو شام کے دیہات کی طرف بھیجنا چاہا تاکہ وہ اس ملک کے اندر داخل ہو کر چھپ جائے جس کا بعض حصہ بازنطینی حکومت کے مملوکات میں شمار ہوتا ہے اور اُسے جنگ کرتے ہوئے روند ڈالے تاکہ رومیوں اور ان کے عرب عیسائی ایجنٹوں کو جنگ کا ایسا سخت سبق ملے جو ان سب کے اذہان سے دینِ اسلام کی قبولیت سے قبل کے عرب جانباز کے متعلق راسخ شدہ خیال کو دُور کر دے جو (عموماً) کر و فر کے طریق پر جنگ کرنا تھا۔ یا فقط لوٹ مار کے لیے چھاپا مارتا تھا پھر خواہ اُسے فائدہ ہو یا نقصان واپس چلا جاتا تھا یہ جنگ کا ابتدائی طریق تھا جو غیر مناسب تھا اور رومی فوج دستوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریق پر لڑنے اور ٹیکنالوجی کی برتری سے ممتاز تھی۔

(۷)

رومی اور ان کے عرب عیسائی ایجنٹ مسلمانوں کے ساتھ اپنے معاملات میں اسی غلط نظریہ پر چلتے تھے اور اسی غلط نظریہ کی اساس پر انہوں نے شامی علاقہ کے اندر ذات الطلح مقام پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے مسلمانوں کے پندرہ عظیم داعیوں کو دھوکہ بازی سے قتل کر دیا۔ حالانکہ وہ ایک پُرامن انسانی مہم میں لگے ہوئے تھے جس کا مقصد تبلیغ اور رضامندی کے طریق پر اسلام کی نشر و اشاعت کرنا تھا۔ یہ امر، موتہ کے فیصلہ کن معرکہ کے اہم اسباب میں سے ہے جس میں اسلامی فوج کے تین سالاروں نے جامِ شہادت نوش کیا اور اس میں چھوٹے سے جیش نبوی کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا جس سے اُسے بیگانہ روزگار اور تجربہ کار سالار خالد بن ولید کی مہارت نے نجات دی جو پہلی بار سپاہی کی صورت میں فوج میں شامل ہوئے اور پھر جیش اسلامی کے سالار بن گئے۔

(۸)

ہمارے بیان کردہ اسباب کے پیش نظر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شہری اور دیہاتی اصحاب میں سے تین ہزار جانبازوں کو جمع کیا اور ان کے لیے (مدینہ سے مارچ کرنے سے قبل) باری باری تین سالار مقرر کیے۔

۱۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ۔

۲۔ جب زیدؓ قتل ہو جائیں تو آپ کے عم زاد حضرت جعفرؓ بن ابی طالب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اور جب جعفرؓ قتل ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری۔

اور نبوی فوج ، معان کے مشہور تاریخی شہر سے گزر کر حدود شام سے پار ہوگئی اور کرک کے علاقے میں پہنچ گئی (اُردن کی ہاشمی حکومت میں اسے آجکل لواء البلقاء کہتے ہیں) وہاں دیہات میں ایک بستی کو موتہ کہتے ہیں جہاں پر فیصلہ کن تاریخی معرکہ ہوا جو بعد میں تاریخ میں معرکۂ موتہ کے نام سے مشہور ہوا۔

(۹)

معرکۂ موتہ حقیقت میں ایک خوفناک اور تباہ کن معرکہ تھا اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اسلامی فوج کے تینوں سالار یکے بعد دیگرے قتل ہو گئے۔ اسی طرح بہت سے مسلمان بھی مارے گئے جن کی تعداد کا شمار نہیں ہوسکا اور رومیوں اور ان کے حلیفوں کی فوج کی اکثریت بھی بیچ کھیت رہی اور عرب عیسائیوں کا رسد پانے والا لیڈر مالک بن رافلہ بھی مارا گیا اور سدوس بن عمرو جو علاقہ کے حاکم شرجیل بن عمرو غسانی کا بھائی تھا وہ بھی مارا گیا۔

سیرت حلبیہ کے مؤلف ابن برہان الدین کے بیان کے مطابق مسلسل چھ روز تک جنگ جاری رہی جس میں مسلمانوں نے شجاعت وقربانی اور ثابت قدمی اور فداکاری کے کئی نمونے پیش کیے جن سے بڑھ کر نمونہ پیش کرنا ممکن ہی نہیں۔

(۱۰)

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمانوں کو اپنے تین سالاروں کے قتل ہو جانے کے بعد ایسی بڑی شکست ہوئی کہ جس جیسی شکست کبھی کسی قوم کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوئی، ہاں ہزیمت کے بعد جب خالد بن ولید نے قیادت سنبھالی تو آپ نے اسلامی فوج کو دوبارہ منظم کیا اور رومیوں کو ایسی بڑی شکست دی کہ انہیں کبھی اس قسم کی شکست نہ ہوئی تھی پھر آپ نے چھوٹی سی اسلامی فوج کو بچالیا اور اُسے رُومی فوج کی صفوں میں چھائے ہوئے اضطراب کی اُلجھن میں) پوری تیاری اور مکمل انتظام کے ساتھ اکٹھا کر کے لے آئے اس وجہ سے آپ سب سے بڑے تمغہ کے مستحق ہوئے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے کسی مسلمان کو عطا فرمایا تھا یعنی آپ کو سیف اللہ کا تمغہ دیا گیا۔

اس لیے کہ خالدؓ نے توفیق الٰہی پھر عسکری مہارت اور یکتا شجاعت اور اپنے ارادے کی مضبوطی سے اس بات پر قدرت حاصل کر لی کہ آپ تین ہزار مسلم جانبازوں کو موت کے اس ہتھوڑے سے بچا لائے جسے دو لاکھ رومی جانباز اور عرب حلیف اس چھوٹی سی اسلامی فوج کے سروں پہ مارنا چاہتے تھے جسے جنگ نے کمزور کر دیا تھا اور اس کے تین سالار کام آچکے تھے اور اس کا جھنڈا زمین پہ گر پڑا تھا اور اس کی وحدت بڑی طرح پریشان ہو چکی تھی۔

(۱۱)

معرکۂ موتہ میں مسلمانوں کو جو تکالیف پہنچیں اور جن خطرات سے دوچار ہوئے اور انہوں نے جان پہ کھیل کر جو نمونے پیش کیے وہ موجودہ دور کی اصلاح میں خودکشی کی حد تک پہنچے ہوئے تھے اس کے باوجود معرکۂ موتہ اپنے اندر ثابت قدمی اور جاں نثاری کے شاندار نمونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتا ہے جن میں حقیقی اور صحیح عقیدہ کے معانی اور اس کے فراخدلانہ عطیات اور ایمان کی پُر زور موجوں کی امداد کے وہ تمام اسباق پائے جاتے ہیں جن کا حامل ایک ایسا بگولا بن جاتا ہے جو اُونچے پہاڑوں کو ہلا دیتا ہے اور ایسا پہاڑ بن جاتا ہے جو بگولوں سے مذاق کرتا ہے۔

پس اسلامی عقیدے کے ساتھ موتہ کے بہادروں کی سطح پر تمسک کرنے سے ہی مسلمان (خواہ عرب ہوں یا غیر عرب) اپنے مسلوب حقوق کی بازیابی اور ان عظمتوں کی حفاظت کر سکیں گے جو ضیاع کا نشانہ بنی ہوئی ہیں۔

پس مشرق کی طرف نظریات کو درآمد کرنے والے حضرات کے لیے کس قدر مناسب ہے کہ وہ حرم ثالث کی بازیابی اور فلسطین میں مسلمانوں کے ضائع شدہ حقوق کی واپسی کے لیے اسے اپنا مقصد بنا لیں۔

اور یہ بات کس قدر ان کے مناسب حال ہے کہ وہ اپنے سخت علاقے کی اس آئیڈیالوجی کا مطالعہ کریں جس سے تین ہزار جانباز، دو لاکھ فوج سے سات دن تک لڑتے ہوئے ثابت قدم رہے اور انہوں نے شجاعت و جانبازی اور فداکاری و جاں نثاری کی شاندار مثالیں قائم کیں۔

اور بائیں بازو یعنی کمیونسٹوں، ہوچی منہ اور ماؤزے تنگ کی پارٹیوں کے ان بہادرانہ کارناموں کو بہادری کے لحاظ سے صفر قرار دے دیا جن کے مارکسی گن گاتے پھرتے ہیں۔

(۱۲)

ہماری عرب قوم کی تاریخ، جو ہماری عظیم اُمت اسلامیہ کا ایک حصّہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان عظیم اور ہمیشہ قائم رہنے والے بہادرانہ کارناموں سے بھرپور ہے جو فخر کے وقت ہماری عزت کے قیام کا باعث اور دورِ اقتدار کی آمد اور وعظ و نصیحت کے وقت ہماری تحقیق کا ماخذ ہونے چاہئیں۔ ہم غیروں کے کارناموں کے گن گانے اور ان لوگوں کی اقتداء کرنے سے پوری طرح بے نیاز ہیں جو نہ ہماری طرف منسوب ہوتے ہیں اور نہ ہی ہماری تاریخ سے کوئی تعلق رکھتے ہیں۔

اور یہ بات کس قدر تعجب انگیز (بلکہ عظیم) ہے کہ اس حقیقت کو سمجھ کر اللواء الرکن مصطفیٰ طلاس جیسے آدمی اس سے تمسک کی دعوت دیتے ہیں، جب اس کی قوم نے اشتراکی لیڈر لینن کا صدسالہ جشن منایا تو وہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے بڑے دکھ سے کہتا ہے۔

"تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں جو اس امر پر قطعی دلالت کرتی ہیں کہ جس قوم کی سرزمین کو غیر ملکی جنگ کا سامنا کرنا پڑا ہو وہ اپنے ماضی کے گن گانے لگی اور اس کے کارناموں کو تلاش کرنے لگی کہ شاید اُسے وہ بات مل جائے جو اس کی حالیہ زندگی میں رُوح پھونک دے پس یہ بات انسانی تہذیب میں اس کے کردار اور اصالت کی دلیل ہے اور میری تاریخی معلومات کے مطابق یہاں کوئی ایسی قوم موجود نہیں جسے جنگ نے اچانک آلیا ہو اور اس کے بعض علاقے پر قبضہ کر کے اُسے وطن بنا لیا ہو بلکہ بسا اوقات اُسے پراگندہ اور تباہ و برباد کر دیا گیا ہو اور وہ اپنی تاریخ کو چھوڑ کر غیر کی تاریخ پر نازاں ہو اور اپنے لیڈروں کو چھوڑ کر غیروں کے لیڈروں کے جشن مناتی ہو اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ ایسا کرتی ہے تو اس کی مثال اس گنجی عورت کی سی ہے جو اپنی
پڑوسن کے بالوں پر فخر کرتی ہے۔"

جب میں نے دمشق عربی کی سڑکوں اور گلی کوچوں کو ایک ایسے شخص کی تصاویر اور پوسٹروں سے بھرپور دیکھا جو انسانی تعلق کے سوا، ہماری تاریخ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اور میرے عمیق اندازے کے مطابق ان میں اس کے یگانہ مناقب کا ذکر تھا تو میں نے فیصلہ کیا کہ خواہ کسی قدر قلیل ہو میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں کچھ لکھوں گا۔[1]

حقیقت یہ ہے کہ اس قوم سے زیادہ قابلِ رحم کوئی نہیں جو اپنی اس تاریخ کو فراموش کر چکی ہے جو جانبازوں کے تذکروں اور بہادرانہ کارناموں سے بھرپور ہے اور پھر ان درآمدی تباہ کُن اصولوں کے اندھیروں میں، البشر کی رد کی ہوئی اور مسافروں اور ملحد خونریزوں کی خلافِ ضابطہ باتوں کی تحقیق میں ٹامک ٹوئیاں مار رہی ہے تاکہ ان میں سے کسی کو جنگ اور تربیت اور طرزِ عمل میں اعلیٰ نمونہ قرار دے۔

اس قسم کی کارروائی کا نتیجہ وہی ہو گا جو ہوتا آیا ہے یعنی پسماندگی کے بعد پسماندگی اور شکست کے بعد شکست، یہاں تک کہ اُمتِ محمدیہ، اسلام کے اس صافی شافی چشمہ سے دوبارہ پانی پیے جس سے معرکۂ موتہ کے جانبازوں نے پانی پیا تھا۔ پس انہوں نے عہدِ نبوی اور بعد کے روشن ادوار میں فتوحات کے ایسے ریکارڈ قائم کیے جنہوں نے تاریخ کے منہ کو ان کی ایسی عطر بیز یادوں سے بھر دیا جو ابد تک شاندار زمانوں

---

[1] الرسول العربی وفن الحرب ص۱۵ از مقدمہ مؤلف اللواء الرکن مصطفیٰ طلاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل اوّل

- قبل از اسلام، شام میں عرب۔
- شام میں آلِ عاد کے بادشاہ۔
- شامی عربوں کے ساتھ رومیوں کا تعلق۔
- مملکت انباط۔
- مملکت آل اذنیہ (تدمر)
- مملکت قضاعہ۔
- مملکتِ غساسنہ۔
- شامی عرب اور معرکۂ موتہ۔

موتہ کے فیصلہ کن معرکہ کی تفاصیل میں داخل ہونے سے قبل، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم قارئین کرام کو سب سے پہلے (قبل از اسلام) شام کے ساتھ حکام اور باشندے ہونے کے لحاظ سے اور مالک حاکم ہونے یا محکوم ہونے کے لحاظ سے عربوں کے تعلقات کی ایک جھلک دکھائیں۔

دوم یہ کہ ان کا ان رومیوں کے ساتھ کیا ارتباط تھا جو شام پر میلاد سے قبل اور بعد قابض ہو گئے تھے اور خصوصاً ان بازنطینی اباطرہ کے زمانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، جن کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان موتہ کے تاریخی معرکہ میں ٹکراؤ ہوا تھا کیا تعلق تھا، جس میں رومیوں سے دوستی رکھنے والے عیسائی عرب اور رسد پانے والے بُت پرست اس تاریخی معرکہ (موتہ) میں جنگ میں، تیزے کا سرا تھے۔

ہزاروں سال سے شام ایک عربی ملک ہے

اس جگہ مسلمان اور غیر ملکی مستشرقین اور اسرائیلی مورخین وغیرہ کے درمیان ایک قسم کا اتفاق سا پایا جاتا ہے کہ شام میلاد سے قبل عربوں کا وطن تھا بلکہ بنی اسرائیل کے ظہور سے صدیوں قبل بھی ان کا وطن تھا اور وہ شام کے پہلے حکمران ہیں اور تاریخ میں زمین کے جن بادشاہوں نے سب سے پہلے شام پر حکومت کی وہ عرب تھے۔ یہ رائے تاریخ کے مشہور فلسفی امام عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون حضرمی کندی مغربی کی ہے اور یہی رائے مشہور سیاح جغرافیہ دان مسعودی کی ہے [۱]

اور اس رائے کی تائید بہت سے مستشرقین بھی کرتے ہیں جو بڑے یقین سے کہتے ہیں کہ عراق اور شام سے بننے والی قوس جسے شاداب چاند کہتے ہیں وہ جزیرہ عرب کا طبعی پھیلاؤ ہے اور یہ شاداب چاند جن علاقوں پر مشتمل ہے وہ میلاد سے صدیوں قبل عربوں کا وطن ہے، اور مستشرقین نے طبعی لحاظ سے شاداب چاند کو ایسی اکائی شمار کیا ہے جسے جزیرہ عرب سے الگ نہیں کیا جاسکتا اور اس کا یہ طبعی پھیلاؤ تاریخ کے آغاز سے ہے [۲]

---

[۱] دیکھیے تاریخ ابن خلدون ج ۲ صفحہ ۳۳ اور صفحہ ۲۴ اور مروج الذہب ج ۲

[۲] ڈاکٹر جواد علی اپنی کتاب تاریخ العرب قبل الاسلام (باقی حاشیہ صفحہ ۳۹ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عربوں کی قبل از اسلام تاریخ کے سپیشل محققین نے بیان کیا ہے (مثلاً) کہ جندب نام ایک عرب بادشاہ تھا جو ۸۵۳ء قبل مسیح میں شام کے عظیم بادشاہوں میں سے تھا، اس نے ارمیوں کے ایک بادشاہ سے عسکری معاہدہ کیا تھا اور اس معاہدے میں پڑوسی علاقوں کے بارہ بادشاہ شامل ہوئے تھے، ان سب نے آشوریوں کے ایک جابر بادشاہ شلمنصر ثالث کے مقابلہ کے لیے ایک فوجی دھڑا قائم کیا جس نے شام کے ساتھ جنگ کر کے عرب بادشاہ جندب اور اس کے حلیفوں کو معرکہ قرقر میں مصیبت میں ڈال دیا تھا یہ شہر اس کی رکھ کے شمال میں واقع تھا اور ملک جندب نے حلیفوں کی افواج کے لیے جن کا وہ خود بھی ایک سالار تھا ایک ہزار اونٹ پیش کیے اور وہ ستر ہزار فوجی سپاہیوں کے ساتھ بنفس نفیس آشوری بادشاہ شلمنصر ثالث کے خلاف جنگ میں شامل ہوا جس نے ۸۵۳ء قبل مسیح میں، عرب بادشاہ اور اس کے حلیفوں کو اس جنگ میں شکست دی تھی [1]

غیر اسلامی مؤرخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ معرکۂ قرقر میں

(بقیہ حاشیہ ص ۳۸)

میں ہے " FERTILE CRESCENT - " کہتا ہے یہ اصطلاح سب سے پہلی دفعہ اس مفہوم میں اس قوس پر جو عراق اور شام سے بنی ہے (H - BREASTED) نے استعمال کی اور جب ہم شام کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے ہماری مراد سوریہ اور اس کے ساتھ لبنان، فلسطین اور اردن ہوتی ہے (S. A. HUZEYYIN-AREPIANDTHEFOREAST)

[1] دیکھیے تاریخ العرب قبل الاسلام ج ۲ ص ۲۹۹، ص ۳۰۰، ص ۳۰۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عرب بادشاہ جندب اور اس کے حلیفوں کو (شاہِ آشور کی روایت کے مطابق جیسا بابل کے ایک ستون پر لکھا گیا ہے) ساڑھے پچیس ہزار جانبازوں کا نقصان اٹھانا پڑا تھا۔

قبل از میلاد، آشوریوں سے لڑنے والی عرب مملکت

اس طرح یورپی تاریخ کے مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷۳۸ قبل مسیح میں عرب ملکہ جس کا نام زبیبی (زبیبہ) تھا وہ شاہِ آشور جو شام کے ملوک الطوائف میں سے تھا، کے دشمنوں کے معاہدہ میں شامل ہو گئی اور اس نے بابل سے عراق جانے والے قافلوں کے راستوں پر قبضہ کر لیا، پس شاہِ آشور (تغلث فلاسفر الثالث) نے ایک طاقتور فوج بھیجی جس نے اس کے ساتھ جنگ کی لیکن آخر کار وہ اس پر غالب آ گیا یہاں تک کہ اُسے سرافگندہ کر دیا پس اس نے مجبور ہو کر اس کے ساتھ صلح کی اور اس کے بموجب آشوریوں کو جزیہ دیا۔ یہ واقعہ ۷۳۸ قبل مسیح کا ہے[1]

اسی طرح فرنگی مصادر بتاتے ہیں کہ ایک اور بھی عرب ملکہ تھی جس کا نام سمسی SAMCHI (شمس) تھا، جس کی حکومت کا ہیڈ کوارٹر (مؤاب اور فلسطین تھا) اس نے دمشق کے بادشاہ کے ساتھ فوجی معاہدہ کیا جو شاہ آشور کا دشمن تھا پس اس کی فوجیں جو دیہاتی آدمیوں پر مشتمل تھیں جنوب سے آنے والے آشوری قافلوں پر حملہ کر کے انہیں قابو کرنے لگیں۔ پس شاہِ آشور نے بھی اس کے خلاف زبردست فوج تیار کی اور اس کی مملکت کے دو بڑے شہروں اور چھاؤنی پر قابض ہونے کے بعد

---

[1] MUSIL DECERT 477

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر فتح یاب ہوگیا پس وہ اس کی اطاعت کرنے اور اُسے جزیہ دینے پر مجبور ہوگئی حالانکہ اس نے شاہ آشور کے خلاف جو جنگیں لڑی تھیں اس میں اُسے ایک لاکھ جانبازوں، تیس ہزار اونٹوں اور بیس ہزار مویشیوں کا نقصان برداشت کرنا پڑا تھا ... یہ تعداد ان نصوص میں پائی جاتی ہے جنہیں شاہ آشور (تغلت فلاسفر) نے خود ان تختیوں میں سے ایک تختی پر لکھا تھا جن میں اس آشوری بادشاہ نے اپنی حربی زندگی کی تاریخ لکھی تھی [۱]

باقیماندہ عمالقہ

جب ان غیر ملکی مصادر کی بیان کردہ باتوں کو دُرست تسلیم کیا جائے (جیسا کہ شاہی آشوری تختیوں میں لکھا گیا ہے) تو عرب بادشاہ جندب اور ملکہ زبیبہ اور شمس ان عمالقہ میں سے تھیں جن کی اولاد شام میں پائی جاتی ہے اور پیدائش سے تعداد میں بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ ان میں آل اُذنیہ کا خاندان نمایاں ہوا جو جنگل میں عظیم عرب قوت کا مالک تھا ... یہ تقریباً ستر سال قبل مسیح کی بات ہے اور اس کی حربی طاقت بڑھتی گئی یہاں تک کہ اس نے تدمر کی مشہور تاریخی مملکت کی بنیاد ڈالی جس نے میلاد کے بعد رومیوں کو روند ڈالا اور مشرق میں ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور خصوصاً شاہ اذنیہ ابن اذنیہ اور اس کی عظیم بیوی زینوبیا کے عہد میں جو بڑی باہمت خاتون تھی جس کی عالی ہمتی، بلند نظری اور اولوالعزمی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ وہ اپنی فوجوں کے ساتھ باسفورس کے درّے سے گزر گئی اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اس کا نصب العین قدیم رومی شہنشاہیت کے دارالخلافہ روما پر قبضہ کرنا تھا [۲]

---

[۱] OLMSTEAD. HISTORY OF ASSYRIA, P 199-200

[۲] دیکھیے ہماری کتاب العرب فی الشام قبل الاسلام۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السانوں میں سب سے پہلے عربوں نے شام پہ قبضہ کیا | موزخین کے اسلوب کلام

سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے عربوں نے شام پہ قبضہ کیا اور ان کا پہلا بادشاہ جس نے شام، مصر، ہند اور دیگر مشرقی ممالک پر حکومت کی وہ شداد بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح تھا، جس کی حکومت کا دار الخلافہ احقاف (حضرموت) تھا جو جزیرہ عرب کے جنوب میں واقع ہے اور شام پہ قبضہ کرنے والی یہ عاد، عاد ثانیہ ہے جو ایک عربی قبیلہ ہے اور مؤرخین نے اسے عرب عاربہ اور عرب بائدہ کے ضمن میں لکھا ہے اور عاد شام کے بادشاہ رہے یہاں تک کہ انھوں نے سرکشی اختیار کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا جیسا کہ قرآن کریم نے بیان کیا ہے اور مسلمان عرب مورخین کے مصادر اور ان کی طرف ہجرت کر کے آنے والے اور اسلام میں داخل ہونے والے بنی اسرائیل جن کی نقل پہ اعتماد کیا جا سکتا ہے وہ بھی یہی بات کہتے ہیں اس لیے کہ بنی اسرائیل میں سے اہل کتاب دوسروں کی نسبت ان سے زیادہ قریب ہیں اور ان کے واقعات کو زیادہ یاد رکھنے والے ہیں[1]۔

اور غیر ملکی مغربی تاریخی مصادر میں واضح اشارات موجود ہیں جو اسلامی مورخین کے قول کی تائید کرتے ہیں کہ عاد نے شام اور سیناء کو وطن بنا لیا تھا اور ان علاقوں میں حکومت کی تھی۔

بطلیموس (FORSTER. Woi. 282) بیان کرتا ہے کہ عاد کا وجود ان علاقوں میں پایا جاتا تھا جو جزیرہ عرب کے شمال مغرب سے ایلہ سے

---

[1] دیکھیے مروج الذہب مسعودی جلد ۲ صفحہ ۴۲، اور تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۳۳-۳۴-۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزرتے ہوئے خلیج عقبہ کے ساحل پر پھیلے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اس علاقہ تک چلے جاتے ہیں جسے بنی اسرائیل کہا جاتا ہے جو جزیرہ نما سینا میں پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر جواد علی اپنی کتاب تاریخ العرب قبل الاسلام[۱] میں بیان کرتا ہے کہ

یہ جگہ، ثمود کی جگھوں سے دُور نہیں جن کا نام عاد کے نام کے ساتھ مرتبط ہو چکا ہے اور اس رائے کی تائید (شپنگر) اور مستشرقین کی ایک جماعت نے بھی کی ہے اور یہ صحیح آراء کے زیادہ قریب ہے اور آثارِ قدیمہ سے بھی معلوم ہوا ہے کہ اقرب الی الصواب یہ ہے کہ ارم ذات العماد جس کا ذکر قرآن کریم نے قومِ عاد کے ذکر کے موقع پر کیا ہے وہ شام میں تھی نہ کہ جزیرہ عرب کے جنوب میں، اور یہ مسعودی کی رائے کے موافق ہے (جو عرب مؤرخین اور جغرافیہ دانوں میں سب سے زیادہ مشہور ہے) وہ بیان کرتا ہے کہ جیرون بن سعد بن عاد ان کے بادشاہوں میں سے تھا جس نے شام میں ارم ذات العماد بنایا تھا، اسی نے شام کا بادشاہ ہونے کے زمانے میں دمشق اور اس کے شہر کا منصوبہ بنایا تھا[۲] اور محقق مورینیس نے بھی بطلیموس کی رائے کی تائید کی ہے کہ ارم (یعنی ارم ذات العماد) شام میں اس جگہ پر تھی جو ثمود اور بنی اسرائیل کے ظہور سے قبل عرب عاد قوم کے ماتحت تھی، جسے لاطینی میں ARAMAUA کہتے ہیں اور موسل نے بھی بطلیموس کی بیان کردہ جگہ کی مطابقت میں موانیس کی رائے کی تائید

---

۱ جلد ۱ صفحہ ۲۲۱

۲ تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہے ۔

اور قدس میں کھدائی کرنے والے فرانسیسی ادارہ نے بھی اس بات کا اظہار کیا ہے جس سے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ عادؔ شام کے بادشاہ تھے اور اس میں ان کا وجود یقیناً پایا جاتا تھا اور ان نبطی تحریروں میں بھی یہ بات موجود ہے جو جبل رم پر دریافت ہونے والے معبد کے ویرانوں سے ملی ہیں کہ اس جگہ کا نام ارم [1] ہے ، ان نبطی تحریرات سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ جگہ اپنے قدیم نام کو محفوظ کیے ہوئے ہے ۔ جو آخر میں ارم کی بجائے رُم کے نام سے معروف تھی [2]

اور ۱۹۳۲ء میں (HORSFIELD) نے جبل رم میں اُردن کی ہاشمی مملکت کے ایک مقام کے آثار کی کھدائی کا کام سنبھالا جو عقبہ سے ۲۵ میل کی مسافت پر مشرق کی طرف واقع ہے اس نے جس جگہ کھدائی کی وہ وادی کے پاس ہے اور اس کے قریب ہی (عین ماء) ہے اور پہاڑ کے پہلو میں قدیم جاہلیت کے آثار بھی پائے گئے ، اس کی اس دریافت اور "SAVIGNAC" —— اور "HAROLDW · GILDDEN" کے انکشافات نے اس امر کی تائید کر دی کہ یہ جگہ ، ارم کا مقام ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے [3] یہ جگہ

---

[1] BOASOR ? NUMBER 73-P.15

[2] تاریخ العرب قبل الاسلام جلد ۱ صفحہ ۲۳۴

[3] یہ بات بڑی واضح ہے کہ قرآن کریم نے ارم ذات العماد کی جگہ کو بیان نہیں کیا جس کا نام عاد کے ساتھ ملا ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الم تر کیف فعل ربك بعاد ارم ذات العماد لم یخلق مثلھا فی البلاد (الفجر آیت ۶، ۷، ۸) (باقی صفحہ ۴۵ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام سے قبل ویران ہو گئی تھی اور ظہور اسلام کے وقت صرف عین ماء ہی باقی رہ گیا تھا جہاں تاجر اور وہ قافلے اترتے تھے جو شام کے راستے ـــــ مصر اور حجاز سے گزرتے تھے [1]

اور جرجی زیدان اپنی کتاب العرب قبل الاسلام [2] پر اس بات کی نفی کرتا ہے کہ محققین آثار کو کوئی ایسی بات معلوم ہوئی ہے جو عاد کے آثار سے متعلق ہے، معلوم ہوتا ہے اُسے ان باتوں کی اطلاع نہیں ہوئی جن پر ڈاکٹر جواد علی نے اطلاع پائی ہے۔ جن سے شام میں عاد کی قبر کا تذکرہ آثارِ قدیمہ نے ثابت کر دیا ہے اور مشہور مؤرخ بطلیموس نے ان کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے وہ بھی ثابت ہو گیا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

اور اس اضطراب کے برعکس، جو مورخین کے اقوال میں قوم عاد کے شام پر قابض ہونے کی کیفیت میں پایا جاتا ہے وہاں اسلامی، لاطینی اور یونانی مورخین کے درمیان شام میں عاد کے وجود پر کچھ اتفاق بھی پایا جاتا ہے، خصوصاً ان آثار کے بعد جو فلسطین اور اردن میں کھدائی کرنے سے ملے ہیں وہ اس نام پر دلالت کرتے ہیں جو قرآن کے بیان کردہ نام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴) لہٰذا ارم ذات العماد کے مقام کی حد بندی مفسرین کی ایک اجتہادی کوشش ہے اور یہ کوئی صواب سے بعید امر نہیں کہ ارم ذات العماد شام کے کسی مقام میں موجود ہو اور بعض اسلامی مؤرخین کا یہی خیال ہے۔ اور جب ہم شام کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے ہماری مراد وہ علاقے ہیں جنہیں آجکل فلسطین، اُردن، سوریہ اور لبنان کہا جاتا ہے۔

[1] (BOAS, NUMBER 73-P, 15

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق ہے اور وہ نام ہے اِرم۔

اور اُردن اور فلسطین کے آثار میں عاد کے ساتھ اِرَم نام کا لکھا ہوا موجود ہونا اس کے منافی نہیں کیونکہ قدیم جغرافیائی تقسیم میں وہ شام کا حصہ ہیں اور اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شام کے دوسرے علاقوں میں بھی کچھ آثار پائے جاتے ہیں جیسا کہ دمشق کا علاقہ ہے، جن کا تذکرہ بعض عرب مورخین نے کیا ہے کہ عاد (عرب) کے بادشاہوں نے ہی سب سے پہلے اسے بنایا اور تعمیر کیا تھا، اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے وجود پر دلالت کرنے والے آثار موجود ہیں لیکن تحقیقات نے ابھی تک محققین کو کسی چیز پر مطلع نہیں کیا اور مستقبل میں وہ اس پر مطلع ہو جائیں گے جیسا کہ آثار کی تحقیق کے شیدائی جنوبی امریکہ کے بڑے بڑے شہروں اور ایشیا کے بعض علاقوں پر جن کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے مطلع ہو چکے ہیں۔

شام میں عاد کی حکومت کی مُدّت

اب رہی یہ بات کہ شام کتنا عرصہ عاد کے بادشاہوں کے ماتحت رہا۔ ہمارے پاس جو اسلامی اور غیر اسلامی مصادر موجود ہیں ہم نے ان میں سے کسی کو شام کے متعلق عاد کے جابر بادشاہوں کے قبضہ میں آنے کے متعلق اشارہ کرتے نہیں پایا اور نہ ہی ہم نے ان مصادر میں اس مدت اور تاریخ کا ذکر پایا ہے جس میں عاد کے بادشاہ شام کے حکمران رہے ہم نے ان مصادر میں صرف یہ اشارہ پایا ہے کہ عاد قوم کے کچھ عناصر شام پر قابض ہو گئے تھے۔

اس تمہید میں ہماری تحقیق کا مقصد اس قدیم اور مضبوط تعلق کی توضیح کرنا ہے جو عرب، شام کے ساتھ اسلام سے صدیوں قبل رکھتے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شام، اسلام سے ہزاروں سال قبل ایک عرب ملک تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم اس سرکش قبیلے (عاد) کی اتنی تاریخ پر ہی اکتفا کرتے ہیں جس تک کوئی قوم جسمانی قوت اور مضبوطی تعمیر میں آج تک نہیں پہنچی اور جو شخص اس قبیلے کے بادشاہوں کی تاریخ سے مطلع ہونا چاہتا ہے، جسے انکار الٰہی اور اپنے بھائی اور نبی ہود کی تکذیب کے بعد اللہ تعالیٰ نے باد صرصر سے تباہ کر دیا تھا وہ تاریخ کے عظیم مصادر، طبری، مسعودی، ابن خلدون، دینوری اور ان جیسے دیگر ائمہ تاریخ کی طرف رجوع کرے۔

عرب آغازِ تاریخ سے شام کے اصلی باشندے ہیں

مختلف تاریخی مصادر (اسلامی، لاطینی اور یونانی وغیرہ) پر غور کرنے کے بعد ہم پر پوری طرح واضح ہو چکا ہے کہ شام عاد ثانیہ کے دور سے عربوں کا وطن ہے یہاں تک کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں اسلامی فوجوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور شام کے احوال کی دگر گونی اور مختلف نظاموں کے باری باری آنے اور اس مدوجزر کے باوجود جس کا سامنا عرب حکومت کو شام میں دُور دراز کے زمانوں سے کرنا پڑا، عرب قوم ہی شام کے اصلی باشندوں کا اساسی عنصر رہی اور رومی اور ان سے پہلے کے اسرائیلی جنہیں بعض لوگ شام کے اصلی باشندے خیال کرتے ہیں وہ شام کے چاروں صوبوں، فلسطین، اُردن، سوریا اور لبنان میں دخیل عناصر ہیں، وہ یا تو سمندر پار سے آئے تھے (جیسے رومی) اور یا دریائے فرات کے مشرق کے پچھلے علاقے یا مغربی سینا (فرعونی مصر) سے اسرائیلیوں کی طرح آئے تھے۔

میلادؑ سے قبل اور بعد، اسلام سے قبل شام پر عربوں کی حکومت کے ادوار

ہم نے میلاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے قبل اور بعد۔ اسلام سے قبل۔ شام میں عربوں کی تاریخ کے متعلق مختلف مصادر سے بحث و تحقیق درج کی ہے یہاں تک کہ ہم نے اس بارے میں ایک خاص کتاب تالیف کی ہے جس کا نام "العرب فی الشام قبل الاسلام" ہے ہم نے اس میں تفصیل کے ساتھ وہ تمام معلومات درج کی ہیں جو ہمیں قدیم ترین زمانوں یعنی عاد ثانیہ کے عہد کی ابتداء سے غسانی بادشاہوں تک ملی ہیں جو شام کے آخری عرب حکمران تھے اور انہوں نے رومیوں کے نام سے حکومت کی تھی، پس جو شخص دنیا کے اس زندہ حصے میں عربی وجود کے پائے جانے کی تفاصیل معلوم کرنا چاہتا ہے جسے قدیم جغرافیہ دان (ناف نشانات) کہتے ہیں کیونکہ یہ ان زمانوں میں معمورہ عالم کے درمیان واقع تھا وہ اس کتاب کی طرف رجوع کرے۔

اس تمہید میں ہم اختصار کے ساتھ بیان کریں گے کہ اسلام سے قبل شام میں عربوں کا وجود پایا جاتا تھا (خصوصاً سیاسی اور عسکری لحاظ سے)

اسلام سے قبل شام میں عربی حکومتوں کے زمانے

ہمارے پاس اسلامی، اسرائیلی، فارسی اور یونانی مختلف تاریخی مصادر کی جو معلومات موجود ہیں ان کی رُو سے شام میں اسلام سے قبل کے عرب حکمرانوں کے وجود کو ہم تین بڑے بڑے زمانوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ بنی اسرائیل سے قبل کا زمانہ

۲۔ میلاد سے قبل اور بنی اسرائیل کے ظہور کے بعد کا زمانہ۔

۳۔ میلاد کے بعد، شام کے اسلامی مملکت میں داخل ہونے تک کا زمانہ۔

عاد کے بادشاہوں کا دور

پہلا زمانہ، عاد کے بادشاہوں کا زمانہ ہے مورخین میں سے کوئی شخص آج تک کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ذریعے سے ایسی معلومات حاصل نہیں کر سکا جن سے شام میں ان عادیوں کی حکومت کی ابتداء و انتہاء کی تاریخ معلوم ہو سکے، اسی طرح مشرقی اور مغربی مؤرخین میں سے کوئی شخص شام میں عاد کے بادشاہوں کی معین تعداد معلوم نہیں کر سکا اسلامی مورخین نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ شداد بن عاد بن عوص بن ارم بن نوح ـــــ جسے عاد ثانیہ بیان کیا جاتا ہے) پہلا شخص ہے جس نے شام کو اپنی حکومت میں شامل کیا۔

اور حضرت نوح علیہ السلام اس شداد بن عاد کے چوتھے جدّ ہیں جس نے مؤرخین کی رائے کے مطابق عربوں میں سے سب سے پہلے شام پر قبضہ کیا تھا اور جب ہم قائل کی رائے پر تحقیقی نظر ڈالتے ہیں کہ نوح علیہ السلام اور عاد قوم کے زمانے کا آدمی ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہتا تھا ـــــ اور قرآن کریم اس رائے کی تائید کرتا ہے[1] ـــــ تو یہ کہنا ممکن ہے کہ عاد قوم نے میلاد سے دس ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ پہلے شام پر قبضہ کیا ہو۔

عاد کے شام پر قبضہ کرنے کے متعلق ہمارے لیے جو کچھ بیان کرنا ممکن تھا اُسے ہم نے گزشتہ تمہید میں بیان کر دیا ہے اور ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

عمالقہ کے ادوار

اگرچہ مورخین کے بیان میں، عاد قوم کی ہلاکت اور ان کی حکومت کے خاتمہ کے بعد، عربوں میں سے شام پر

---

[1] قرآن کریم میں بیان ہوا کہ باطل اس کے آگے پیچھے سے نہیں آسکتا، لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نوح (جو شام کے بادشاہ شداد بن عاد کے چوتھے جدّ تھے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک دعوت دیتے رہے) (باقی ص۵۰ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبضہ کرنے والوں کے بارے میں کچھ اضطراب سا پایا جاتا ہے لیکن یہ بات تقریباً ثابت شدہ ہے کہ عاد کے بعد شام پر قبضہ کرنے والے عمالقہ کی قوم میں سے تھے اور ان میں الشاسو (الھکسوس) بھی تھے جنہیں مؤرخین چرواہے کہتے ہیں جنہوں نے سینا سے پرے مصر سے جنگ کی اور مصریوں کو مغلوب کر لیا اور ان عمالقہ کا ایک بادشاہ ۲۵۰۰ قبل مسیح میں مصر اور شام میں تھا اور ان میں وہ بادشاہ بھی تھے جنہوں نے ۲۰۰۰ قبل مسیح شام پر حکومت کی تھی۔

یہودی مؤرخ (یوسیفس) ثابت کرتا ہے کہ الشاسو (الھکسوس) وہ عرب تھے جو شام سے آئے تھے (جیسا کہ اسکندری مؤرخ مانتھن سے منقول ہے) اور مصر پر غالب آکر انہوں نے وہاں کے باشندوں پر جزیہ لگا دیا تھا اور وہ مصر سے لڑنے کی آشوری کوششوں کو روکتے تھے اور یہ الھکسوس (عرب) وہ تھے جو شام سے سیناء سے گذر کر مصر آئے تھے اور انہوں نے ان کیلئے

(بقیہ حاشیہ ص۴۹) - (ولقد ارسلنا نوحا الی قومه فلبث فیهم الف سنة الا خمسين عاما فاخذهم الطوفان وهم ظالمون - العنکبوت ۱۴)
پس جس بات کی طرف اسلامی مورخین نے اشارہ کیا ہے یہ کوئی بے عقلی کی بات نہیں کہ عاد کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہزار سال سے زیادہ عرصہ زندہ رہتا تھا اور ان میں سے عاد بن عوص بھی ہے جو بارہ سو سال تک زندہ رہا اور اس نے اپنی پشت کے چار ہزار لڑکے دیکھے (مروج الذہب جلد ۲ ص ۱۰۴-۱۰۱) اور اس کے بیٹے شداد کی حکومت نو سو سال رہی، پس قرآن گواہی دیتا ہے کہ عاد کو ایسی تعمیری قوت حاصل تھی جو کسی دوسرے انسان کو حاصل نہ تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر کے قلعوں میں محافظ فوج قائم کی جس کے سپاہیوں کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار تھی۔

اسی طرح ابن خلدون بیان کرتا ہے کہ عمالقہ ۲۰۰۰ قبل مسیح کے قریب شام کے بادشاہ تھے اور قبطیوں نے ان سے مدد طلب کی تھی پس انہوں نے مصر پر قبضہ کر کے قبطیوں کو غلام بنا لیا اور فرعون ابراہیم اور فرعونِ یوسف اور فرعون موسیٰ انہی کی نسل سے تھے اور فرعون ابراہیم کا نام سنان بن الاشل اور فرعون یوسف کا نام الریان بن الولید اور فرعون موسیٰ کا نام الولید بن مصعبؑ تھا اور یہ صریح عربی نام ہیں۔

عمالقہ، شام کے اصل باشندے ہیں

مختلف اقوام کے مؤرخین کا تقریباً اس امر پر اتفاق ہے کہ شام اور اس کے اردگرد کے علاقوں جیسے مصر، عراق اور جزیرہ عرب میں ۴۵۰۰ قبل مسیح سے عمالقہ کا ایک بادشاہ تھا۔

(ہمارے علم کے مطابق) کسی مؤرخ قدیم نے عمالقہ کے ان بادشاہوں کی کوئی فہرست نہیں بنائی اور نہ ہی شام پر ان کی حکومت کے سالوں کا کوئی نقشہ تیار کیا ہے، اور نہ ہی کسی مؤرخ نے ان طویل ادوار میں جن کے آغاز پر پانچ ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، شام میں ان کے اہم کاموں کا کچھ تذکرہ کیا ہے، ہاں ان کے انباطی اور تدمری پوتوں کے کاموں اور ان کے بادشاہوں کی تعداد اور ان کی حکومت کے سالوں کے متعلق طویل اور مفصل گفتگو کی ہے (خصوصاً مغربی مورخین نے)

ہاں یہ ایک واضح بات ہے کہ عمالقہ کی نسل (ہزاروں سال سے) آل اذینہ کے زمانے تک تدمری بادشاہ رہی ہے جو شام کے اصل باشندے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ان کی اولاد میں سے جو بادشاہ ہوئے وہ بھی تمام شام اور کبھی کبھی اس کے بعض حصوں پر طویل صدیوں تک حکومت کرتے رہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ مروجزر کے درمیان بھی انہیں حکومت حاصل تھی یہاں تک کہ ان کی اولاد میں سے تاریخ کے پردے پر شام میں دو عظیم الشان شہنشاہیوں کا ظہور ہوا ، ان میں سے ایک انباط کی شہنشاہیت تھی جن کا ذکر تاریخ میں سب سے پہلے ساتویں صدی قبل مسیح میں بطور جنگ بازوں کے آیا ہے اور دوسری شہنشاہیت آلِ اذینہ کی تھی جن کی شہرت کا آغاز تقریباً ۵۰ء قبل مسیح میں ہوا یہاں تک کہ وہ ملکہ زینوبیا کے دور میں میلاد کی تیسری صدی کے آخر میں بزرگی اور سرداری کی چوٹی پر پہنچ گئے[1]

اسی طرح یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ عمالقہ کو شام میں صدیوں تک بڑی شان و شوکت حاصل رہی ، اگرچہ شام پر بعض دوسری اقوام کو بھی تسلط حاصل تھا جس کی طرف فرنگی مورخین نے اشارہ کیا ہے کہ جندب نام بادشاہ اور دو ملکائیں جن میں سے ایک کا نام زبیبہ اور دوسری کا سمسی تھا ۸۵۲ - ۷۳۰ قبل مسیح میں شام کے کچھ حصوں پر حکومت کرتی تھیں اور ان سب نے آشوریوں سے جنگ کی تھی[2] جیسا کہ اس تمہید میں قبل ازیں بیان ہو چکا ہے ۔

نباط کے بادشاہ جن بڑے ادوار میں عربوں نے شام پر حکومت کی ان میں دوسرا بڑا دور انباط کا دور ہے جو عرب

---

[1] ہماری کتاب العرب فی الشام قبل الاسلام میں ان دونوں عربی شہنشاہیوں کے متعلق وسیع تفاصیل ملاحظہ کیجیے ۔

[2] MUSIL, DESERTE P. 477, OLMSTEAD, HISTORY OF ASSYRIA P. 199

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمالقہ کے پوتوں میں سے تھے، شام میں یہ انباط ایک ایسی قوم کی طرح اُبھرے جو بڑی خوددار اور بدوی قبائل کی طرح شدید جنگی قوت کی حامل ہو پھر بادشاہوں نے ان کے لیے ناپیدا کنار شہنشاہیت بنا دی، اس طرح یہ لوگ تقریباً چوتھی صدی قبل مسیح کے آخر میں غالب آ گئے اور شام میں یکے بعد دیگرے ان کے اٹھارہ بادشاہ ہوئے ان کا پہلا بادشاہ حارث اوّل تھا جو بطراء کے علاقے میں ۱۶۹ء قبل مسیح میں تخت شاہی پر چڑھا اور ان کا آخری بادشاہ مالک ثالث تھا جو میلاد کے بعد ۱۰۱ء سے ۱۰۶ء تک بادشاہ رہا۔

انباط عمالقہ کی بادشاہی بتدریج ترقی کرتی رہی یہاں تک کہ وہ ناپیدا کنار شہنشاہیت میں تبدیل ہو گئی جس میں غرباً تمام شام، سینا اور نیل کے ڈیلٹا کی ایک جانب، اور شرقاً عراق میں دونوں دریاؤں کے درمیان کا علاقہ یہاں تک کہ جنوباً جزیرہ عرب میں وادی القریٰ، تبوک اور دیار ثمود تک کا علاقہ اس میں شامل تھا۔

انباط اور یونان کا معرکہ

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ انباط ایک بدو، خوددار اور جنگجو قوم تھے اور یہ اپنی مملکت کے بننے اور تاجدار بادشاہوں کے مقرر ہونے سے قبل، جنگجو اور خوددار قبائل کی طرح تھے جو شہنشاہیوں سے جنگ کرنے اور ان کی فوجوں کو شکست دیتے تھے، تقریباً ۳۱۲ء قبل مسیح میں انباط کے قبائل نے اسکندر مقدونی کی فوجوں کو تباہ کر کے رکھ دیا جنہیں وہ ان کے دارالخلافہ بطراء پر قبضہ کرنے کے لیے لا رہا تھا، انہوں نے اُسے بڑی طرح شکست دی مگر وہ اپنی بہادری کے باعث بچ گیا اور اس کی فوج میں سے صرف پچاس جانباز اس کے ساتھ باقی بچے حالانکہ وہ اس حملے میں چار ہزار پیادہ فوج کی قیادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رہا تھا، انباطی قبائل کے ہاتھوں چھ سو سوار مارا گیا اور ان میں سے سالارِ فوج اور پچاس سپاہیوں کے سوا کوئی آدمی نہ بچا۔ اور یہ واقعہ انباطی قبائل کے اس سخت تعاقب کے بعد ہوا، جو اس نے اس یونانی فوج کا کیا تھا جو جانبازوں کی غیر حاضری میں ان کے گھروں میں گھس گئی تھی، اس نے گھروں میں گھسنے کے دوران میں کچھ فتوحات بھی حاصل کیں اور اس نے ان تمام انباط کو جن پر اس کی فوج نے حملہ کیا تھا قتل کر دیا اور نصف شب کے بعد ان کے گھروں میں ان کی تلاش کی اور مویشیوں، سونے، چاندی، خوشبوؤں اور مصالحہ جات اور تمام منقولات میں سے جو کچھ بھی اس کے ہاتھ لگا اس نے اُس پر قبضہ کر لیا، پھر وہ انباط کے علاقے کو تباہ کر کے چلتا بنا، پس ان میں سے ان جانبازوں نے جن کی اکثریت مقدونیوں کے حملے کے وقت موجود نہیں تھی اس کا تعاقب کیا اور انہوں نے اسکندر کی فوج سے بڑی طرح انتقام لیا اور ان سب کو تباہ و برباد کر دیا اور اس فوج سے سوائے پچاس سواروں کے کوئی آدمی نہ بچ سکا کیونکہ وہ گھوڑوں کی پشت پر بیٹھ کر بھاگ گئے تھے جن میں ان کا سالار فوج انطیغونس بھی شامل تھا۔[1]

انباط کا یہودیوں پر حملہ اور قدس پر قبضہ

جس طرح انباط نے ۳۱۲ قبل مسیح میں مقدونیوں پر فتح پائی اور انہیں ناقابلِ فراموش سبق دیا اس طرح انہوں نے اپنے بادشاہ حارث کی قیادت میں یہودیوں سے جنگ کی اور انہیں شکستیں دیں یہاں تک کہ یروشلم کا محاصرہ کر لیا اور پچاس ہزار پیادوں اور سواروں نے اس کا گھیراؤ

---

[1] BOOTH P. ۹۲۹ BOOK XIX, VI, KENNEDY P. ۳۰-۳۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلیا اگر شاہِ حارث اس محاصرہ کو توڑنے کے لیے مجبور نہ ہو جاتا تو قریب تھا کہ یروشلم ان کے ہاتھ آجاتا تاکہ اس کے اور رومیوں کے درمیان برابری ہو جاتی جن کے سالار سکورس نے دمشق پر قبضہ کرلیا تھا جو مملکت بطراء کے ماتحت تھا اور عملاً شاہِ حارث نے اس نزاع کو برابر کردیا اور اس بارے میں رومیوں سے مصالحت کرلی اور شاہ حارث اس وقت قدس کے محاصرہ کے لیے دوبارہ آیا اور اس رومی فوج کے اشتراک کے ساتھ اس پر قبضہ کرلیا جس نے یہودیوں کو عبرت ناک سزائیں دیں اور یروشلم کو تباہ کرنے اور ہیکل کو برباد کرنے اور اس کے وجود کو ملیامیٹ کردینے کے بعد انہیں وہاں سے بھگا دیا[۱]

رومیوں سے انباط کا تعلق

انباط (عرب) کے تعلقات (میلاد سے قبل اور بعد) رومیوں سے دگرگوں رہتے تھے رومی اباطرہ میلاد سے قبل اور بعد، انباط کی مملکت کا خاتمہ کرنے اور ان کے دارالخلافہ بطراء پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے تاکہ مصر و شام پر رومیوں کا تسلط ہو جائے لیکن اکثر اوقات انہیں طاقتور خوددار دیہاتی حکومت سے سخت مقاومت کا سامنا کرنا پڑتا پس وہ انہیں ان کے ظلم سے روک دیتے پس کبھی وہ صلح کی طرف اور کبھی بطراء کے بادشاہوں کے ساتھ حلیفانہ تعلقات کی طرف مائل ہوتے اور جب کبھی انہیں انباط کے بادشاہوں کو مارنے اور کچلنے کا موقع ملتا تو وہ اس میں تردد سے کام نہ لیتے اس لیے بطراء کے عربوں اور رومیوں کے درمیان جنگ کا پانسہ اُلٹتا پلٹتا رہتا، اکثر اوقات

---

[۱] دیکھیے ہماری کتاب "العرب فی الشام قبل الاسلام" بحث تاریخ مملکت انباط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انباط، رومیوں اور بطراء کے بادشاہوں کے خلاف ان کے حلیفوں کو بڑی طرح شکستیں دیتے، جیسا کہ انہوں نے رومیوں کے ایجنٹ اور یہوذا کی مملکت کے گورنر ہیروڈس کے ساتھ کیا جس نے رومیوں کی مدد سے بطراء کے بادشاہ حارث کو جو عرب تھا نیچا دکھانے کی کوشش کی تھی پس انباط کی مملکت کی حدود پر حارث کی فوجیں ہیروڈس کی فوجوں سے ٹکرا گئیں اور انباط کے بادشاہ (حارث) کو ہیروڈس پر فتح حاصل ہوئی جس سے اس کی فوج تتر بتر ہوگئی پس ہیروڈس نے اپنے آقا قیصر روم لیباریوس سے مدد مانگی تاکہ وہ عرب بادشاہ حارث کا خاتمہ کرنے میں اس کی مدد کرے پس قیصر نے انباط کی مملکت کو تباہ کرنے کے لیے اپنے ایجنٹ ہیروڈس کو مدد دینے کی کوشش کی اور رومی سالار S U I L L E T نے قیصر کے حکم سے ہیروڈس کی مدد کے لیے اور انباط کے بادشاہ کے خاتمہ کرنے کی کوشش میں اس کو مدد دینے کے لیے مارچ کر دیا لیکن رومی سالار اپنے ارادے کو پورا نہ کر سکا اور ہیروڈس کو مدد دینے کی طاقت نہ پا سکا اور وہ شکستہ پر ہو کر اس بڑی شکست کی مصیبتوں کو برداشت کرتا رہا جو اسے بطراء کے عرب بادشاہ حارث نے دی تھی یہاں تک کہ بادشاہ (ہیروڈس) کا حال پتلا ہو گیا اور رومیوں نے غضب ناک ہو کر اسے پکڑ کر ہسپانیہ کی طرف جلا وطن کر دیا اس طرح اسے مملکت اسرائیل میں جو رومی اثر کے ماتحت تھی اس کے تخت سے دور کر دیا۔

یہ اہم واقعات میلاد کے بعد ۳۶ء، ۳۷ء میں ہوئے، یہودی مؤرخ یوسفیس کی تاریخ کے ۲۱۴، ۲۱۵ پر اس طرح بیان کیا گیا ہے[1]

---

[1] اس کی مزید تفصیل محقق علامہ جواد علی کی کتاب تاریخ العرب قبل الاسلام کی جلد ۳
(باقی ص ۵۷ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کبھی انباط کو کبھی حالات رومیوں سے صلح کرنے پر مجبور کر دیتے کبھی ایسی صورت میں جو اطاعت اور ذلت کے زیادہ قریب ہوتی اور کبھی مشترک دشمن کے خلاف جنگوں میں دوستی، تحالف اور مشارکت کی صورت میں۔

رومیوں کی بطراء کی طرف پیشقدمی اور اس کے عرب بادشاہ کا ان سے مصالحت کرنا

میلاد سے تقریباً ۶۴ سال قبل اور انباط کے بادشاہ مالک الاوّل کے زمانے میں شام کی شمالی جہات میں رومی بادشاہ نے سرکشی اختیار کر لی اور ان کے سالار دسکورس (SCAURUS) کو لالچ دیا پس وہ بہت سی فوج کے ساتھ نبطی بادشاہ (مالک الاوّل) کو ذلیل کرنے اور اس کی حکومت کے دار الخلافہ بطراء اور اس کے بقیہ شہروں کو تباہ کرنے کے ارادے سے چل پڑا۔

جب شاہ مالک کو اس ہمہ گیر فوج کی اطلاع ملی —— وہ بڑا دُور اندیش اور دانا آدمی تھا —— تو وہ اپنی فوجوں اور حملہ آور رومی فوجوں کا موازنہ کرنے لگا تو اس نے دیکھا کہ رومیوں سے مقابلہ کرنا اور ان سے جنگ پر اصرار کرنا خودکشی کے مترادف ہے کیونکہ مملکت کی فوجیں، قیصر کی فوجوں کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتیں پس اس نے رومی سالار کو خط لکھا اور فریقین کے درمیان مذاکرات ہونے لگے، جن کا اختتام انباط اور رومیوں کے درمیان صلح پر ہوا جس میں یہ شرط تھی کہ انباط کا بادشاہ، رومیوں کو کچھ مال دے گا اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶) کے صفحہ ۴ پر اور اس کے بعد کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیے اسی طرح ہماری کتاب العرب فی الشام قبل الاسلام کو بھی دیکھیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد رومیوں اور انباط کے درمیان حلیفانہ تعلقات قائم ہو گئے بلاشبہ اس تحائف میں انباط کا مؤقف ماتحت کے زیادہ مشابہ ہے مگر اس کے باوجود بطراء کی مملکت مستقل طور پر قائم رہی، تحائف کی صورت میں قائم ہونے والی اس ماتحتی پر یہ امر دلالت کرتا ہے کہ انباط کے بادشاہ (مالک الاوّل) نے اپنی فوج کے ساتھ ۴۷ء قبل مسیح میں اسکندریہ کے محاصرہ میں یولیوس قیصر کی فوجوں کے ساتھ شرکت کی، یہ واقعہ مصر کی بدمعاش ملکہ قلوپطرہ کے عہد میں ہوا جو انطونیو کی ساتھی تھی جس کا قیصر نے خاتمہ کر دیا اور اس کی حکومت کو برباد کر دیا۔

آخر کار رومیوں کا انباط کی مملکت کو تباہ کرنا

اگرچہ رومی انباط کے بادشاہوں سے بظاہر دوستی کا اظہار کرتے رہے، مگر ان کے دلوں میں یہ خواہش پوشیدہ تھی کہ بطراء کی عربی مملکت پر قبضہ کر لیا جائے، پس وہ اس عظیم مملکت کے وجود کو ناپید کرنے کے لیے وقت کا تعین کرنے لگے اور اپنی خواہش کی تکمیل کی تمام کوششوں میں انباط کے اتحاد و اتفاق اور غیرت مندی کی وجہ سے ناکام ہونے لگے کیونکہ دیہات کی جنگی روح ان کے دلوں میں رچی بسی تھی اور ہر زمان و مکان میں دیہاتی لوگ تمام لوگوں سے بڑھ کر جنگ میں ثابت قدم رہنے والے اور عزت کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں۔

ہاں زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ نبطی قوم کے مختلف طبقات میں تنگدستی اور دیہاتی اکھڑپن کی جگہ آسودگی، آسائش اور تمدن کی قاتلانہ لذتیں جگہ لینے لگیں تھیں، پس نبط کا دیہاتی سپاہی جس بلند جنگی رُوح سے ممتاز تھا اس کا مورال گر گیا حالانکہ یہی رُوح ان کی ہیبت کا منبع تھی جس سے رُومی خوف کھاتے تھے، اور رومی جانبازوں کی کثرت اور انباط کے جانبازو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تعداد کی کمی کے باوجود ان پر زیادتی کرنے سے ڈرتے تھے۔

جب رومیوں نے محسوس کیا کہ انباط آسودگی کی طرف مائل ہوگئے ہیں اور جس جنگی رُوح سے وہ ممتاز تھے اس کا مورال گر گیا ہے تو ان کی فوجیں (مصریوں کی مدد سے) انباط کی مملکت پر چڑھائی کے لیے تیار ہوگئیں اور مختلف زمانوں میں وہ ان کی جس سخت مقاومت سے دوچار ہوا کرتے تھے اُسے انہوں نے اس مقاومت میں محسوس نہ کیا، یہی وجہ ہے کہ رومیوں نے نہایت آسانی کے ساتھ (پہلی بار) ان کی حکومت کے پہاڑی دارالخلافہ (بطراءؔ) پر قبضہ کرنے کے بعد انباط کی مملکت کو صفحہ ہستی سے ناپید کر دیا، یہ واقعہ میلاد کے بعد ۱۰۶ء میں شہنشاہ (ٹرا جان) کے زمانے میں ہوا اور جس نبطی بادشاہ کے زمانے میں رومیوں نے انباط کی مملکت کو تباہ کیا اس کا نام مالک ثالث تھا جو انباط کا اٹھارھواں بادشاہ تھا۔

تدمر کی عربی مملکت

'تدمُر'، شام کا ایک صحرائی شہر ہے جو اس جنگل کی اطراف میں واقع ہے جو شام کو عراق سے جُدا کرتا ہے گویا وہ صحرا میں ایک میدان یا پانی میں ایک جزیرہ ہے جو دمشق سے ۱۵۰ میل دُور شمال مشرق میں واقع ہے اور حمص سے تقریباً سو میل ہے اور فرات سے اونٹوں پر پانچ دن کا سفر ہے وہ پھیلی ہوئی صورت میں ہے جسے پہاڑ گھیرے ہوئے ہیں جو اُسے اور اس کی اطراف میں پھیلے ہوئے صحرا کو الگ الگ کرتے ہیں۔

پس تدمر، شمال کی صحرائی اطراف سے عبارت ہے اور جنوب میں اُس کے ورے خشک ریت ہے جس میں نہ پانی ہے نہ نباتات، یہ جنگل مثلث ہے جس کا (سر) شمال میں تدمر ہے اور مشرق میں عراق کی حدود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی دو پنڈلیاں ہیں اور مغرب میں شام کے بلند مقامات ہیں اور جزیرہ عرب کا شمال اس کا صدر مقام ہے۔

تدمر، کب بنا اور اُسے کس نے بنایا

اس تمہید سے ہمارا مقصد قارئین کرام کو سرسری طور پر قدیم تدمر سے عربوں کے تعلق کو دکھانا ہے۔ پھر یہ کہ عرب تدمر کا سارے شام کے ساتھ تعلق تھا نیز اسلام سے قبل عرب تدمر، رومیوں کے ساتھ بھی تعلق رکھتے تھے اس لیے ہمارے نزدیک اس گفتگو میں کوئی مانع نہیں کہ ہم (فی البدیہہ) بیان کریں کہ تدمر کیسے اور کب بنا اور تدمر شہر کو کس نے بنایا۔

تدمر اور آل اذنیہ کی حکومت

اسلام سے قبل، شام میں عربوں کے وجود کا تیسرا بڑا دور، آلِ اذنیہ کا دور ہے، شام میں جن کی حکومت کا دارالخلافہ تدمر تھا، آل اذنیہ ایک خالص عرب قوم ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان عمالقہ کی اولاد ہیں جنہیں قوم عاد کی ہلاکت کے بعد شام، عراق اور مصر کی مشرقی اور شمالی جانب اور جزیرہ عرب کے وسط میں شام میں بڑی شان دار حکومت حاصل تھی۔

اسی طرح تدمر کی قوم بھی خالص عرب قوم ہے اگرچہ بعض کمزور اقوال میں تدمر کی ملکہ الزباء کو رومی یا فرعونی نسل سے قرار دیا گیا ہے۔

اس جگہ اسلامی مؤرخین اور مغرب کے محقق مورخین یعنی رومی اور یونانی مورخین کے درمیان اس امر پہ اتفاق پایا جاتا ہے کہ تدمر کی مملکت کے باشندے قومی اور ملوکی لحاظ سے خالص عرب تھے اگرچہ ان کے درمیان غیر عرب جماعتیں بھی پائی جاتی تھیں جیسے یہودی اور ان جیسی دیگر قومیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدمر جیسے ترقی یافتہ اور عظیم تجارتی شہر میں اس قسم کی غیر عرب جماعتوں کا پایا جانا ایک طبعی امر ہے۔ جس سے طویل صدیوں سے دنیا کی بڑی بڑی منڈیاں تجارتی سازوسامان خریدتی تھیں۔

تدمر کی عرب قوم جو عرب قوم، مملکت تدمر کے باشندوں کی نمائندہ ہے وہ عرب کے قدیم مختلف قبائل کی مخلوط اولاد ہے یعنی عمالقہ، عاد، نہد، قضاعہ، سلیح اور حلوان وغیرہ کی، اسی طرح مملکت کی عظیم فوج بھی انہی عربوں سے بنتی ہے، علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں یہی صراحت کی ہے [1]

اور تقریباً تمام اسلامی مؤرخین بھی ابن خلدون کے ہمنوا ہیں۔
ابن خلدون اور مسعودی نے آل اذنیہ کے خاندان کو (حکام اور تدمر کے بادشاہوں کو) عمالقہ کی طرف منسوب کیا ہے اور دونوں نے ملکہ زینوبیا کے نسب کے بارے میں جو آل اذنیہ کے بادشاہوں میں سب سے بڑی شان والی تھی، بیان کیا ہے کہ الزباء بنت عمرو بن ظرب بن حسان بن اُذنیہ بن السمیدع بن ہوثر العملاقی [2]
یونانی اور رومی مورخین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ تدمر کی قوم حاکم و محکوم دونوں عرب تھے اور انہوں نے اس حقیقت کا استنتاج اور اثبات ایسے طریق سے کیا ہے جس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں رہتی یعنی ان تحریرات و نقوش سے جو انہیں تدمر کے آثار سے ملے اور

---

[1] تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۵۴۴ مطبوعہ دارالکتاب لبنان

[2] مُروج الذہب جلد ۲ ص ۹۳ و تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۵۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آج تک موجود ہیں جن کے رموز کو ماہرین آثار نے حل کیا ہے اور ان کے حروف کا ترجمہ کیا ہے پس انہوں نے دیکھا کہ ان کے بادشاہوں، سالاروں امراء اور معبودوں میں سے ممتاز شخصیات کے عربی نام لکھے ہوئے ہیں۔

عربوں کی قبل از اسلام تاریخ کے عظیم محقق ڈاکٹر جواد علی نے اپنی کتاب تاریخ العرب قبل الاسلام میں اور استاذ جرجی زیدان نے اپنی کتاب العرب قبل الاسلام میں بڑے وثوق سے لکھا ہے کہ تدمر کی مملکت، رومی، یونانی اور آرامی مزاج کے برعکس جو اس کے بہت سے ثقافتی اور تمدنی حالات پر غالب تھا، ایک عربی مملکت تھی [1]

تدمر شہر کس نے بنایا

اسلامی مؤرخین نے تدمر شہر کے بانی کے متعلق اختلاف کیا ہے اسی طرح انہوں نے اس قدیم شہر کی تعمیر کے وقت کے تعین میں بھی اختلاف کیا ہے اور اس کے پہلے بانی کے نام میں بھی اختلاف کیا ہے۔ جو اقوام اور شہر اسلام سے طویل صدیوں قبل تھے خصوصاً جب وہ جزیرہ عرب سے باہر ہوں تو مورخین کی یہ عادت ہے کہ وہ ان کی تاریخ کے متعلق اختلاف کرتے ہیں۔

یاقوت اپنی معجم میں بیان کرتا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تدمر ان شہروں میں سے ہے جنہیں جنات نے حضرت سلیمان بن داؤد کے لیے بنایا تھا اور یاقوت اس خیال کی تغلیط کرتے ہوئے کہتا ہے کہ لوگ جب ایک عجیب عمارت کو دیکھتے جس کے بانی کے متعلق انہیں علم نہ ہوتا

---

[1] مملکت تدمر کی مزید تفاصیل ہماری کتاب العرب فی الشام قبل الاسلام میں دیکھیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ اسے حضرت سلیمان اور جنات کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور دوسری جانب اہل تدمر کا خیال ہے کہ ان کے شہر کی تعمیر حضرت سلیمان سے اتنا عرصہ قبل ہوئی تھی جو ہمارے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے درمیانی زمانے سے بھی زیادہ ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کا نام ایک عورت کے نام پر تدمر رکھا گیا ہے "تدمر بنت حسان بن اذینہ بن السمیدع بن مزید بن عملیق بن لاوذ بن سام بن نوح" پھر یاقوت کہتا ہے کہ یہ عجیب عمارتوں میں سے ایک ہے جسے سنگِ مرمر کے ستونوں پر بنایا گیا ہے۔

مورخین نے اس عظیم شہر (تدمر) کے بنانے والے کے متعلق بہت سے اقوال بیان کیے ہیں، لیکن اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ تدمر کے عظیم شہر کے جو آثار آج تک باقی ہیں وہ اس شہر کے بنانے والے لوگوں کی قوت و عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔

تدمر کے آثار کی تحقیق کرنے والے ماہرین کی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شہر میلادِ مسیح سے طویل صدیاں قبل بنایا گیا ہے، غالب خیال یہ ہے کہ یہ شہر چھٹی صدی قبل مسیح سے مشرق و مغرب کے درمیان اور خود مشرقی علاقوں یعنی جزیرہ عرب، عراق، ایران، مصر، ہندوستان، ایشیائے کوچک اور حبشہ کے درمیان تجارتی قافلوں کی فرودگاہ تھا، مگر اسے سیاسی اور تجارتی سربلندی تیسری صدی میلادی کے اوائل اور اس صدی کے آخر میں اس وقت حاصل ہوئی جب شہنشاہ اورلیانوس نے تدمر کی اس مملکت کا خاتمہ کر دیا جو قوت و عظمت میں اس مقام پر پہنچ چکی تھی کہ اس کی ملکہ زنیوبیا نے جو حیرت انگیز شجاعت کی حامل تھی اپنی فوجوں کے ساتھ مارچ کرتے ہوئے فاسفورس کو عبور کر کے روم پر قبضہ کرنے کے ارادے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا پس مذکور شہنشاہ نے اس کا قصد کر لیا اور اُسے پوری سرزمین سے باہر نکال دیا، پھر اس کا معاملہ بگڑتا گیا یہاں تک کہ وہ اپنے دار الخلافہ تدمر میں قلعہ بند ہوگئی پھر تین سال کے مسلسل محاصرہ کے بعد اس نے رومیوں کی اطاعت اختیار کر لی اور کئی قسم کی شجاعت و بسالت اور ثبات کے بعد اس نے روم کی مجلس شیوخ کو ذلیل کر دیا اور جو شہنشاہ اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اس نے روم کی مجلس شیوخ کو ——— جب اس نے اُسے ملامت کی کہ وہ تین سال سے اس شہر میں داخل نہیں ہو سکا جس کے دفاع کی ذمہ دار ایک عورت ہے ——— لکھا کہ "جو کچھ شاہد دیکھتا ہے وہ غائب نہیں دیکھتا میں ایک عورت کا محاصرہ کیے ہوئے ہوں اور اس سے جنگ کر رہا ہوں جب عورت جنگ کرتی ہے تو وہ بڑی مردِ میدان ہوتی ہے"۔

تدمر، شاہانِ اذنیہ سے قبل

اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ عرب عمالقہ کی اولاد ہی تدمر شہر اور اس کے گرد و نواح کے صحرا پہ قابض تھی اور یہ لوگ میلادِ مسیح سے صدیوں قبل اس علاقے میں حکومت کرتے تھے مگر اسلامی اور پوری تاریخ میں شاہانِ آلِ اذنیہ سے قبل کے تدمر کے کسی حاکم کا نام نہیں پایا جاتا۔ حالانکہ اس شہر میں اور ان کے ارد گرد شام کے صحرا میں میلادِ مسیح سے صدیوں قبل بھی عربوں کا وجود موجود تھا۔

ہاں یونانی اور رومی مصادر سے فیض یاب ہونے والے مؤرخین کی عبارات اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ تدمر، تمدن، سیادت اور حکومت میں بہت پرانا تعلق ہے اور میلادِ مسیح سے قبل اس کے عرب باشندوں کی مجلس شیوخ یونانی طریق کے مطابق اس پہ حکومت کرتی تھی اور یہ ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمالی حکومت تھی میلادِ مسیح سے قبل اور رومیوں کے اس پر تسلط حاصل کرنے سے قبل تدمر کی مجلس شیوخ کے صدر کا نام "البرویدردس" تھا جو کہ یونانی نام ہے[1]

تدمر اور رومی رومیوں نے مسلسل طویل صدیوں تک تدمر کی عربی مملکت کو سمندر پار کے رومی مقبوضات میں شامل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ میلادِ مسیح کے بعد ۱۳۰ء تک بڑی طرح ناکام ہوتے رہے، اور شہنشاہ ھدریان نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کا نام تبدیل کر کے اس کا نام ھادر یانا بالمیرا رکھ دیا۔

میلادِ مسیح سے قبل، تدمر کی مملکت پر قبضہ کرنے کے لیے رومی اباطرہ کی آخری ناکام کوشش وہ تھی جس کا بیڑا شہنشاہ مارکس انطونیوس نے قبل از میلاد پہلی صدی کے وسط میں اٹھایا تھا، اس موقع پر تدمر کی فوج نے ان عمالقہ کی قیادت میں مقابلہ کر کے اسے شکست دی جن سے آلِ اذنیہ کے خاندان نے جنم لیا جو اپنے زمانے میں تدمر کے ممتاز بادشاہ تھے اور میلاد کے بعد تیسری صدی میں تدمر تہذیب و تمدن، سیادت اور بزرگی کے بلند مقام پر پہنچ گیا

بطراء اور تدمر کے درمیان معلوم ہوتا ہے کہ بطراء کے انباطی بادشاہوں کے عہد میں تدمر کی شان و شوکت اُن انباط کی شہنشاہیت کی عظمت کے باعث جن کا دارالخلافہ خود شام کے جنوب میں واقع تھا ماند پڑ گئی تھی اور جو میلاد سے قبل اور بعد طویل صدیوں تک اس رقم

---

[1] العرب قبل الاسلام .... حاشیہ استاذ حسین مونس، اس موضوع کی مزید تفاصیل ہماری کتاب العرب فی الشام قبل الاسلام میں دیکھیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ برسرپیکار رہی تھی جس کے انباطرہ نے میلاد کے بعد ۱۰۶ء میں اس کا خاتمہ کر دیا تھا جیسا کہ ہم نے اس تمہید میں اس بات کو مفصل بیان کیا ہے۔

اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ میلاد کے بعد پہلی صدی میں "تدمر" نے دوبارہ اپنی سرگرمیاں شروع کر دی ہوں کیونکہ اس زمانے میں انباط کی مملکت میں کمزوری اور انتشار پیدا ہو گیا تھا اور تدمر مسلسل ترقی کرتا گیا یہاں تک کہ تجارتی قافلوں کا سب سے بڑا اڈہ اور مشرق و مغرب کے مختلف علاقوں کے درمیان تجارت کے ساتھ دھڑکنے والا واحد دل بن گیا، خصوصاً آل اذنیہ کے مالکہ خاندان کے دور میں۔

تدمر کے نمایاں بادشاہ

اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب سے ھدریان نے میلاد کے بعد ۱۳۰ء میں تدمر پر قبضہ کر لیا تھا اس وقت سے تدمری قوم اور رومی قابضین کے درمیان جنگ ہوتی رہتی تھی، لیکن ہمیں یہ علم نہیں ہو سکا کہ اس جنگ کی کیفیت کیسی ہوتی تھی ہاں آل اُذنیہ نے اپنے دور میں بالآخر رومی تسلط کا خاتمہ کر دیا تھا۔

جنوبی شام کے آثار نے بتایا ہے کہ بطراء، عرب انباط کا دارالخلافہ تھا اور انباط کی مملکت کے تخت پر یکے بعد دیگرے اٹھارہ بادشاہ بیٹھے اگرچہ تدمر، بطراء سے زیادہ شان و شوکت کا حاصل تھا مگر سیاسی، تمدنی اور عسکری لحاظ سے برابر تھا، کیونکہ حکومتی، سیاسی اور حربی میدانوں کی شہرت میں صرف چار اشخاص کے نام کے ساتھ ہی اس کا نام مرتبط ہے اور وہ چاروں آدمی عرب عمالقہ میں سے تھے۔

۱۔ اُذنیہ، جو سب سے بڑا تھا، ہماری معلومات کے مطابق مؤرخین نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ یہ اذنیہ کس کا بیٹا تھا اسے صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذنیہ اکبر کہتے ہیں اور اس کی اساس یہ ہے کہ اس کا ایک بیٹا تھا۔ جو ملک و سلطنت میں اس کا جانشین بنا اس کا نام بھی اذنیہ تھا۔

۲۔ اذنیہ ابن اذنیہ، اسے اذنیہ اصغر کہتے ہیں۔

۳۔ وھب اللات بن اذنیہ اصغر۔

۴۔ الزباء، رومیوں اور یونانیوں کے ہاں اس کا نام زنیوبیا ہے، یہ اذنیہ اصغر کی بیوی اور وہب اللات کی ماں تھی جس کے متعلق وصیت تھی کہ وہ تخت نشین ہو کر اپنے باپ کا جانشین بنے گا، لیکن وہ نابالغ ہونے کی وجہ سے جانشین بننے سے قاصر رہا۔

میلاد کے بعد تدمر کی تاریخ کا سنہری دَور

اگرچہ عربی تدمر کے آثار سے پتہ چلتا ہے کہ وہ قدیم تہذیب اور عظمت کا حاصل تھا مگر تدمر کا سنہری دَور وہ ہے ـــ جیسا کہ رومی اور یونانی تاریخ کے مصادر میں بیان ہے، عربی مصادر میں اس سنہری دور کے متعلق کوئی اہم بات موجود نہیں ـــــ جو تدمر کو میلاد کے بعد نصیب ہوا، جس کے متعلق یہ کہنا ممکن ہے کہ اس کا آغاز اذنیہ اکبر کے عہد سے ہوا اور آل اذنیہ کے خاندان کی عظمت اس عہد میں بڑھ گئی یہاں تک انسانوی ملکہ زنیوبیا کے عہد میں چوٹی تک پہنچ گئی۔

یہ دَور تیسری صدی میلادی کے نصف اوّل کے آخر سے شروع ہوتا ہے یعنی اذنیہ اکبر کے عہد سے یہ آل اذنیہ کا پہلا حکمران ہے، جسے میلاد کے بعد بادشاہ کا نام دیا گیا اس کے بعد شہنشاہ ھدریان HEDRIAN نے تدمری قوم کو سلطان روم کا اطاعت گزار بنا دیا اور اس کی قومی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رومیوں کا تدمر کے پہلے بادشاہ کو قتل کرنا

میلاد کے بعد ۱۳۰ سے ۔ یہ وہ سال ہے

جس میں رومیوں کو تدمر پر مکمل تسلط حاصل ہو گیا تھا) تدمری قوم جو بڑی بہادر اور جنگجو تھی، غیر ملکی حکومت کے پاؤں تلے بے قرار و بے چین ہو رہی تھی اور اس کے ملک پر غیر ملکی رومیوں کے قبضہ سے اس کی نفرت اور پریشانی پوشیدہ نہ رہ سکتی تھی اور یہ حقیقت رومی اباطرہ کے دل سے بھی اوجھل نہ تھی، اس لیے وہ اس سخت جنگجو صحرائی قوم سے ڈرتے رہتے تھے جس کی رگوں میں جنگی رُوح خون کی طرح چلتی تھی کیونکہ وہ ان عرب عمالقہ کی نسل سے تھے جو طویل صدیوں تک مشرق کے حکمران رہے تھے یعنی مصر، عراق، آرمینیا، ایشیائے کوچک اور جزیرہ عرب کے شمال، وسطا ور مشرق کے،

یہی وجہ ہے کہ وہ اس جانباز عرب قوم کی خودسری سے کہ کہیں وہ انہیں رگید نہ دے، ان کے لیڈر اذنیہ اکبر سے دوستی کرنے لگے۔

تیسری صدی میلادی کے آخری چالیس سالوں میں رومیوں نے اذنیہ اکبر کو تدمر کے نام پر حاکم تدمر کا نام عطا کیا، نیز اُسے مجلس شیوخ کے ممبر کا لقب دیا۔

لیکن ایک مخلص وفادار اور محب وطن و قوم کی طرح اسے یہ لقب چھا نہ لگا اس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے اسے قبول نہ کیا کہ وہ اس مجلس شیوخ کے ممبر کے لقب سے اپنی قوم کو مغلوب رکھنے کے لیے رومی استعمار کا آلہ کار بن جائے، لہٰذا وہ مجلس شیوخ کی ممبرشپ سے الگ ہو گیا یعنی اس نے رومی حکومت کے لقب کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورا ذنیہ اکبر نے رومیوں کے دیے گئے لقب یعنی مجلس شیوخ کی ممبرشپ سے انکار کرنے پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ وہ چیلنج کرنے میں اس سے بھی بہت آگے بڑھ گیا اور اس نے تدمری قوم کی مدد سے اپنے لیے بادشاہ کا نام استعمال کرنا بھی چھوڑ دیا۔

اذینہ اکبر نہایت دلیر اور بہادر آدمی تھا اور تدمر کے باشندے اس سے محبت کرتے تھے اور دار الخلافہ تدمر کے ارد گرد کے تمام صحرائی قبائل کے مشائخ نے اس کی تائید وحمایت کی، یہ لوگ بڑے جانباز اور ممتاز جنگجو تھے۔ پس وہ خفیہ طور پر، اہل تدمر اور قبائل کے شیوخ کی مدد سے، رومی استعمار سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے کام کرنے لگا۔ جو ۲۶۰ ب۔م۔ سے تدمری قوم کے سینے پر آ بیٹھا تھا۔

روم کی مجلس شیوخ جو رومی شہنشاہیت میں ہائی اتھارٹی تھی اسے بھی اذینہ اکبر کی ان مساعی کی اطلاع مل گئی جو وہ تدمر اور سارے شام کو رومی قبضے کے جوئے سے آزاد کروانے کے لیے بروئے کار لا رہا تھا۔

اذینہ اکبر عملاً تدمر کا حاکم تھا اگرچہ وہ بظاہر رومیوں کے ماتحت تھا اور ان سے ربط و ضبط رکھتا تھا، رومیوں نے دیورپ میں اپنی حکومت کے بڑے حالات کے پیش نظر، دیکھا کہ اذینہ اکبر، جس نے انہیں چیلنج کیا ہے اور خود تدمر کا بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے، سے جنگ کرنا ان کے مفاد میں نہیں ہے اس لیے انہوں نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے سب سے آسان طریق اختیار کیا اور اسے بعد میلاد ۲۵۱ء میں قتل کر دیا۔

اس کے قتل کی ذمہ داری ایک رومی لیڈر نے لی جس کا نام ردفینوس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا اور یہ کام قیصر روم کے حکم سے ہوا اس قتل سے رومیوں نے خیال کرلیا کہ انھوں نے مشرق میں ایک سرکش دشمن کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا ہے اور اس کے ہٹانے سے وہاں ان کے لیے فضا صاف ہو جائے گی مگر ان کا یہ فعل نہ صرف شام بلکہ سارے مشرق سے ان کے تسلط کے خاتمے کا آغاز بن گیا۔

اذنیہ اصغر —— تدمر کا دوسرا بادشاہ

اذنیہ اکبر نے اپنے قتل کے بعد دو لڑکے باقی چھوڑے، جن میں سے بڑے کا نام خیران اور چھوٹے کا نام اذنیہ تھا، ان حالات میں اذنیہ اکبر کے قتل کے بعد، جنہیں رومی پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے لیکن وہ آل اذنیہ کے خاندان اور تدمری قوم کے ہر آدمی پر واضح تھے کہ اذنیہ اکبر کا قتل رومیوں کی تدبیر سے ہوا ہے.... اذنیہ اکبر کے قتل کے بعد رومیوں نے خیران کو جس کا نام ان کے ہاں سپتیموس ہے تدمر کی مجلس شیوخ کے صدر کا لقب دینے کے بعد اُسے تدمر پر اس کے باپ کا جانشین حکمران مقرر کیا، لیکن تاریخ نے بیان نہیں کیا کہ یہ خیران تدمر کی تاریخ میں کسی اہمیت کا حاصل تھا بلکہ وہ گمنام آدمی تھا اس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے اُس کی شان بڑھے اور اس نے اپنے باپ کے قتل پر کسی ساکن کو حرکت نہیں دی یہاں تک کہ ۲۵۸ھ ب۔م میں ایک چھوٹا لڑکا بنام معنّی چھوڑ کر فوت ہوگیا۔

اذنیہ اپنے بھائی خیران سے چھوٹا تھا لیکن بڑا اولوالعزم، بلند ہمت شجاع، بلند نظر، روشن دماغ اور خارق عادت تیز فہم تھا اور اہل تدمر جس قبائلی فضا میں زندگی گزار رہے تھے اس کے مطابق رومی اذنیہ بن اذنیہ کو اس کے بھائی کا جانشین بنانے پر مجبور ہوگئے کہ وہ تدمر پر ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیابت میں حکمرانی کرے اور انہوں نے اُسے قونصل کا لقب بھی دیا جو رومی روایات کی اصطلاح میں بہت بڑا لقب ہے۔ اذنیہ اصغر نے قیصر والریانوس کے عہد میں ۲۵۸ء میں تدمر کی حکومت سنبھالی۔

اذنیہ اصغر اپنے آپ کو شہنشاہ کہتا تھا اور رومیوں اور ایرانیوں کو برابر لتاڑتا تھا،

اذنیہ اصغر کے عہد کی ابتداء رومیوں کی خواہش کے مطابق ان کے ساتھ موافقت اور محبت کے ساتھ نہ ہوئی بلکہ وہ نخر اور جھگڑے کی ابتداء تھی جس کے آخر میں رومیوں نے اذنیہ اصغر کے اقتدار کو تسلیم کیا اور اعتراف کیا کہ وہ روم کے ساتھ اسمی ارتباط کے ساتھ مشرق کا حقیقی حکمران ہوگا۔ بالآخر یہ اسمی ارتباط بھی اذنیہ اصغر کی بیوی کے عہد میں جو اپنے بادشاہت کے ناقابل بیٹے کی وصیہ تھی ختم کر دیا گیا اور اس نے نہ صرف مشرق میں رومیوں کے وجود کا خاتمہ کیا بلکہ روم پر قبضہ کرنے کے ارادے سے اپنی فوجوں کو فاسفورس کے پار لے گئی۔

اذنیہ اصغر کا رومیوں کے ساتھ بغض

جب اذنیہ اصغر کو جسے رومیوں نے قونصل کا لقب دیا تھا معلوم ہوا کہ رومی قائد روفینوس نے اس کے باپ اذنیہ اکبر کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا تو اس نے اس جرم پر خاموشی اختیار نہ کی اور رومی قیصر والریانوس کو لکھا کہ وہ اس کے باپ کے قاتل، روفینوس سے قصاص لے، قیصر نے اذنیہ اصغر کے مطالبہ سے تجاہل اختیار کیا اور اس کا کوئی اہتمام نہ کیا اس بات نے بلند نظر نوجوان اور شجاع امیر کو غضب ناک کر دیا اور وہ رومیوں سے بہت بغض رکھنے لگا لیکن اس نے رومیوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتقام لینے اور ان پر چھا جانے اور انہیں اپنے ملک سے مار بھگانے کے لیے مناسب موقع کے انتظار میں اپنے غصہ کو چھپائے رکھا۔

حاکمِ مشرق، رومیوں اور ایرانیوں کو رگیدنے والا ــــ اذنیہ اصغر

اور عملاً اذنیہ اصغر کو سنہری موقع مل گیا جس سے اس نے فائدہ اُٹھایا اور اس طریق سے وہ چوٹی پر پہنچ کر مشرق کا ایسا حکمران بن گیا جس سے ایرانی اور رومی برابر خوف کھاتے تھے اسے یہ موقع اس طرح میسر آیا کہ رومیوں نے ایرانیوں پر جنگ مسلط کر دی اور یہ ایک روایتی جنگ تھی جو ہمیشہ ہی دونوں قدیم شہنشاہیوں میں برپا رہتی تھی یہاں تک کہ مسلمانوں نے بیک وقت ان دونوں کا خاتمہ کر دیا۔ رومیوں نے ایرانیوں پر جنگ مسلط کی اور ان کی فوجیں قیصر کی قیادت میں چل پڑیں اور انہوں نے فاسفورس کو عبور کر لیا اور ایشیائے کوچک سے گزر کر فرات کے قریب "الرھا" مقام پر پہنچ گئیں، رومی فوجیں قیصر والریانوس کی قیادت میں مارچ کر رہی تھیں جس نے اذنیہ اصغر کو حقیر سمجھتے ہوئے اس کے اس مطالبہ کو ٹھکرا دیا تھا جس میں اس نے اپنے باپ کے قاتل کو سزا دینے کی اپیل کی تھی جب قیصر ایران کی مملکت پر قبضہ کرنے کے لیے آرہا تھا تو اس دوران میں وہ اذنیہ اصغر سے دوستی کرنے لگا تاکہ وہ تدمر کے قبائل، اور وہ صحرائی قبائل جو تدمر کے ارد گرد رہتے تھے، ایران کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں اس کے مددگار ہوں اس وجہ سے قیصر نے اذنیہ کو اعلیٰ مراتب دیے اور بڑی دریا دلی سے اُسے خلعتیں اور تحائف پیش کیے لیکن غضب ناک اور بلند نظر اذنیہ نے ان خلعتوں اور تحائف کو کوئی اہمیت نہ دی اور انہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان قبائلی سرداروں میں تقسیم کر دیا جو اس سے محبت رکھتے تھے اور جنہوں نے اُسے اپنی تمام محبت عطا کر دی تھی کیونکہ وہ خود بھی فطرتاً شجاع اور بہادر آدمی تھا بلکہ اس کے دل میں خاص طور پر رومیوں اور قیصر اور والریانوس کے خلاف کینہ جوش مارنے لگا پس نوجوان امیر اذنیہ اصغر کو سنہری موقع مل گیا اور اس نے اسے غنیمت سمجھا، پس جب قضا و قدر نے اس کی مدد کی تو اس نے ایک تیر سے دو شکار کیے یعنی رومیوں کو مجبور کیا کہ وہ اس کے حلیف بنیں اور اُسے مشرق کا حکمران تسلیم کریں اور یہ کہ اس نے ایرانیوں کو شکست دے کر ذلیل کر دیا پس اس نے دو مخالفوں کو ایک ہی وقت میں مغلوب کر لیا۔

قیصر کا قید ہونا فرات کے قریب "الرھا" مقام پر ایرانیوں اور رومیوں کے درمیان فیصلہ کن معرکہ ہوا، ایرانیوں کی قیادت شاہ سابور اور رومیوں کی قیادت شاہ والریانوس کر رہا تھا۔ اس جنگ میں ایرانیوں کو رومیوں پر زبردست فتح حاصل ہوئی۔ یہ فتح اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ خود قیصر قید ہو کر شاہ سابور کی فوج کے ہاتھوں میں آگیا اور اُسے ۲۵۹ء میں قیدی بنا کر اس کے دار الخلافہ المدائن میں واپس لایا گیا۔

اذنیہ اصغر کو قیصر اور اس کی فوجوں پر نازل ہونے والی مصیبت سے بڑی خوشی ہوئی جس نے انہیں "الرھا" میں پراگندہ کر دیا تھا اس نے سابور کو فتح کی مبارک باد کا خط لکھا اور اُسے پیشکش کی کہ رومیوں کو مشرق سے نکال باہر کرنے کے لیے ہم تم ایک ہو جائیں لیکن شاہِ ایران کے تکبر نے بلند نظر امیر اذنیہ کی پیشکش کو حقارت سے ٹھکرا دیا اور اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ اس نے پسماندہ صحرائی ہوتے ہوئے شہنشاہ سابور کی اطاعت اور دوستی کی پیشکش کی بجائے مقابل کی طرح مخاطب کرنے کی جرأت کیسے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کیا سابور وہ نہیں جس نے رومی فوجوں کو شکست دی ہے اور ان کے قیصر کو قیدی بنا کر پکڑ لیا ہے؟

اس موقع پر یہ طاقتور عرب "اذنیہ" آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہ بے وقوف اور متکبر کسریٰ کو بتا دے گا کہ اذنیہ بن اذنیہ وہ ہے جو عمالقہ کی اولاد ہے، پس اس نے قیصر سے انتقام لینے کا عزم کر لیا۔ اس نے کچھ وقت کے لیے اس دشمنی کو جو اس کے اور رومیوں کے درمیان تھی فراموش کر دیا اور انہیں اطلاع دی کہ اس نے ایرانی بادشاہ سابور سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس متکبر کسریٰ کے مقابلے میں ہم دونوں ایک ہو جائیں۔ اگرچہ رومی اس تباہ کن شکست کی وجہ سے جو سابور نے انہیں دی تھی مادی اور نفسیاتی لحاظ سے درماندہ ہو چکے تھے انہوں نے اذنیہ کی سیاست میں بنیادی انقلاب آنے پر بڑی خوشی منائی جس نے انہیں اطلاع دی تھی کہ اس نے ایران کے دار الخلافہ المدائن کا محاصرہ کرنے اور قیصر والریانوس کو آزاد کروانے کا فیصلہ کر لیا ہے پس انہوں نے مشرق کی باقی ماندہ فوج سے اس کی مدد کی اور اسے سارے شام کا رومیوں کے حلیف کی طرح حکمران تسلیم کر لیا کیونکہ ان کی حالت انہیں امیر اذنیہ کی خواہش کے قبول کرنے کے سوا، اور کسی چیز کی اجازت نہیں دیتی تھی اور اسیر قیصر والریانوس کا جانشین اس کا بیٹا فالیونوس تھا۔

اپنے آپ کو شہنشاہ کہنا

امیر اذنیہ نے دلیر تدمری قبائل کے بہادروں کا بے شمار لشکر اکٹھا کیا جس کی مدد، بعض رومی فوجیں بھی کرتی تھیں پھر اذنیہ نے بنفس نفیس اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج کی قیادت سنبھالی اور اس کے ساتھ ملک ایران کی طرف مارچ کرنے لگا، جب شاہِ ایران سابور کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ بہ سرعت تمام اپنے دارالخلافہ مدائن سے ایرانی فوج کی سربراہی کے لیے آ گیا اور اُسے یقین تھا کہ وہ جلد ہی اذنیہ کی فوجوں کو کچل دے گا وہ اذنیہ کو برہنہ پا جنگلی کہا کرتا تھا۔

مگر جب دجلہ و فرات کے درمیان اذنیہ کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی تو متکبر کسریٰ کے خیالات غلط ثابت ہوئے اور اس نے اُسے بُری طرح شکست دی اگر سابور اپنی فوج کے شکست کھانے کے ساتھ ہی امیر اذنیہ کے سامنے اپنی بیویوں، اموال اور اپنی فوج کے اسلحہ کو غنیمت کے طور پر چھوڑ کر نہ بھاگتا تو قریب تھا کہ وہ اسیر ہو کر امیر اذنیہ بن اذنیہ کے ہاتھ لگ جاتا۔

عربی امیر اذنیہ بن اذنیہ کو ایرانیوں پر جو زبردست فتح حاصل ہوئی اس کے بعد اس نے اپنے آپ کو شہنشاہ کا لقب دے دیا حالانکہ یہ لقب فقط ایرانی اکاسرہ سے مختص ہے، اذنیہ نے یہ کام شاہ سابور کو مزید ذلیل کرنے کے لیے کیا۔

اذنیہ کا ایران کے دارالخلافہ کا محاصرہ کرنا

اذنیہ نے ایرانی حکومت سے ان علاقوں کو آزاد کروانے پر ہی اکتفا نہ کیا جو دجلہ و فرات کے درمیان واقع تھے بلکہ وہ اس سے بھی بہت آگے بڑھ گیا اس نے دریا کو پار کر کے دو دفعہ ایران کے دارالخلافہ مدائن کا محاصرہ کیا۔ اگر اُسے محاصرہ چھوڑنے کی مجبوری نہ ہوتی تو قریب تھا کہ وہ اس پر قبضہ کر لیتا۔ حمص میں ایک رومی قائد نے اس کے خلاف سرکشی اختیار کی تو اس نے حمص جا کر اس سرکشی کا خاتمہ کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سرکشی کرنے والے کو قتل کر دیا پھر اس نے ایران کے دار الخلافہ پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے واپسی کا فیصلہ کیا لیکن قضا و قدر نے اُسے جلدی آ لیا اور حمص میں اس کے بھائی خیران کے بیٹے معنّی نے اُسے ۲۶۷ھ میں قتل کر دیا۔

اور اذنیہ کے ساتھ اس کا بیٹا ہیروڈس بھی قتل کی کاروائی میں مارا گیا۔ چونکہ اہل حمص اذنیہ کا بڑا احترام کرتے تھے اس لیے انہوں نے اس کے قاتل بھتیجے کو بھی جلد ہی اس کے ساتھ ملا دیا۔ ابھی معنّی بن خیران، شام کا بادشاہ ہونے کا اعلان نہ کر پایا تھا کہ اہل حمص کی تلواروں نے اُسے کاٹ کر رکھ دیا اور انہوں نے اس کا اور اس پارٹی کا خاتمہ کر دیا جس نے اس کے بہادر اور محبوب چچا اذنیہ بن اذنیہ کے قتل میں اس کی مدد کی تھی۔

اور یہ بات ذکر کے قابل ہے کہ اذنیہ اس وقت تک نہیں مرا۔ جب تک اس کی بادشاہی ایشیائے کوچک میں بحر اسود کے ساحلوں تک نہیں پہنچ گئی اس کی فوج نے ان قواط کی فوجوں کو مغلوب کر لیا جو بحر اسود کی خشکی میں ایشیائے کوچک اور شام پر قبضہ کرنے کے لیے اُتری ہوئی تھیں۔ اور وہ اس موقع کو جب شاہِ اذنیہ ایران کے دار الخلافہ مدائن کے محاصرہ میں مشغول تھا، غنیمت خیال کر رہی تھیں۔

اذنیہ بن اذنیہ کی موت سے بہادری، بلند نظری، شجاعت، دانائی اور سیاسی تجربہ کاری کا وہ صفحہ پلٹ گیا جو اس بادشاہ میں نظر آتا تھا جسے موت نے عنفوانِ شباب میں جلد ہی آ لیا۔[1]

---

[1] اس عظیم اور نوجوان بادشاہ کی تاریخ کی مزید تفاصیل ہماری کتاب العرب فی الشام قبل الاسلام میں دیکھیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرق کی حکمران، ملکہ الزباء

اذنیہ بن اذنیہ، تدمر کا دوسرا بادشاہ تھا اس نے آلِ اذنیہ کے خاندان سے ایک بلند ہمت، بہت دانا، روشن فکر اور نہایت اعلیٰ درجہ کی دانشور لڑکی سے شادی کی اور وہ اس کی زندگی میں اس کی بہترین مددگار تھی اور وہ اس پہ بے انتہا اعتماد کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی ایرانیوں یا رومیوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے کے لیے حالات نے اُسے تدمر کے دارالخلافہ کو چھوڑ پر مجبور کرتے تو یہ اس ناپیدا کنار مملکت کے انتظام میں اس کی نیابت کرتی تھی اور یہی وہ تدمر کی مشہور ملکہ تھی جسے اسلامی مورخین "الزباء" اور رومی اور یونانی مورخین "زینوبیا" کا نام دیتے ہیں۔

وصیہ ملکہ اپنے بیٹے کے تخت پر

نوجوان بادشاہ اذنیہ اصغر کے ہاں زینوبیا سے تین لڑکے ہوئے، جب شاہ اذنیہ کے قتل کی کاروائی ہوئی یہ سب اس وقت اس کے پاس موجود تھے اور سنِ رشد کو نہیں پہنچے تھے، ان میں عمر میں سب سے بڑا وہب اللات تھا اس لیے تدمر کی مملکت کے ارکان نے اس کے باپ کے جانشین کے طور پر اس کی بیعت کر لی، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ وہب اللات امورِ مملکت کی سرانجام دہی کے قابل نہ تھا، اس لیے تدمر کی مجلس شیوخ نے فیصلہ کیا کہ اس کی ماں الزباء (زینوبیا) اس کی نیابت میں وصیہ بن کر امورِ مملکت کو سرانجام دے۔

الزباء کے عہد میں تدمر کا عظمت کی چوٹی پہ پہنچنا

ملکہ الزباء شجاعت، بلند نظری، مستقل مزاجی، بیدار مغزی اور حسنِ تدبیر میں اپنے نوجوان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند اذینہ کے نقش قدم پر چلی ، حالانکہ جب اس کے نوجوان خاوند نے زندگی کو خیرباد کہا تو وہ عنفوان شباب میں تھی مگر پھر بھی اس نے شادی کے متعلق کچھ نہ سوچا بلکہ رنڈاپے سے راضی رہ کر اپنے بیٹوں کے لیے زندہ رہی ، رومی اور یونانی مورخین کی شہادت ہے کہ الزباء آسودگی اور شاہانہ عزت کے باوجود عفت ، استقامت اور بے حیائی کے کاموں سے دور رہنے میں ایک مثال تھی بلکہ اس نے اپنے بیٹوں (خصوصًا چھوٹے بادشاہ وہب اللات) کو شہسواری سکھانے اور حکومتی امور میں تجربہ کار اور دانشمند بنانے میں اپنی تمام توجہ صرف کر دی ، اس نے اپنے بیٹے وہب اللات کی تربیت کا اس قدر اہتمام کیا کہ وہ لاطینی زبان کو بہت اچھی طرح بول سکتا تھا اور وہ خود بھی بہت اچھی طرح لاطینی ، یونانی ، اور مصری زبانوں کو بول سکتی تھی اور وہ اپنے بیٹے کو ملکی سیاست کے اصول سیکھنے کی عادی بناتی تھی تاکہ وہ قیاصرہ اور اکاسرہ کے مقابلہ میں اپنے باپ کی طرح ہو۔

ملکہ الزباء کا مصر پر قبضہ کرنا اور خلیج فارس کو عبور کرنا

(افسانوی) ملکہ الزباء کی بلند نظری نے اپنے خاوند کی بناء کردہ ناپیدا کنار وسیع مملکت کی حدود کی حفاظت پر ہی بس نہیں کیا بلکہ اس کی بلند ہمتی اور نادرہ روزگار شجاعت نے اُسے اس حد تک پہنچا دیا کہ اس نے بنفس نفیس فوجوں کی قیادت کی اور اس نے عظیم فتوحات حاصل کر کے وسیع جدید اور دُور دراز کے علاقوں کو اپنے خاوند کی بناء کردہ حکومت میں شامل کیا اس وجہ سے یونانی اور رومی مورخین ملکہ الزباء کے عہد میں تدمر کی مملکت پر شہنشاہیت کا اور ملکہ الزباء (زینوبیا) پر ملکہ کا لفظ اطلاق کرتے ہیں اور اُسے مشرق کی حکمران کا لقب دیتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس ملکہ الزباء کے عہد میں مشرق سے رومیوں کے سیاسی اور عسکری وجود کا بالکل خاتمہ کر دیا گیا۔

پس اس نے ایک عظیم بحری بیڑہ تیار کیا جس میں ستر ہزار جانباز مصر پر قبضہ کرنے کے لیے شام کے ساحل سے سوار ہو کر آئے یہ کام اس کے وفادار خاوند کے مشہور سالار "زبدا" کی قیادت میں ہوا جو آل اذنیہ میں سے تھا جس نے سکندریہ کا محاصرہ کر لیا پھر اُسے فتح کیا اور اس کی فوجوں نے تمام مصر پر قبضہ کر لیا اس طرح مصر، الزباء کی شہنشاہیت کے حکام کا ماتحت ملک بن گیا، یہ واقعہ تقریباً ۲۶۸ھ ب۔م میں ہوا۔

اسی طرح ملکہ الزباء کی فوجوں نے عراق پر بھی قبضہ کر لیا اور اُسے تدمر کا ماتحت ملک بنا دیا..... اسی طرح اس کی فوجوں نے جزیرہ عرب کے شمال مغربی حصے پر بھی قبضہ کر لیا اور اس کی فوجیں تبوک اور دومۃ الجندل تک پہنچ گئیں[1]

ایشیائے کوچک کا ملکہ الزباء کے قبضہ میں آنا

اس عربی ملکہ نے مشرق و مغرب اور جنوب کے ان دُور دراز علاقوں کو اپنی شہنشاہیت کے علاقے میں شامل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ اس سے بھی بہت آگے بڑھی یعنی اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ مارچ کر کے تمام ایشیائے کوچک پر قبضہ کر لیا (جسے آجکل ایشیائی ترکستان کہتے ہیں)

اور ابھی ۲۸۰ھ ب م کا سال نہیں آیا تھا کہ ملکہ الزباء اس دُور دراز کے

---

[1] مروج الذہب مسعودی جلد ۲ صـ۹۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقے پر حکمرانی کرتی تھی جو شمال میں بحرِ اسود اور خلیج فارس کے درّے سے افریقہ میں حدود نوبہ تک اور جنوب میں جزیرہ عرب میں تیماء اور دومۃ الجندل تک اور مشرق میں حدودِ ایران تک پھیلا ہوا تھا اور ملکہ الزباء کے عہد میں عمالقی آل اذینہ کی حکومت بلندی اور وسعت میں اس مقام تک پہنچ چکی تھی کہ کسی دور میں وہ اس مقام تک نہ پہنچی تھی اور یہ یگانہ روزگار ملکہ جب جنگ کرتی تھی تو بڑی مردِ میدان بن کر کرتی تھی جیسا کہ شہنشاہ اورلیانوس نے اس کے متعلق بیان کیا ہے۔

اور اس کے عہد میں اقتصادی، تجارتی، تمدنی اور تہذیبی حالت بھی چوٹی تک پہنچی ہوئی تھی اور الزباء کے عہد میں تدمر کا دارالخلافہ بہت سے پہلوؤں میں روم کی شان کو حقیر کرتا تھا اور یہ سب اس ملکہ کی مہربانی تھی جس کا مثیل تاریخ قبل از اسلام میں مشرق کے ملوک اور ملکاؤں میں نہیں پایا جاتا۔

ملکہ الزباء سے اپنے مقبوضات کی بازیابی میں رومیوں کی ناکامی

جب ملکہ الزباء اس مقام پر پہنچ گئی اور خصوصاً تمام ایشیائی علاقے سے رومی وجود کے اثرات کو ختم کرنے کے بعد وہ تمام معانی کے لحاظ سے مشرق کی حکمران بن گئی تو روم کو بھی اپنی ذلت کا اس طرح احساس ہوا جس طرح کا احساس اُسے کبھی نہیں ہوا تھا حتیٰ کہ ان نہایت بُرے حالات میں بھی جن میں ایرانی شہنشاہیت کی فوجیں عراق اور شام کی سرحدوں پر، روم کی فوجوں کو شکستیں دے رہی تھیں حالانکہ رومی فوجوں کے نہایت کٹھن حالات میں بھی ایشیائے کوچک تو کجا وہ شام میں بھی رومیوں کے اقتدار کا خاتمہ نہ کر سکی تھیں مگر عربی ملکہ الزباء نے ایک مختصر مدت میں جو چھ سال سے زیادہ نہیں یہ سب کچھ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھایا۔

یہی وجہ ہے کہ رومیوں نے اس ذلت پر جو اس عجیب وغریب ملکہ نے ان پر نازل کی سکوت اختیار نہیں کیا انہوں نے سمندر پار کے رومی مقبوضات کو ملکہ الزباء سے واپس لینے کی کوشش کی لیکن وہ ملکہ الزباء کے خوف اور اس کی قوت اور حسنِ تدبیر کو جاننے کی وجہ سے شروع شروع میں اس سے کھلّم کھلّا فوجی مقابلہ کرنے سے بُزدلی دکھا گئے، اس لیے انہوں نے اُسے دوستی کے ان معاہدوں کے پردوں کے پیچھے دھوکا دینے کی کوشش کی جو اس کے خاوند نے شاہ ایران سابور سے جنگ کے وقت رومیوں سے کیے تھے روم کی مجلس شیوخ نے فیصلہ کیا کہ ایک بہت بڑی فوج شام بھیجی جائے جس کا مقصد بظاہر ایرانیوں کے ساتھ از سرِنو جنگ کرنا ہوا اور باطن میں اس کا مقصد تھوڑی سی مشقت اور فریب کے طریق کے ساتھ ملکہ الزباء کے اقتدار کا خاتمہ کرنا ہو۔

روم کی مجلس شیوخ نے، ملکہ الزباء کو اس فیصلے کے متعلق اطلاع دی اور سالار ہرقلیانوس کی قیادت میں روم سے بہت بڑی فوج مارچ کر گئی مگر مشرق کی دانشمند ملکہ الزباء پہ یہ حیلہ پوشیدہ نہ رہ سکا اُسے اپنے خاص ذرائع سے معلوم ہو گیا کہ رومی فوجوں کا مقصد یہ ہے کہ ان کی فوجیں عملاً ایشیا کے خشک علاقوں پہ اُتر جائیں۔ اور ان کا مقصد، تدمر کی حکومت کا خاتمہ کرنا ہے لٰہذا ملکہ نے فوراً تدمریوں اور اپنے بقیہ بھائی بند عرب قبائل کا ایک عظیم لشکر تیار کیا اور اس نے ان رومی فوجوں کے مقابلہ کے لیے جو ایشیائے کوچک میں مارچ کر رہی تھیں بنفسِ نفیس اس کی قیادت کی اور عملاً ملکہ الزباء نے رومی سالار کے حملہ کرنے سے قبل، اس پہ حملہ کرنے کے لیے ایسا فوری اور جو اس با ختہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دینے والا طریق اختیار کیا جس سے اس کو تباہ کن شکست ہوئی اگر وہ اپنی بہادری کے باعث اپنے سالار عام کو میدانِ کارزار میں مقتول اور اپنی فوج کو مقتول اور اسیر چھوڑ کر بھاگ نہ جاتا تو قریب تھا کہ وہ اسیر ہو کر الزباء کے ہاتھ آجاتا۔

ملکہ الزباء کا انجام

ملکہ الزباء معرکہ ہرقلیانوس میں رومی شہنشاہیت کی گُدی پر ذلت و اہانت کی مُہر لگا کر اور سر بلند ہو کر اپنے ملک کے دارالخلافہ تدمر میں واپس آگئی اور روم میں جنگ کے بارے میں بہت آوازیں بلند ہوئیں ...... کہ ایک عورت اس حد تک جس تک اباطرہ ایران بھی نہیں پہنچے (جو روم کے روایتی دشمن ہیں) رومی شہنشاہیت کو کس طرح ذلیل کر سکتی ہے حتیٰ کہ روم پر ان کی فوجوں نے جو بڑی بڑی فتوحات حاصل کی ہیں ان میں بھی کوئی ایسا ریکارڈ موجود نہیں ہے۔

رومیوں کے تاریخی مصادر میں بیان ہوا ہے کہ روم کی مجلس شیوخ نے (جب وہ شہنشاہ کلودیوس کی تاجپوشی کر رہے تھے) جب الزباء نے مشرق سے روم کے آخری سپاہی کو بھی نکال دیا، چلا کر کہا اے کلودیوس ہمیں الزباء سے بچائیو ...... مگر قیصر کلودیوس، الزباء کی قوت کے سامنے عاجز بنا رہا اور وہ سمندر پار کے ان مقبوضات سے ایک بالشت زمین بھی واپس نہ لے سکا جس پر ملکہ الزباء نے قبضہ کر لیا تھا بلکہ قیصر کلودیوس اس خوف سے کہ کہیں ملکہ الزباء اپنی فوجوں کے ساتھ خود روم پر ہی چڑھائی نہ کر دے، مجبور ہو کر اس حیرت انگیز دلیر اور بلند نظر ملکہ سے صلح کرنے لگا، کیونکہ عرب نَدمردوں کی فوجیں مشرقی یورپ کے راستوں سے خلیج فارس اور بحر اسود کے ساحلوں تک پہنچ گئی تھیں اور وہ اپنی فتح کے نشے کی چوٹی پر تھیں اور جیسا کہ اپنی مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ ہر بلند کو پست کر دیتا ہے، پس ملکہ الزباء عظمت کی جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوٹی تک پہنچ چکی تھی ہمیشہ اسی پر قائم نہ رہ سکتی تھی، اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ جس حیران کن سرعت کے ساتھ اس نے عظمت حاصل کی تھی اسی سرعت کے ساتھ عظمت کو اس سے چھین لے تا آنکہ قیصر روم اورلیانوس نے الزباء کی سلطنت کے دارالخلافہ تدمر کا محاصرہ کر لیا۔

اور تین سال کے مسلسل محاصرے اور نوجوان ملکہ اور اس کی وفادار فوج کے خارق عادت بہادرانہ کارناموں کے بعد جنہیں ملکہ نے تباہ کن معرکوں میں حصہ لے کر قسطنطنیہ کی فصیلوں کے اردگرد اور انقرہ، خلقدونیہ انطاکیہ اور حمص میں دکھایا، تدمر نے قیصر اورلیانوس کی فوجوں کی اطاعت اختیار کر لی اور الزباء کی سلطنت اور آل اذنیہ کا نامور خاندان ۲۷۳ء میں قید ہو گیا[1]

ملکہ الزباء اور اس کے بیٹوں نے اپنی بقیہ زندگی اٹلی میں گزاری یہاں تک کہ عدم نے ان کو لپیٹ لیا۔ اس طرح اسلام سے قبل، شام کی طاقت ور اور ترقی یافتہ عربی مملکت کی بساط لپیٹ دی گئی[2]

قضاعہ، شام میں شام میں اسلام سے قبل، ایک عرب قوم کا وجود پایا جاتا تھا اور وہ عرب (قضاعہ) حمیر کی نسل میں سے تھے جو قحطانیوں میں سے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ وہ شام میں میلاد سے قبل موجود تھے مگر کسی مورخ نے شام میں ان کے وجود کی موجودگی کی تاریخ اور جزیرہ عرب کے جنوب سے (جو ان کا اصل وطن

---

[1] دیکھیے تاریخ العرب قبل الاسلام از ڈاکٹر جواد علی (سقوط تدمر کے حالات)

[2] مملکت الزباء کی سیاسی، عسکری، تمدنی اور تہذیبی تاریخ کی وسیع تفصیل ہماری کتاب العرب فی الشام قبل الاسلام میں دیکھیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے) اس کی طرف آنے کی تاریخ بیان نہیں کی۔ معلوم ہوتا ہے اور یہی بات زیادہ قابل ترجیح ہے کہ شروع شروع میں یہ سفری قوم تھی اور میلاد سے قبل اور بعد اس قوم کا تدمر کی مملکت کے ساتھ وفاق تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کی جلد ۲ کے صفحہ ۵۴۴ پر بیان کیا ہے کہ ملکہ الزباء کی فوج میں بنی سلیح اور حلوان کے لوگ بھی شامل تھے اور یہ سب قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے۔

مشیخت یا مملکت

خلاصہ کلام یہ کہ میلاد کے بعد کے زمانے میں شام میں قضاعہ کا سیاسی اور عسکری وجود موجود تھا اور بعض مورخین نے شام میں ان پر ملوک قضاعہ کا نام اطلاق کیا ہے مگر زیادہ درست بات یہ ہے کہ شام میں قضاعیوں کی مملکت بڑی مشیخت سے زیادہ قریب تھی اور اس پر مملکت کے نام کا اطلاق تجاوز کرکے کیا گیا ہے جیسے کہ دومۃ الجندل میں اکیدر الکندی کی مملکت تھی جو واقعتہً مشیخت تھی نہ کہ مملکت۔

مملکت کی مساحت یا شام میں قضاعہ کی مشیخت

راجح قول یہ ہے کہ شام میں قضاعہ کی مملکت، مملکت کی بجائے مشیخت کے زیادہ مشابہ تھی اس لیے کہ

۱۔ وہ شام میں پائے جانے کے دوران رومیوں کے ماتحت رہے اور ان کے لیے ٹیکس جمع کرنے اور ان کے لیے اپنے بیٹوں کی فوج بناتے رہے تاکہ وہ ان کے ایرانی دشمنوں وغیرہ کے خلاف جنگوں میں رومی فوجوں کے ساتھ شامل ہوں۔

۲۔ قضاعہ کی مملکت یا مشیخت کی مساحت بہت تنگ تھی (جب اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیاس آل اذنیہ کی مملکت یا ان غسا سنہ سے کیا جائے جنہوں نے شام سے قضاعہ کے سیاسی اور عسکری وجود کا خاتمہ کیا تھا)

قضاعہ کی مملکت فقط شام کی اس پٹی پر مشتمل ہے جو جزیرہ عرب کی حدود پہ ممتد ہے جو صرف موآب، معان، موتہ اور اس کے ارد گرد کے بلند مقامات پر مشتمل ہے جس کی نمائندگی آج کل اردن کی ہاشمی مملکت کے جھنڈوں میں سے صرف ایک جھنڈا کرتا ہے جسے جنوب میں رکرک یا بلقاء کا جھنڈا کہتے ہیں۔) یہی وجہ ہے کہ اسلامی مورخین نے شام میں قضاعہ کی مملکت پر (مشارف الشام) کے الفاظ کا اطلاق کیا ہے۔

شاہانِ قضاعہ مورخین بیان کرتے ہیں کہ قضاعہ کے دو قبیلوں نے یکے بعد دیگرے مشارف پر حکومت کی اور وہ دونوں شام کا تنوخ اور الضجاعم قبیلہ تھے۔

مشارف شام میں تنوخ کے تین بادشاہ ہوئے جو یہ تھے:۔

۱۔ نعمان بن عمرو بن مالک۔

۲۔ عمرو بن نعمان بن عمرو۔

۳۔ حواری بن نعمان

اور الضجاعم کے قبیلے سے (جنہوں نے اپنے عم زادوں کی حکومت کا خاتمہ کیا) بھی تین ہی بادشاہ ہوئے جو یہ تھے۔

۱۔ نعمان بن عمرو بن مالک۔

۲۔ مالک بن نعمان

۳۔ عمرو بن مالک [1]

---

[1] مروج الذہب جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ اور المعارف صفحہ ۲۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ الضجاعم کے بادشاہ پانچ تھے تین نہیں تھے اور وہ مذکورہ تین بادشاہوں کے ساتھ دو بادشاہوں کا نام بھی شامل کرتے ہیں جو یہ تھے (ملکہ ماریہ یا مادیہ[1]) اور (زیاد بن ہبولہ[2])

شام میں شاہانِ قضاعہ کے آثار

اور ہم اسلامی یا یونانی تاریخ کے کسی مآخذ میں، مشارف شام میں قضاعہ کے شیوخ یا ملوک ہونے کے دوران ان کے تہذیبی، تمدنی، سیاسی اور حربی اعمال کے کوئی آثار نہیں پاتے، مؤرخین نے صرف اتنا ہی بیان کیا ہے کہ قضاعہ نے کچھ عرصہ مشارف شام پر حکومت کی اور انہیں رومی سلطنت کی طرف سے مشارف شام پر مقرر کیا گیا تھا اور تیسری صدی میلادی کے آخر میں ان کی حکومت کا اختتام ان کے عم زاد غساسنہ کے ہاتھوں پہ ہوا[1]

شام میں قبل از اسلام قضاعیوں کا دور (حکام وملوک کی طرح) ان سے پہلے کے عربوں کے ادوار یعنی آلِ عاد اور عمالقہ جو انباط میں سے تھے اور تدمریوں کی نسبت، اہمیت والا نہ تھا، اور قبل از اسلام شام کی عربی تاریخ میں تدمریوں کا دور سب سے بڑا تھا۔

قضاعہ ایک طاقتور جنگجو قوم تھی

اس بات کا بتلانا ضروری ہے کہ اگرچہ قبل از اسلام شام میں قضاعہ

---

[1] مجلہ مشرقی شمارہ ۱۱ سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۲۴ اور دیکھیئے تاریخ العرب قبل الاسلام بحث تاریخ مملوک قضاعہ [2] تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۵۲

[3] قضاعہ کی تاریخ اور شام وعراق اور خلیج کے بادشاہوں کے ساتھ ان کے تعلقات کی تفاصیل ہماری کتاب العرب فی الشام قبل الاسلام میں دیکھیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حکومت کو غساسنہ کے ہاتھوں زوال آچکا تھا پھر بھی وہ مشارف شام (موتہ، معاون، مواٰب اور اس کے ارد گرد کے علاقے) میں بس رہے تھے اور اپنے ان بھائیوں کے ساتھ ——— جو ظہور اسلام تک جزیرہ عرب کے شمال مغربی کونے میں بستے تھے مل کر رہ رہے تھے ——— یہ ایک ممتاز درجہ کی طاقت ور اور جنگجو قوم کو اکٹھا کیے ہوئے تھے جو ان قبائل سے مل کر تیار ہوئی تھی جو جزیرہ عرب اور شام کے درمیان سرحدوں کے علاقے میں باہم لڑتے رہتے تھے۔

اگرچہ رومیوں نے شام میں غساسنہ کو تاج شاہانہ عطا کیا تھا (ان مقامات پر جن پر قضاعی حکومت کرتے تھے) پھر بھی رومی، قضاعہ کو جنگوں میں اپنے دشمنوں کے خلاف ایک قابل اعتماد ممتاز جنگی قوت خیال کرتے تھے اس کے علاوہ وہ اپنے ماتحت غساسنہ پر بھی اعتماد کرتے تھے اور اس حقیقت کے اثبات پر اس سے زیادہ اور کوئی دلیل نہیں کہ موتہ کے فیصلہ کن معرکہ میں سب سے بڑی عرب قوت رومیوں کے حق میں، مسلمانوں کے خلاف لڑی وہ قضاعہ کے ان لوگوں کی تھی جو اس رومی فوج میں نیزے کا سرا تھے جس نے معرکہ موتہ میں مسلمانوں کے خلاف بلقاء میں ہجرت کے آٹھویں سال شہنشاہ ہرقل کے بھائی امیر تھیوڈر کی قیادت میں حصہ لیا، اس معرکہ میں عیسائی عربوں کا سالار (جن کی اکثریت قضاعہ میں سے تھی) قضاعہ کا ایک سردار تھا جس کا نام مالک بن رافلہ تھا جو اس معرکہ میں کام آیا، اس کی تفصیل ہماری اس کتاب میں عنقریب بیان ہوگی۔ انشاءاللہ

شام میں قضاعہ کا خاتمہ کیسے ہوا

اسلامی اور غیر ملکی تاریخی مصادر میں ہمارے سامنے ایسی کوئی تفصیل موجود نہیں جس میں یہ بیان ہو کہ مشارف شام میں قضاعہ کی حکومت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیسے خاتمہ ہوا اور کس طریق سے غساسنہ، قضاعیوں پر غالب آئے اور شام میں ان کی جگہ سنبھال لی، ہاں امام ابن خلدون اور حمزہ اصفہانی نے بیان کیا ہے کہ ضجاعم قضاعیوں کے آخری بادشاہ کا نام "سبیط" تھا جب اس نے غساسنہ سے اس جزیے کا مطالبہ کیا جو وہ ضجاعم کو دیا کرتے تھے تو اُسے غساسنہ کا ایک بہادر آدمی ملا جس کا نام جذع تھا اس نے سبیط سے کہا، کیا آپ میری اس تلوار کو (جس کا میان اور دستہ سنہری تھا) اس جزیے کے بدلے میں قبول کریں گے جو آپ ہم سے لینا چاہتے ہیں، سبیط نے کہا ہاں، جذع نے کہا، لیجیے، پس سبیط نے اپنا ہاتھ بڑھا کر تلوار کا میان پکڑ لیا تو جذع غسانی نے اس کے پھل کو کھینچ لیا اور اُس کے ساتھ سبیط کو قتل کر دیا تو اس سے یہ محاورہ بن گیا کہ جذع جو تجھے دے وہ لے لے، اور سلیح اور غسان کے درمیان جنگ برپا ہو گئی پس غسان نے سلیح کو شام سے نکال دیا اور وہاں کے بادشاہ بن گئے[1] اس طرح شام میں عربوں کی بادشاہی، بنی حمیر سے بنی کہلان کی طرف منتقل ہو گئی[2]

غساسنہ، شام میں غسانی، قحطانی عربوں کی ایک قوم ہیں جن کا اصل یمن ہے اور ان کا نسب کہلان بن سباء بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی طرف لوٹتا ہے۔

اور یہ وہ عمرو بن عامر مزیقیاء کے بیٹے ہیں جس کا لقب (ماء السماء) تھا

---

[1] تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۲۹۷ اور تاریخ سنی ملوک الارض والانبیاء صفحہ ۹۹ از حمزہ اصفہانی مطبوعہ مکتبۃ الحیاۃ بیروت۔

[2] قضاعہ، حمیر بن سباء سے ہیں اور غسان، کہلان بن سباء سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ مارب کا ایک بادشاہ تھا جس کے بیٹے سد مارب کے انہدام کے بعد جزیرہ عرب کے مختلف علاقوں اور شام و عراق میں منتشر ہو گئے تھے انہی میں سے حیرہ کے بادشاہ لخمی اور شام کے بادشاہ غساسنہ ہیں اور اسی طرح اوس اور خزرج ہیں جو بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار بنے تھے۔

پس عمرو بن عامر (شاہ مارب) شامی اور عراقی بادشاہوں کا باپ ہے جس کا نام عمرو بن عامر مزیقیاء ماء السماء بن حارثہ الغطریف بن امرئ القیس (بطریق) بن ثعلبہ بن مازن بن ازد[1] بن غوث بن بنت بن مالک بن کہلان ہے۔

غسان نام کی وجہ

جن لوگوں کو غسان کہا جاتا ہے اس کے متعلق راجح بات یہ ہے کہ یہ کسی آدمی کا نام نہیں بلکہ یہ ایک پانی کا نام ہے جو جزیرہ کے جنوب کے ایک علاقے میں پایا جاتا ہے (جس کے تعین میں اختلاف ہے کہتے ہیں کہ ازدیوں میں سے جو آدمی وہاں جائے یا جو اس سے پیدا

---

[1] یہ بتانا ضروری ہے کہ ازد، قبائل عرب میں سب سے بڑا قبیلہ ہے اور علی الاطلاق پھیلاؤ اور حکمرانی کے لحاظ سب سے بڑھ کر ہے جن میں سے ازد عمان اور ازد سراۃ ہیں (غامد، زہران اور جبال سراۃ کے تمام باشندے) اور ازد (اوس اور خزرج) اور ازد (لخم، جذام حیرہ کے بادشاہ) اور ازد (غسان شام کے بادشاہ) اور ازد طئی، جو جزیرہ کے شمال کا سب سے بڑا قبیلہ ہے اور ازد (خزاعہ جو مکہ اور اس کے ارد گرد رہتے ہیں) انہیں اسلام کو مضبوط کرنے میں بڑا مقام حاصل ہے اور مشہور جانباز اور خوارج کی جنگوں کا ماہر مہلب بن ابی صفرہ بھی انہی میں سے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اس پہ غسان کا نام بولا جاتا ہے۔

(دیکھیے استاذ رضا کحالہ کی معجم قبائل العرب جلد ۳ صـ۸۸۴ اور تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صـ۵۸۱)

غساسنہ کب اور کیسے شام آئے

اس تمہید میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آغاز تاریخ سے عرب اقوام شام پر قابض اور حکمران رہی ہیں (بنی اسرائیل سے طویل صدیاں قبل عاڈنابیہ) (انباط، میلاد سے قبل ہیروڈلیس یہودی کے عہد سے جو رومیوں کا ایجنٹ تھا، میلاد کی دوسری صدی کے اوائل تک) آل حسان کا خاندان (اذنیہ کا قبیلہ) تیسری صدی میلادی کے آخر تک، پھر حمیری قضاعہ، جو غساسنہ سے قبل شام میں آخری عرب بادشاہ تھے یا زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ مشارف شام کے بادشاہ تھے یہاں تک کہ غساسنہ نے ان کا مقابلہ کیا اور کئی جنگوں میں غساسنہ نقصان اٹھانے کے بعد (رومی اثر کے ماتحت) ان کی جگہ شام کے مالک بن گئے (دیکھیے عرضہ) انہوں نے قضاعیوں کی اطاعت بھی اختیار کی اور انہیں جزیہ بھی دیتے رہے حتیٰ کہ بالآخر غساسنہ غالب آگئے اور ان کے ایک دلیر جانباز (جذع غسانی) نے سبیط کو، اس جزیہ کے مطالبہ پر جو قضاعی غساسنہ سے لیا کرتے تھے، قتل کر کے ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

اب رہی یہ بات کہ غساسنہ شام میں کب آئے؟ ان کی آمد کی تاریخ کی دقیق حد بندی کا کوئی ذکر موجود نہیں ہاں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں

لہ دیکھیے تاریخ العرب قبل الاسلام از جرجی زیدان۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ میلاد کے بعد شام میں آئے کیونکہ سد مارب کے انہدام کے بعد بادشاہ (ماء السماء مزیقی) کے بیٹے جن میں سے غساسنہ بھی ہیں منتشر ہو گئے۔ یہ پہلی صدی میلادی کے اوائل کا واقعہ ہے [1]

شام آنے سے قبل اور سد مارب کے انہدام کے بعد غساسنہ کے مقامات

ہاں موازنہ کے بعد، دل کا میلان اس طرف ہو جاتا ہے کہ غساسنہ نے دوسری صدی میلادی کے پہلے ساٹھ سالوں میں شام آکر اس کو اپنا وطن بنایا، کیونکہ غساسنہ (سد مارب کے انہدام کے بعد، منتشر ہونے کے بعد) بالکل شام نہیں آئے بلکہ بحر احمر کے مشرق میں تہامہ کی طرف چلے گئے اور وہاں پر عک بن عبداللہ بن عدنان کے جو بادشاہ تھے ان پر غالب آگئے دارقطنی نے ایسے ہی لکھا ہے [2] اور اس طرح ملوک عک بن عدنان سے جو عرب وہاں موجود تھے ان پر بھی غالب آگئے اور وہ (بنو عک بن عدنان بن عبداللہ بن ازد بن غوث بن نبت بن مالک بن کہلان) تھے) اور وہ عک کے علاقے میں زبید اور زمع کے درمیان اترے اور فریقین کے درمیان جو جنگیں ہوئیں ان میں غساسنہ کو، عک کے بادشاہ کے قتل کرنے کے بعد غلبہ حاصل ہو گیا، اُسے ثعلبہ بن عمرو مزیقی نے قتل کیا تھا [3]

غساسنہ، بلاد عدنان میں مؤرخین کی باتوں سے معلوم ہوتا

---

[1] دیکھیے تاریخ العرب قبل الاسلام از جرجی زیدان۔

[2] دیکھیے تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صـ ۵۸۱

[3] تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صـ ۵۸۱

19918

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ شام میں آباد ہونے سے قبل (اور مارب سے کوچ کرنے کے بعد) غساسنہ کا عسکری وجود اور معد بن عدنان کے علاقے میں جنگوں کے بعد ان کا بسنا ثابت ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ غساسنہ نے (شام آنے سے قبل) عدنانیوں کے ساتھ ایسے ہی جنگ کی جیسے انہوں نے تہامہ میں اپنے قحطانی عم زادوں بنی عک بن عدنان سے کی تھی، مرجح قول یہ ہے کہ پہلی میلادی صدی کے اوائل میں جب انہوں نے مارب کو چھوڑا اس پر ایک سو پچاس برس گذر جانے کے بعد انہوں نے شام کو اپنا وطن بنایا ہے۔

ابن خلدون نے مسعودی سے نقل کیا ہے کہ غساسنہ ۔۔۔ مارب سے کوچ کرنے کے بعد ۔۔۔ اشعریوں کے علاقے کے درمیان اور عک میں پانی پر اُترے۔ جسے (غسان) کہا جاتا تھا جو دو وادیوں (زبید اور زمع) کے درمیان واقع تھا انہوں نے یہ پانی پی کر اس کا نام غسان رکھ دیا اور ان کے اور معد کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں یہاں تک کہ معد کو ان پر فتح حاصل ہوگئی اور انہوں نے ان کو الشراۃ کی طرف نکال دیا جو شام میں ازد کا پہاڑ ہے[1]

غساسنہ شام میں کس طرح آئے

جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ شام میں غساسنہ کی آمد کی تاریخ کی دقیق حد بندی کا کوئی ذکر موجود نہیں کیونکہ مؤرخین نے اس عرب قوم کی تاریخ کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس میں بہت سا اختلاف اور کچھ تناقض بھی پایا جاتا ہے، ہاں اتنی

---

[1] تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۵۸۱-۵۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت واحدہ پر ان میں قطعاً اختلاف موجود نہیں کہ غساسنہ نے صدیوں سے شام کو وطن بنایا ہوا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آیا اور ان کے کئی بادشاہ میلاد کے بعد اور اسلام سے سینکڑوں سال قبل، شام پر قابض رہے۔

اور یہ ایک متفقہ بات ہے جس میں اسلامی اور مغربی فرنگی مورخین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا، اگرچہ فریقین کے درمیان، شاہانِ غساسنہ کی تعداد اور شام میں ان کے بادشاہ رہنے کے سالوں کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے، حمزہ اصفہانی کے نزدیک ان کے بادشاہوں کی تعداد تیتیس ۳۲ ہے اور ان کی حکومت کی مدت چھ سو سال ہے[1] اور جرمن مؤرخ (NOELDEKE) کے نزدیک ان کے بادشاہوں کی تعداد دس سے زیادہ نہیں ہے جنہوں نے شام پر دو سو سال سے بھی کم عرصہ حکومت کی ہے[2]

اور ابو الفداء کے نزدیک ایک دوسرے نقطہ نظر سے ان کی حکومت چار سو سال سے زیادہ نہیں رہی اور مسعودی مُروجُ الذہب میں کہتا ہے کہ ان کے بادشاہ دس سے زیادہ نہیں ہیں، یہ جرمن استاد نولڈیکے سے متفق ہے اور ابن قتیبہ کے نزدیک وہ گیارہ بادشاہ ہیں اور جرجانی فقط نو بادشاہ بیان کرتا ہے۔

یہ تمام اختلاف، اصل حقیقت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ غساسنہ اسلام سے طویل عرصہ قبل شام کے بادشاہ تھے اور مورخین اس اختلاف میں معذور ہیں کیونکہ قبل از اسلام تاریخ کے مصادر غیر ملکی ہیں جیسے ایرانی،

---

[1] تاریخ سنی ملوک الارض والانبیاء ص۹۹

[2] دیکھیے العرب قبل الاسلام از جرجی زیدان ص۲۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رومی، اسرائیلی اور سریانی، اس لیے مؤرخین اسلام سے پہلے کے واقعات کو اس باریک بینی سے نہیں لکھ سکے جس باریک بینی سے انہوں نے اسلام کے بعد کے حالات لکھے ہیں، کیونکہ مسلمانوں نے صحیح واقعات کے حاصل کرنے کا بڑا دقیق طریق اختیار کیا ہے اور وہ سند اور روایت کا طریق ہے جس پر مؤرخین کے ائمہ جیسے ابن اسحٰق، واقدی، طبری اور ابن سعد اعتماد کرتے ہیں وہ واقعات کو صرف اسی صورت میں قبول کرتے ہیں جب وہ ان کے معتمد علیہ طریق کے مطابق ہوں۔

اب رہی یہ بات کہ غسانسہ شام میں کس طرح آئے، ان کے حالات پر اعتماد کرتے ہوئے مرجح قول یہ ہے کہ وہ شام میں منظم فاتح فوجوں کی طرح لڑتے ہوئے نہیں آئے بلکہ ان کی آمد (صحیح ترین قول کے مطابق) شروع شروع میں دوسری صدی میلادی میں خانہ بدوشوں کی طرح ہوئی ہے پہلے پہل ان کے قبیلوں نے شام کے جنوبی علاقوں اور جزیرہ عرب کی سرحد سے ملحقہ علاقوں کو جنہیں مشارفِ شام کہتے ہیں، وطن بنایا اور صحرا میں فروکش ہو گئے۔

غسان کا حمیر کے قضاعی بادشاہوں کا مطیع ہونا

جب غسانسہ شام آئے

(جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ وہ کہلان بن سبا میں سے تھے) تو عملاً اس کے بلند مقامات پر ان کے قحطانی بھائیوں تنوخ اور ضجاعم کا تسلط تھا جو غسانسہ کے عمزادوں (حمیر بن سبا) کی اولاد تھے اور حکومت میں حتیٰ کہ یمن میں بھی ان کے روایتی مدمقابل تھے۔

غسانسہ ـــــ شاہانِ مآرب کی طرف انتساب کی وجہ سے، اور جیسا کہ مؤرخین نے انہیں شاہی خاندان کا نام دیا ہے جب شام کے جنوبی مشارف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ٹھہرے تو بلاشبہ وہ ایک ممتاز جنگی قوت تھے انہوں نے کوشش کی کہ وہ (ہتھیاروں کی قوت سے) اپنے عم زاد حمیریوں کے ہاتھوں سے جنہوں نے ان سے جزیے کا مطالبہ کیا تھا حکومت چھین لیں پس ان کے عم زاد قضاعیوں نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کے درمیان رومیوں کی کسی مداخلت کے بغیر جو حقیقت میں اس وقت بازنطینی تاج سے مرتبط تھے کیونکہ رومی غساسنہ اور قضاعیوں کی جنگ کے دوران ایرانیوں سے جنگ کرنے میں مشغول تھے) جنگ چھڑ گئی پھر آل اذنیہ نے جو اہل تدمر میں سے تھے ان سے جنگ کی۔

اور قضاعی، غساسنہ کے شاہی خاندان سے بلند نظری، شجاعت اور جنگی طاقت کے لحاظ سے کم نہ تھے وہ بھی انہی کی طرح ممتاز جنگجو قوم تھے، کیا وہ بھی اسی طرح شاہان حمیر کی نسل سے نہ تھے؟ وہ غساسنہ سے قبل، جزیرہ عرب کے جنوب (یمن) سے کوچ کر گئے اور اسلحہ کے زور پر مشارف شام پر غالب آ گئے۔

لہٰذا قضاعیوں نے اپنے عم زاد غساسنہ کا مقابلہ کیا اور انہیں اس حد تک مغلوب کر لیا کہ ان پر جزیہ عائد کر دیا کہ وہ ان کے مطیع ہونے کی دلیل میں انہیں جزیہ دیا کریں۔

اور جب غسان پر مصائب ٹوٹ پڑے تو انہوں نے قضاعہ کو مشارف شام میں[1] صغار میں ٹھہرایا اور مسلسل لمبے زمانے تک انہیں جزیہ دیتے رہے، جب غسان کے ایک دلیر، جانباز (جذع بن عمرو بن مجالد) نے قضاعیوں کے سردار سبطہ بن منذر بن داؤد کو جو ضجاعم میں سے تھا قتل کر دیا تو دوبارہ

لہ تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۵۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از سر نو ان میں جنگ چھڑ گئی، اس دفعہ غساسنہ نے قضاعیوں پر غلبہ پا کر ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور مشارف شام[1] کا جو علاقہ ان کے ماتحت تھا اس پر قبضہ کر لیا اور یہ (جیسا کہ معلوم ہوتا ہے) تیسری صدی میلادی کے آخر کا واقعہ ہے۔

غساسنہ اور رومی ممکن ہے شام، قبل از میلاد پہلی صدی میں رومی سلطنت کی حدود میں شامل ہو گیا ہو مگر رومی — اس زمانے سے — اور شامی عرب ان کے لیے پریشانی کا باعث بنتے رہے خصوصاً اہل بطراء کے انباط، ان انباط کو میلاد سے چار صدیاں قبل شام پر مطلق حکومت حاصل تھی اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اس زمانے میں اسکندر مقدونی کو شکست دے کر اس کی فوج کو جو چار ہزار جانبازوں پر مشتمل تھی، مکمل طور پر تباہ کر دیا اور اس میں سے سوائے سالار انطیفولس اور پچاس سواروں کے اور کوئی آدمی نہ بچ سکا تھا۔

(انباط عرب رجب سے انہوں نے اسکندر کی فوجوں کو دھتکارا تھا) میلاد سے چار سو سال قبل شام کے حکمران تھے یہاں تک کہ ان کی حکومت سوریا کے تمام حصوں اور مصر کے ایک حصے اور جزیرہ عرب کے شمالی حصوں پر حاوی تھی، اور جب سے مشرف پر قبضے کی حرص کا آغاز ہوا، میلاد سے قبل اباطرہ روم کے دلوں میں خلجان تھا یہ اباطرہ، انباط عربوں کو مغلوب کرنے اور ان سے شام کو چھیننے کی کوشش کرتے تھے پس انہوں نے ان پر کئی حملے کیے مگر سب میں شکست اور ناکامی ان کے حصے میں آئی پس مجبوراً رومیوں نے

---

[1] تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۵۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انباط عربوں سے صلح کی یہاں تک کہ ان کی وہ ممتاز جنگی رُوح کمزور پڑ گئی جس کا منبع بدوی قبائلی سختی تھی جسے آرام و آسائش کے میلان نے ان کے دلوں سے نکال دیا تھا، رومیوں نے اس کمزوری سے فائدہ اُٹھایا اور ۱۰۶ء میں انباط کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

باوجودیکہ رومیوں نے انباط عربوں کی مملکت کا خاتمہ کر دیا تھا اور باوجودیکہ دوسری صدی کے اوائل سے تیسری صدی میلادی کے آخر تک رومی شام میں استقرار نسبی سے شادکام تھے پھر بھی وہ ان پریشانیوں کا نشانہ بنتے رہے جو شامی عربوں کے صحرائی لوگ ان کے لیے پیدا کرتے رہے وہ ان کے قافلوں کے راستوں پر اور شام کے صوبائی دارالخلافوں سے دُور دراز علاقوں پر اچانک غارت گری کرتے اور پھر صحراؤں اور پہاڑوں کے اندر چلے جاتے اور رومی ان پر قابو نہ پا سکتے اور شاید غساسنہ کی آمد سے قبل، اس عرب قوم نے رومیوں پر شام میں جو سب سے بڑی پریشانی یا مصیبت نازل کی وہ، وہ تھی جو انہیں بقایا عمالقہ سے پہنچی جو آل اذنیہ کے اس خاندان سے تھے جو سمیدع عملیقی کی پشت سے تعلق رکھتے تھے، خصوصاً تیسری صدی میلادی کے آخری ساٹھ سالوں اور پہلے ستر سالوں میں جب ملکہ الزباء نے شام سے رومی وجود کی تمام شکلوں کا خاتمہ کر دیا اور وہ روم پر قبضہ کرنے کے ارادے سے اپنی فوجوں کے ساتھ باسفورس کو عبور کر گئی مگر قضا و قدر نے رومیوں کو بچا لیا کہ ان کی حکومت کو ایک دانش مند شہنشاہ اورلیانوس نے سنبھال لیا پس اس نے شام میں رومیوں کی کھوئی ہوئی حکومت کو دوبارہ بحال کر دیا اور آل اذنیہ کی حکومت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غساسنہ کے ہاتھوں میں جو کچھ بھی تھا رومیوں کا اُسے اُس کے پاس رہنے دینا

مرجح قول یہ ہے کہ غساسنہ شام میں آئے اور اُنھوں نے جنوب میں رہنے والے اپنے عم زاد قضاعیوں سے حکومت چھین لی، اس وقت رومی شہنشاہیت سوریا میں، شام پر دوبارہ رومی حکومت قائم کرنے کے لیے آل اذنیہ کے بادشاہوں سے برسرِپیکار تھی، یہ واقعہ اذنیہ اکبر کے عہد ۲۶۸ء کا ہے اس وقت سے غساسنہ، شام کے محدود علاقوں کے حکمران بن گئے جن کی ولایت کی تکمیل رومی اباطرہ سے ہوتی تھی مگر وہ اپنی مشیخات میں تقریباً آزاد تھے جن پر مورخین نے تجاوز کرتے ہوئے ممالک کے نام کا اطلاق کیا ہے۔

شام میں شاہان غساسنہ کی مدّت حکومت اور تعداد

ان کے بادشاہوں کی تعداد اور مدت کے متعلق جس میں وہ یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے بہت اختلاف پایا جاتا ہے، جیسا کہ قبل از اسلام کے واقعات میں ہوتا ہے، مورخین میں سے (جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے) بعض کہتے ہیں کہ وہ بتیس بادشاہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دس تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نو تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ گیارہ تھے۔

میں نے دو مورخین کے سوا، کسی مورخ کو ان کی مدت حکومت محفوظ کرتے نہیں دیکھا، اور وہ دونوں مورخ باریک بینی اور تلاش میں بڑی جدّوجہد کرتے ہیں ان میں سے ایک حمزہ اصفہانی ہے جو قدیم ترین مسلمان محقق مورخین میں سے ہے اس نے اپنی کتاب (تاریخ سنی ملوک الارض والانبیاء) میں بیان کیا ہے کہ شام میں غسانی بادشاہوں کی تعداد ۳۲ اور ان کی مدت حکومت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھ سو سال ہے[1] اور دُوسرا جرمن محقق نولڈیکے ہے جس نے عربوں کی تاریخ قبل از اسلام کی چھان بین میں بڑی طاقت صرف کی ہے ، نولڈیکے بیان کرتا ہے کہ غسانی بادشاہوں کی تعداد صرف دس ہے اور شام میں ان کی مدت حکومت صرف چار سو سال ہے[2]

حمزہ کا یہ بیان کہ شام میں شاہان غساسنہ کی تعداد ۳۲ تھی یہ کوئی مستعبد امر نہیں کیونکہ مورّخین نے جو بادشاہ کا لفظ استعمال کیا ہے وہ صرف تجاوزاً ہے ، ان معنوں میں نہیں کہ سارے شام میں ہر زمانے میں ایک ہی عرب بادشاہ تاجدار رہا ہے اس سے فقط امیر مراد ہے کیونکہ غساسنہ جب سے شام آئے تھے وہ رومی اباطرہ کا حکم بجا لاتے تھے اور شامی علاقوں میں ان کے نام سے حکومت کرتے تھے اور ممکن نہیں کہ رومی بادشاہ اپنے ماتحت کو یہ اجازت دیں کہ وہ ان کے نام سے حکومت کرے اور اپنا نام بادشاہ رکھ لے ، پس غسانی حکمران ، شام میں اپنے سارے عہد میں واقعتہً امراء تھے اور بازنطینی تاج سے وابستہ تھے ، اور مورّخین نے تجاوزاً ان پر بادشاہ کا لفظ اطلاق کیا ہے اس صورت میں جائز ہے کہ رومی (ایک ہی وقت میں) غساسنہ میں سے متعدد افراد کو شام کے متعدد صوبوں پہ مقرر کر دیں ۔ پس ہو سکتا ہے کہ غساسنہ کا معاملہ بڑھنے اور رومیوں کے ان کے محتاج ہونے سے قبل ایک ہی وقت میں ان میں سے کئی امراء ہوں جیسا کہ چھٹی صدی میلادی کے اوائل میں ہوا جب حیرہ مناذرہ کے

---

[1] تاریخ سنی ملوک الارض والانبیاء صـ۹۹

[2] NOELDEKE ۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربوں کی مدد سے ایرانی، رومیوں پر غالب آ گئے پس انہوں نے ان کو مغلوب کر لیا اور قریب تھا کہ وہ قیصر (جوستنیان) کے زمانے میں جو کسریٰ انوشیروان کا معاصر تھا جس نے ایرانی فاتح فوج کی خود قیادت کی تھی، قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیتے۔

پس چھٹی صدی میلادی کے اوائل میں رومی، غساسنہ کے حد درجہ محتاج ہو گئے پس انہوں نے ان کو ایک رئیس حارث بن جبلہ (جو غسانی جوانوں میں علی الاطلاق سب سے شجاع اور بیدار مغز تھا) کی قیادت میں ایک یونٹ بنا دیا، جو رومیوں کی تاریخ میں بہت شہرت یافتہ آدمی تھا کیونکہ اس نے ۵۱۶ء میں غساسنہ کی قیادت کی اور رومیوں کو جنگ میں، ایرانیوں کے خلاف مدد دی یہاں تک کہ جنگ میں رومیوں کی جانب اس کا شامل ہونا ان اہم اسباب میں سے ایک سبب بن گیا جنہوں نے ان کو ایرانیوں پہ فتح پانے اور ان تمام علاقوں کو بازیاب کرنے کے قابل بنا دیا جنہیں انہوں نے شام اور ایشیائے کوچک میں رومی مقبوضات سے چھین لیا تھا، اور حارث بن جبلہ، رومی سالار بلیسزاریوس کا دایاں بازو تھا جس نے ایرانیوں سے جنگ کی ذمہ داری سنبھالی تھی پس غساسنہ نے اس کی قیادت میں بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ رومی فوج ایرانی مملکت کی حدود سے گذر گئی پس وہ دو دریاؤں کے درمیانی علاقے میں اتر گیا اور شاہ حارث نے بازنطینی حکومت کی جو سب سے بڑی خدمت کی وہ منذر بن ماء السماء کی فوج کو تباہ کرنا اور اس بادشاہ کو قتل کرنا تھا جو تاریخ کے مشہور معرکے ہیں، جسے مؤرخین (یوم ذات الخیار یا عین اباغ) کہتے ہیں ایرانی فوج کا دایاں بازو اور نیزے کا سرا تھا۔[1]

---

[1] دیکھیے الکامل ابن الاثیر جلد ۱ صفحہ ۲۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمدم بر سرِ مطلب جب ہم شام میں کسی گروہ، خاندان یا مشیخت کی امارت سنبھالنے والے غسانی پہ بادشاہ کا لفظ بولتے ہیں جیسا کہ اسلام سے قبل کی تاریخ میں مورخین کی عادت ہے تو یہ کوئی مستبعد امر نہیں کہ شاہانِ غساسنہ کی تعداد ۳۲ تک پہنچ گئی ہو اس صورت میں محقق حمزہ اصفہانی کے اس نظریہ پہ کوئی شک نہیں رہتا جسے اس نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کیونکہ اس محقق نے بڑی کوشش کی ہے اور ان بادشاہوں کے نام بھی لکھے ہیں اور انہیں تاریخ کی بنیادی کتب سے جوں کا توں نقل کر دیا ہے مگر تحقیق و موازنہ کے بعد، دل کا میلان اور مرجح بات جو صحت کے زیادہ قریب ہے یہ ہے کہ شام میں شاہانِ غساسنہ کی مدت حکومت صرف چار سو سال ہے یہ بات جرمن محقق نولڈیکے نے کہی ہے نہ کہ چھ سو سال جیسا کہ علامہ حمزہ اصفہانی نے بیان کیا ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ظن غالب یہی ہے کہ شام میں غساسنہ کی حکومت کی ابتدا امراء اور ملوک کی طرح تدمر میں باقیماندہ عمالقہ کی حکومت کے زوال کے بعد ہوئی جو آلِ اذنیہ میں سے تھے اور یہ واقعہ ۲۷۵ - ۲۸۰ میلاد کا ہے۔

اور جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کی حکومت کی ابتدا (اور یہی صحیح ہے) تقریباً ۲۴۸ سنہ م میں شام میں ان کے پہلے بادشاہ کے حکومت سنبھالنے پہ ہوئی جیسا کہ اسلامی مورخین کی کتب میں بیان ہوا ہے۔ جس کا نام جفنہ بن عمرو تھا پس رومی اور یونانی مورخین اس امر پہ متفق ہیں کہ شام میں رومیوں کی جانب سے آخری حکمران جبلہ بن ایہم غسانی تھا جو حلقہ بگوش اسلام ہو کر پھر حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں مرتد ہو گیا تھا جس کی فوجیں دمشق اور شام کے تمام علاقوں پہ قابض ہو گئی تھیں، یہ واقعہ تقریباً ۱۸ سنہ ہجری کا ہے جو قطعی طور پہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۴۹ء م کے مطابق ہے[1] اس لحاظ سے قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ غساسنہ کی حکمرانی شام پر اس وقت سے ہے جب وہ اس کے مشارف میں فروکش ہوئے تھے اور یہ چار سو سال سے زیادہ عرصہ نہیں ہے اور اسی بات کی تصدیق مورخ ابو الفداء نے کی ہے[2]

غساسنہ کی عسکری اور سیاسی تاریخ

اگرچہ غساسنہ سینکڑوں سال تک شام میں بادشاہ رہے اور ان کے بادشاہوں کی بہت بڑی تعداد یکے بعد دیگرے تخت حکومت پر براجمان ہوئی لیکن پھر بھی ان کی سیاسی تاریخ یہ ہے کہ وہ اپنی حکومت کے آغاز سے لے کر اس کے انجام تک رومی اباطرہ کے ماتحت رہے اور انہی کے احکام بجالاتے رہے اور شامی علاقوں میں انہی کے نام پر حکومت کرتے رہے اور داخلی آزادی کے باوجود ان کے خزانوں کے لیے ٹیکس جمع کرتے رہے حالانکہ بلاشبہ وہ اپنے قبائل کے داخلی امور میں مطلق آزاد تھے۔

پس ہمارے علم میں (ہمیں جن اسلامی یا غیر اسلامی مصادر کا پتہ چلا ہے) یہ بات نہیں آئی کہ کسی غسانی بادشاہ نے رومی اباطرہ کے اقتدار کو للکارنے کی کوشش کی ہو مثلاً اس نے شام سے کلی طور پر رومی وجود کے خاتمہ کی کوشش کی ہو اور اس کے معاملات کو اپنے لیے مخصوص کر لیا ہو اور الگ ہو گیا ہو یا خود اپنے مطلق العنان بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا ہو جیسا کہ

---

[1] دیکھیے تاریخ اسلامی کی اٹلس از ہاری وھازارد ص۴۴

[2] تاریخ ابو الفداء جلد ۱ ص۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدمر کے ان عربوں نے کیا جنھوں نے رومیوں سے جنگ کی تھی اور انہیں شام سے باہر نکال دیا تھا حالانکہ وہ ان سے وابستہ تھے اور ان کے ماتحت تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ان میں سے کوئی بات نہیں ہوئی حالانکہ غساسنہ خوف ناک بشری قوت کے حامل تھے اور اعلیٰ درجہ کی جنگی قابلیت رکھتے تھے اور ان کی مسلح افواج علاقے کی بہترین افواج میں شمار ہوتی تھیں اور مختلف زمانوں میں ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی تھی۔

اس کے باوجود انہوں نے قسطنطنیہ سے کامل دوستی رکھی خصوصاً پانچویں صدی میلادی کے آخر سے، حالانکہ شام میں ان کے بادشاہوں اور بعض رومی سالاروں کے درمیان بدسلوکی بھی ہوئی لیکن کسی زمانے میں بھی غساسنہ کی جانب سے یہ تمرد اور علیحدگی کے اعلان تک نہ پہنچی۔

رومی اپنی جانب سے غساسنہ کے ساتھ محبت رکھتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے ہمارے علم کے مطابق رومی اباطرہ میں کسی نے بھی کسی غسانی بادشاہ کو قید، سزا یا قتل کی تکلیف نہیں دی جیسا کہ ایرانی اکاسرہ نے عرب مناذرہ کے ساتھ حیرہ عراق میں کیا تھا۔

تاریخ غساسنہ کے متعلق معلومات کی کمی

اگرچہ غساسنہ شام میں چار صدیوں تک حکمران رہے اور انہیں بڑی عظمت حاصل رہی پھر بھی یہ ایک افسوس ناک بات ہے کہ ان کی سیاسی اور عسکری تاریخ کے متعلق معلومات میں بہت حد تک کمی پائی جاتی ہے، ان کے برعکس ان کے لخمی مخالفین جو ایرانی اکاسرہ سے وابستہ تھے، کی سیاسی، عسکری اور تہذیبی تاریخ کی معلومات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی واضح اور مفصل ہیں حالانکہ حیرہ میں لخمیوں کی مدت حکومت غساسنہ کی نسبت بہت کم ہے اور ان کی حکومت کا علاقہ بھی غساسنہ کی حکومت سے بہت چھوٹا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ غساسنہ کی معلومات کی کمی اور لخمیوں اور مناذرہ کی تاریخی معلومات کی زیادتی کا باعث یہ ہے کہ لخمیوں کی تاریخ فارسی زبان میں مدون تھی اور حیرہ کے خزائن اور نصرانی کلیساؤں میں خود لخمیوں کے جو اشعار ملے ہیں ان میں اس تاریخ کا بہت سا حصہ پایا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مورخین نے حیرہ کے ۲۲ بادشاہوں کے سوانح حیات کا ترجمہ کر دیا ہے اور وہ ان کے بہت سے سیاسی، عسکری، تہذیبی کاموں اور ان کی سوشل زندگی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے برعکس تمام غسانی بادشاہوں نے جن کی تعداد ۳۲ تھی اپنے عوام سمیت عیسائی دین اختیار کر لیا تھا ان سب کے سیاسی، عسکری اور تہذیبی واقعات میں سے مختلف تاریخی واقعات میں سے مختلف تاریخی مصادر میں کوئی قابل ذکر بات نہیں لکھی گئی صرف حارث بن جبلہ ایسا شخص ہے جس کے مختلف شعبوں کی بھرپور تاریخ موجود ہے جسے عرب مورخین حارث اعرج ابن ابی شمر کہتے ہیں جس کی ماں ماریہ ان دو بالیوں والی تھی جن کا ذکر مشہور شاعر حسان کے اشعار میں آیا ہے یہ بادشاہ، غسانی بادشاہوں میں سب سے بڑی شان کا حامل تھا اور یہی وہ شخص ہے جو ایک لاکھ غسانی جانبازوں کے ساتھ اتنی ہی تعداد کے عرب مناذرہ سے جا ٹکرایا تھا اور ان کو بری طرح شکست دی تھی اور ان کے بادشاہ منذر بن ماء السماء کو قتل کر دیا تھا[1]

---

[1] تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۵۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس اس کی شان و شوکت میں اضافہ ہوگیا یہاں تک کہ قسطنطنیہ کے اباطرہ اس سے ڈرنے لگے اور اس سے دوستی کرنے لگے اور اسے بلند القاب دینے لگے [۱] اور اس کی اولاد شام کی حکومت کی وارث ہونے لگی یہاں تک کہ اسلام آگیا اور اس کی فوجیں شام اور ایشیائے کوچک (آج کل کا ایشیائی ترکستان) کے رومی شہنشاہیت کے مقبوضات پر قابض ہوگئیں اور اس کی اولاد میں سے آخری بادشاہ جبلہ بن ایہم تھا۔

غسان اور اسلام

جب اللہ تعالیٰ اسلام کو لایا تو اس وقت جب مسلمانوں اور رومی شہنشاہیت کی فوجوں کے درمیان مسلح جنگ ہوئی غساسنہ اور ان کے امراء رومیوں کی جانب تھے، یہ غساسنہ ہر اس رومی فوج میں جو مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہوتی تھی نیزے کا سرا ہوتے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ غساسنہ رومیوں سے بہت اخلاص رکھتے تھے اور ان مناذرہ سے بھی عداوتِ اسلام میں زیادہ سخت تھے جو ایرانی اکاسرہ کے ماتحت تھے ہم عنقریب اس کتاب میں بیان کریں گے کہ معرکہ موتہ میں رومیوں کی جانب سے غساسنہ کسی تندی اور عناد کے ساتھ قضاعی مسلمانوں سے لڑے تھے اور کس طرح اس معرکہ میں حصہ لینے والے رومی فوج کے ہراول دستے کی قیادت امیر شرجیل بن عمرو غسانی کر رہا تھا جس کا بھائی سدوس، رومیوں کی جانب سے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونے والا پہلا آدمی تھا [۲]

---

[۱] دیکھیے العرب قبل الاسلام از جرجی زیدان ص۱۱۴

[۲] تاریخ غساسنہ کی وسیع تفصیل ہماری کتاب العرب فی الشام قبل الاسلام میں دیکھیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

خیبر اور موتہ کے معرکوں کے درمیان ہونیوالے سیاسی اور عسکری واقعات کا اختصار

- پانچ فوجی دستے
- عمرۃ القضاء
- اس عمرہ میں مسلمانوں کے حالات سے قریشی معاشرہ کا متاثر ہونا۔
- خالد بن ولید اور عمرو بن العاص کا اسلام قبول کرنا۔
- شرق اوسط کے بادشاہوں اور امراء سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رابطہ کرنا۔

حجاز کے علاقے اور نجد کی اطراف میں ہوازن کے قبائل کو سب سے زبردست طاقت خیال کیا جاتا تھا کیونکہ وہ ایک لاکھ فوج اکٹھی کر سکتے تھے۔ ہجرت کے چھٹے سال جب مسلمانوں کو خیبر میں زبردست فتح حاصل ہوئی جس سے تمام جزیرہ عرب میں ذخیل یہودی وجود کا خاتمہ ہوگیا تو (قریش کے بعد) عرب میں قبائل ہوازن کے سوا اور کوئی طاقت باقی نہ رہی تھی جس سے مسلمان خوف کھاتے کیونکہ ابھی تک انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ ہمہ گیر مسلح جنگ کا تجربہ نہیں کیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر بقیہ بُت پرست عرب قبائل کی طاقت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ پھوڑ دیا تھا، نیز آپ نے اپنی کامیاب عسکری کارروائیوں سے مسلمانوں سے متعرض ہونے والی تمام سوچوں کو مفلوج کر دیا تھا، خصوصًا ان نجدی قبائل کو، جن سے مسلمان جزیرہ عرب کے تمام قبائل سے زیادہ خوف کھاتے تھے، کیونکہ یہ قبائل سب سے بڑے اور زیادہ تعداد والے عرب قبائل میں شمار ہوتے تھے نیز اس لیے بھی کہ یہ مدینہ کے بُت پرستوں کے زیادہ قریب تھے جو اسلام کا پہلا پایہ تخت تھا اور بسا اوقات اُسے جنگ کی دھمکیاں بھی ملتی تھیں جن کا وقوع ان زبردست نجدی جنگی قبائل سے نزدیک ہی تھا۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دشمن قبائل کے ناخن قلم کرکے انہیں دفاعی موقف پر مجبور کر دیا حالانکہ اس سے پہلے یہ حملہ کرنے کے مرتقب میں تھے، انھوں نے مدینہ پر غارت گری کرنے اور اس پر قبضہ کرنے اور خونریزی سے اسلامی وجود کے خاتمہ کی تمنا کی تھی ——— حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبائل سے یہ سلوک ان حفاظتی حملوں کے سلسلہ میں کیا جو آپ کی فوج کے یونٹ تسلسل کے ساتھ حتیٰ کہ معرکہ خیبر میں یہودیوں پر فتح پانے کے بعد بھی ان قبائل پر کرتے رہے تھے۔

خیبر کی فتح کے بعد فوجی دستے

جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے بُت پرست اعراب کے خلاف سات تادیبی دستے بھیجے، جن میں سے چار نجدی قبائل اور تین قبائل حجاز کے خلاف بھیجے گئے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱)

سریہ تُربہ[1] ۔ شعبان ۷ھ

یہ ایک جنگی گشتی پارٹی تھی جسے حضرت عمر بن الخطاب دیارِ ہوازن[2] تک لے گئے، ان دنوں تربہ اس کی منازل میں شمار ہوتی تھی، یہ گشتی پارٹی تیس

---

[1] پہلے حرف کے ضمہ اور دوسرے کی فتحہ کے ساتھ، صحیح الاخبار میں ہے کہ یہ ایک عظیم وادی ہے جو مغرب سے، مشرق کی طرف ڈھلتی آتی ہے اور اس میں قبائل زہران کی بستیاں اور کھیتیاں ہیں پھر یہ عظیم وادی مشرق کی طرف آتی ہے پھر تُربہ سے گزرتی ہے جو اس نام سے مشہور ہے پھر اسے دو نصف حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے پس اس کا جو حِصّہ شمال میں چھوٹتی ہے وہ بنی محمد کا ہے جو بقوم کا ایک بطن ہیں اور اس کا دایاں حِصّہ وازع کا ہے یہ بھی بقوم کا ایک بطن ہیں پھر یہ مشرق کی طرف جاتی ہے اور غریف سے گزرتی ہے پھر خرمہ کی طرف چلی جاتی ہے اور وہاں سے گزر کر عرق سبیع کے قریب پہنچ جاتی ہے لیکن اس وادی کے اُوپر کے حصّہ پر تُربہ کا لفظ بولتے ہیں جو غریف پہنچنے پر ختم ہو جاتا ہے، آجکل یہ تُربہ طائف کے مضافات میں شمار ہوتی ہے، اسی جگہ پر سعودیوں اور ان اشراف کے درمیان فیصلہ کن تاریخی معرکہ ہوا تھا جس کے بعد حجاز میں اشراف کو حکومت مل گئی تھی۔

[2] ہوازن (ھا کی فتح اور "ز" کی زیر کے ساتھ) عدنانیوں کا ایک عظیم قبیلہ ہے، معجم قبائل العرب میں ہے کہ بنو ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سواروں پر مشتمل تھی جس کا مقصد معلومات حاصل کرنا اور دشمن قبائل کی حرکات کا جائزہ لینا تھا یہ گشتی پارٹی ہوازن کے پچھلے حصے کی طرف بھیجی گئی تھی، اور وہ بنو نصر بن معاویہ اور بنو جشم[1] بن بکر تھے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۰۸)

بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، ہوازن بہت سے بڑے بڑے قبائل میں متفرع ہو جاتا ہے جنہیں تین جسم اکٹھا کرتے ہیں جو سب کے سب بکر بن ہوازن کے ہیں اور وہ بنو سعد بن بکر، بنو معاویہ بن بکر اور بنو منبہ بن بکر ہیں اور انہیں کی طرف ثقیف منسوب ہوتا ہے اور وہ ان کا جدّ ہے، ہوازن کی منازل نجد سے حجاز کے وسط اور یمن کی سرحدوں تک پھیلی ہوئی ہیں اور ان کی وادیوں میں سے وہ وادی حنین بھی ہے جو مکہ سے ۲۵ کیلو میٹر سے زیادہ نہیں اسی مقام پہ عہد نبوی میں ہوازن اور مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن تاریخی معرکہ ہوا تھا جس کی طرف قرآن کریم نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے کہ "ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم الآیۃ" ہوازن نے جاہلیت میں قریش کے خلاف جنگ فجار میں بھی حصّہ لیا تھا اور عکاظ کی مشہور منڈی بھی دیار ہوازن میں واقع ہے۔

[1] جشم (پہلے حرف کے ضمہ اور دوسرے کی فتحہ کے ساتھ) ہوازن کا ایک قبیلہ ہے اور وہ بنو جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن ہیں جن کی منازل سروات میں ہیں، معجم قبائل العرب میں ہے کہ یہ علاقہ تہامہ اور نجد کو جدا کرتا ہے اور یمن سے شام تک متصل ہے اور جشم کا نام بہت سے عدنانی قبائل پہ بولا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن سعد طبقات الکبریٰ میں بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ساتویں سال شعبان میں حضرت عمر بن الخطاب کا سریہ، تربہ کی طرف بھیجا گیا، مورخین بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کو تیس آدمیوں کے ساتھ ہوازن کے پچھلے حصے تربہ کی طرف بھیجا جو مکہ سے چار راتوں کے فاصلہ پر عبلات کی جانب صنعا اور نجران کے راستے پر واقع ہے اور آپ کے ساتھ بنی ہلال[1] کا ایک راہنما بھی تھا آپ رات کو چلتے اور دن کو روپوش ہو جاتے تھے، باوجودیکہ اس چھوٹی سی گشتی پارٹی نے مدینہ اور تربہ کے درمیان جو مسافت طے کی وہ تین سو میل سے کم نہ تھی اور باوجودیکہ ہوازن اس گشتی پارٹی سے بہت زیادہ تھے پھر بھی وہ صرف اس بات کا علم ہونے پر کہ عمر بن الخطاب ان کے قریب آ گئے ہیں بھاگ اُٹھے۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ ہوازن کو خبر ملی اور وہ بھاگ اُٹھے اور حضرت عمرؓ ان کے گھروں میں آئے مگر وہاں کسی کو نہ پایا معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اس گشتی پارٹی کی قیادت عطا فرمائی تو آپ کو حکم دیا کہ تربہ کی حدود کو پار نہ کریں اس کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت ابن خطاب اپنے جوانوں کے ساتھ تربہ پہنچے اور آپ کو معلوم ہوا کہ ہوازن آپ کی آمد کی وجہ سے بھاگ گئے ہیں تو آپ

---

[1] بنو ہلال، ہوازن کا بطن ہیں اور وہ بنو ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن ہیں، جاہلیت میں ان کی منازل مکہ کے اردگرد نجد و حجاز اور طائف کی زمین میں تھیں (معجم قبائل العرب جلد ۳ ص ۱۲۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر کسی جنگ کے اور بغیر ان بھاگنے والوں کے تعاقب کے جن کے علاقے کو پامال کرنے کا حکم دیا گیا تھا، واپس مدینہ آ گئے۔

مقاصد کی تکمیل

حضرت ابن خطاب کی گشتی پارٹی نے اس سرزمین میں جہاں جانا مقصود تھا اپنے مقاصد کو بڑی حد تک پورا کر لیا۔

اور اس چھوٹی سی گشتی پارٹی نے ان دُور دراز کے علاقوں کو پار کر کے جو تمام قبائل کے وسط میں سینکڑوں میلوں تک پھیلے ہوئے تھے اور بدستور اپنے شرک پر قائم ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے دشمن تھے، ثابت کر دیا کہ خیبر کے فیصلہ کن معرکہ میں یہودیوں پر فتح پانے کے بعد مسلمان، حاکمانہ موقف کے حامل ہو گئے ہیں، انہوں نے عرب کے بقیہ بُت پرست قبائل پر اپنی ہیبت ڈال دی اور مسلمانوں کی حربی قوت کا خوف اور رُعب ان قبائل کے دلوں میں چھا گیا، حتیٰ کہ وہ صرف مسلمانوں کا ذکر سُنتے ہی خوف سے رات گزارتے، وگرنہ اس کے علاوہ اور اس کی کیا تفسیر ہو سکتی ہے کہ ایک چھوٹی سی گشتی پارٹی نے جو تیس جوانوں سے زیادہ نہ تھی ان دُور دراز مسافتوں کے طے کرنے کی قوت پائی جو ایسے علاقوں میں تھیں جن کے ہزاروں باشندے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے اور ان دشمن قبائل میں سے کسی نے اس گشتی پارٹی سے اُلجھنے کی جرأت نہیں کی جو ان قبائل کے دیار میں ان سے اُلجھنے کے لیے گھس گئی تھی۔

اعراب کے مورال پر سقوطِ خیبر کا اثر

اس کی صرف یہی تفسیر کی جا سکتی ہے کہ خیبر میں یہودیوں کے ان قلعوں پر مسلمانوں کے قبضے نے — جن میں تنظیم اور اسلحے کی برتری کے لحاظ سے جزیرہ عرب کی کفر کی زبردست فوج موجود تھی — بُت پرست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربوں کے مورال پر اس حد تک زبردست اثر کیا کہ جس کے ساتھ مسلمانوں کے تیس جوانوں نے ایسی قوم کے علاقے کو پامال کرنے کی قوت پائی جن کی جنگی فوجیں لاکھوں میں شمار ہوتی تھیں (اور وہ ہوازن تھے) لیکن کوئی ان تھوڑے سے مسلمانوں کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔

عسکری انضباط اور مسلمان

جب حضرت عمرؓ بن الخطاب اپنی گشتی پارٹی کے ساتھ دیارِ ہوازن (تُربہ) سے واپس آرہے تھے تو ایک ایسا واقعہ ہوا جس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان اپنی جنگی فوجوں کے لیے زبردست دقیق عسکری انضباط کے قانون بنانے میں سب اقوام سے آگے تھے۔

جب حضرت ابن خطاب اپنی گشتی پارٹی کے جوانوں کے ساتھ واپسی پر دشمن علاقوں کے قریب پہنچے تو آپ کے ہلالی رہنما نے آپ کے سامنے تجویز پیش کی کہ آپ بُت پرست لوگوں پر غارت گری کریں۔ تاکہ آپ کو ان پر فتح حاصل ہو جائے، اس نے کہا، کیا آپ خثعم[1] کی دوسری فوج سے جنگ کریں گے؟

حضرت عمرؓ نے اس تجویز کو رد کر دیا اور فرمایا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان پر حملہ کرنے کا حکم نہیں دیا آپ نے مجھے صرف ہوازن سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے اس طرح حضرت فاروق ان قبائل سے متعرض

---

[1] بنو ہلال ۔ یعنی بنو ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن جاہلیت میں جن کی منازل مکہ کے اردگرد نجد و حجاز اور طائف کے علاقوں میں تھیں، یہ عرب کے ان مشہور قبائل میں سے تھے جو مصر اور مغرب میں آباد ہو گئے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے بغیر مدینہ واپس آگئے حالانکہ وہ بت پرست قبائل اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے یہ بات امیر ابن خطاب کی، قائدِ اعلیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اوامر کی پابندی کی ہے جن میں آپ نے اُن کی مہم کی حد بندی کر دی تھی اور وہ فقط ہوازن پر غارت گری کرنا تھا اور یہ وہ صحیح عسکری انضباط ہے جس کی طرف اسلام نے دنیا کے تمام قوانین اور نظاموں سے پہلے سبقت کی ہے۔

(۳)

فدک کی طرف دستہ۔ شعبان ۸ھ

بنو مرہ [۱]، اسلام کے دشمن نجدی قبائل میں سے تھے اور یہ قبیلہ ان زبردست نجدی فوجوں کے چاروں پلنڈوؤں میں سے ایک تھا جو احزاب کی اس مشہور جنگ میں قریش اور یہود کے ساتھ شامل ہوا تھا جسے یہودیوں نے مدینہ اور تمام جزیرہ سے مسلمانوں کی ہستی کو مٹانے کے لیے منظم کیا تھا اور غزوہ احزاب میں بنی مرہ کے بازو کا سالار حارث ابن عوف مری تھا۔

مگر اس نجدی لیڈر نے خیبر میں یہودیوں کو اس وقت مدد دینے سے انکار کر دیا تھا جب انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غطفان کی مدد طلب کی تھی بلکہ اس حارث نے غطفانی فوجوں کے سالار عینیہ بن حصن

---

[۱] مرہ کا نام بہت سے عدنانی اور قحطانی قبائل پر بولا جاتا ہے یہاں مرہ سے مراد بنو مرہ بن عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فزاری کو مشورہ دیا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کو مدد دینے کی غلطی دوبارہ نہ کرے، لیکن عینیہ نے حارث کے مشورے کو قبول نہ کیا اور یہود کی مدد کی اور وہ بُری طرح ناکام ہو کر لوٹا جیسا کہ ہماری کتاب غزوہ خیبر میں مفصل بیان ہوا ہے۔

بنو مرہ نے خیبر میں یہود کی مدد سے جو انکار کیا تو وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ اپنے سالار کی رضامندی سے ایسا کر رہے تھے کہ یہود کی مدد کرنے میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی جنگ میں کامیاب ہو جائیں گے جیسا کہ خود یہود نے یہ بات حارث بن عوف کو بتائی تھی [۱]

بنی مرہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دشمنی تھی اور آپ کو اور آپ کے دین کو کچلنے میں جو دلچسپی تھی ان دونوں باتوں پر وہ قائم رہے اور ان میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی، پس وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ باز دشمن رہے یہی وجہ ہے کہ یہ ان بُت پرست قبائل میں سر فہرست تھے جن کے متعلق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں یہودیوں پر فتح پانے کے بعد ان کو خوف زدہ کرنے اور عملاً اس بات پر رضامند کرنے کے لیے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ نزاع میں دوبارہ حملہ آور ہونے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، ان پر تادیبی حملے کرنے کا فیصلہ کیا۔

پس ماہِ رمضان میں (فتح خیبر کے پانچ ماہ بعد) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] اس حارث بن عوف مری کے متعلق مجھے تاریخی مصادر سے معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ اسلام لایا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیس جوانوں کی ایک جنگی گشتی پارٹی کا انتخاب کیا اور اس کی قیادت بشیر بن سعد انصاری کے سپرد کی اور اُسے اپنی گشتی پارٹی کے ساتھ فدک میں قبیلہ بنی مرہ کے دیار کو پامال کرنے کا مکلف کیا جو خیبر سے چند میلوں پر واقع ہے .... کہ وہ جس قدر ان کے جان و مال کو نقصان پہنچا سکتا ہے نقصان پہنچائے۔

بشیر اپنی گشتی پارٹی کے ساتھ مدینہ سے نکلا اور اس کے ساتھ چلتا چلتا فدک پہنچ گیا جو مدینہ سے ساٹھ میل سے زیادہ دُور نہیں جب بشیر بن مرہ کی منازل (فدک) میں پہنچا تو اس نے کسی لڑنے والے کو نہ پایا اس نے صرف بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کے چرواہوں کو پایا اور چرواہوں سے سوال و جواب کرنے پر اُسے معلوم ہوا کہ بنی مرہ کے جنگ باز فدک کے باہر اپنی وادی میں ہیں، پس اس نے جنگ باز دشمن کے اموال کی طرح، بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کو ہانکنے پر اکتفا کیا اور پھر انہیں واپس مدینہ لے آیا۔

بنو مرہ کا گشتی پارٹی کو تباہ کرنا

ایک واقعہ یہ ہوا کہ گشتی پارٹی کے ہاتھوں سے ایک چرواہا بھاگنے میں کامیاب ہو گیا پس اس نے نہایت سُرعت سے بھاگ کر جنگ بازوں کو بشیر بن سعد کی گشتی پارٹی کے گھروں میں گھسنے اور مویشیوں پر قبضہ کرنے کی اطلاع دی اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ بنو مرہ نجدی قبائل میں بڑے طاقتور اور متکبر تھے اور بڑے دلیر اور شجاع تھے پس جب انہیں اپنے گھروں پر غارت گری ہونے اور مویشیوں کے ہانک کر لے جانے کی اطلاع ملی تو ان کے جوانوں نے بشیر بن سعد کی گشتی پارٹی کو ملنے کے لیے سبقت کی اور عملاً وہ اس میں کامیاب ہو گئے، بنی مرہ کے ہراول شہسواروں نے بشیر بن سعد کو بھی اس کی انٹیلی جینس نے اطلاع دی کہ بنی مرہ اس کی گشتی پارٹی کا تعاقب کر رہے ہیں پس وہ اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوانوں کے ساتھ قلعہ بند ہوگیا، اور بنو مرہ کے ہراول شہسواروں نے بشیر بن سعد اور اس کی گشتی پارٹی کو فدک سے چند میلوں کے فاصلہ پہ جا لیا اور بشیر بن سعد کو بھی اس کی انٹیلی جینس نے اطلاع دی کہ بنی مرہ اس کی گشتی پارٹی کا تعاقب کر رہے ہیں پس وہ اپنے جوانوں کے ساتھ قلعہ بند ہوگیا اور بنی مرہ کے ہراول شہسواروں نے پہنچ کر جلدی سے حملہ کر دیا اور مسلمانوں نے اپنے محفوظ مقامات سے تیروں سے ان کا مقابلہ کیا، دونوں فریق ایک دوسرے پہ تیر اندازی کرتے رہے یہاں تک کہ رات ان کے درمیان حائل ہوگئی۔

بشیر اور اس کے جوان، حملہ کے روکنے میں اوّل درجہ پہ تیروں پہ بھروسہ رکھتے تھے لیکن بکثرت تیر اندازی سے گشتی پارٹی کے تیر ختم ہوگئے اور بشیر اور اس کی گشتی پارٹی نہایت تنگی کی پوزیشن میں ہوگئے اور بنی مرہ کے جنگ باز راتوں رات معرکہ کے مقام پہ پہنچ گئے یہاں تک کہ ان کی تعداد گشتی پارٹی سے جو تیس جوانوں سے زیادہ نہ تھے کئی گنا بڑھ گئی، جب صبح ہوئی تو بشیر بن سعد نے اپنی گشتی پارٹی کو بنی مرہ کے جوانوں کی خوفناک تعداد میں محصور پایا جنھوں نے تمام اطراف سے گشتی پارٹی پر حملہ کر دیا پس گشتی پارٹی کے جوان اپنی جانوں کا دفاع کرنے لگے اور مشرکین کے ساتھ سخت نقصان دہ جنگ میں اُلجھ گئے لیکن جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں، کثرت، شجاعت پہ غالب آجاتی ہے، بنو مرہ نے، گشتی پارٹی کے جوانوں پہ غالب آکر ان سب کو تباہ کر دیا، اور ان میں سے علبہ بن زید حارثی کے سوا، کوئی آدمی نہ بچا۔

گشتی پارٹی کے سالار بشیر بن سعد نے سخت جنگ کی یہاں تک کہ زخم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُسے نڈھال کر دیا اور بہت سا خون نکل جانے کے باعث مقتولین کے درمیان گر پڑا، جب مُریوں نے تلاش کے بعد اس میں کوئی حرکت نہ پائی تو اُنہوں نے خیال کیا کہ وہ قتل ہو گیا ہے اور جن بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کو بشیر بن سعد کی گشتی پارٹی ہانک لائی تھی وہ انہیں واپس لے گئے۔

جب بنو مرہ معرکہ کے مقام سے واپس لوٹ گئے تو بشیر مشقت برداشت کر کے فدک بستی میں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور وہاں جو یہودی مسلمانوں کی امان میں داخل تھے ان میں سے ایک نے اُسے پناہ دے دی اور وہ زخم کے ٹھیک ہونے تک یہودی کے ہاں ٹھہرا رہا۔

علبہ بن زید نے آکر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے حالات بتائے پھر بعد ازاں بشیر بن سعد بھی آگیا مورخین نے بشیر بن سعد اور علبہ بن زید کے سوا، اس گشتی پارٹی کے جوانوں میں سے کسی آدمی کے واپس مدینہ آنے کا ذکر نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس گشتی پارٹی کے اٹھارہ جوانوں نے بنی مرہ کے ہاتھوں شہادت پائی (دیکھیے مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۲۳ اور طبقات ابن سعد الکبری جلد ۲ صفحہ ۱۱۸)

(۳)

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا دستہ نجد میں بنی کلاب کی طرف ــــ شعبان ۷ھ

۷ھ کے ماہ شعبان میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیارِ نجد کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف بنی فزارہ اور بنی کلاب کی تادیب کرنے اور انہیں خوف زدہ کرنے کے لیے "ضربہ" کے علاقے کی جانب ایک فوجی دستہ بھیجا، اس دستے کے سالار حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مہم آپ کے سپرد کی، میرے علم کے مطابق کسی مؤرخ نے اس دستے کے جوانوں کی تعداد کا ذکر نہیں کیا۔ مگر اس دستے نے بنی کلاب اور بنی فزارہ کے بُت پرستوں کے دیار کو پامال کر کے اور ان پر غارت گری کر کے اپنے مقاصد کو پورا کر لیا اور پھر انہیں شکست دی اور ان کے دیار کے تمام اموال پر قبضہ کر لیا اور ان کے جو آدمی بھاگ نہ سکے انہیں قید کر لیا۔

ابن سعد طبقات الکبریٰ میں سلمہ بن اکوع کی طرف اسناد کرتے ہوئے بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضؓ کو ہمارا امیر بنا کر بھیجا تو میں نے آپ کے ساتھ مل کر جنگ کی اور ہم نے مشرکین کے کچھ آدمی قید کر لیے پس ہم نے ان سے جنگ کی اور ہمارا نشانِ امتیاز (امُت اُمت) تھا پس میں نے اپنے ہاتھوں سے مشرکین کے سات گھرانوں کو قتل کیا۔

اور اسی سے روایت ہے وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضؓ کو فزارہ کی طرف بھیجا اور میں بھی آپ کے ساتھ گیا، جب وہ پانی کے پاس پہنچے تو حضرت ابوبکر رضؓ نے رات کے آخری حصے میں نیند کے لیے پڑاؤ کیا اور جب ہم نے صبح کی نماز پڑھ لی تو آپ نے ہمیں حکم دیا اور ہم غارت گری کر کے پانی پر پہنچ گئے، پس حضرت ابوبکر رضؓ نے جس قدر آدمی قتل کرنے تھے قتل کیے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے، سلمہ بیان کرتا ہے کہ میں نے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی جن میں بچے بھی تھے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے خدشہ ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے پہاڑ پر چڑھ جائیں گے پس میں نے ان کو آلیا اوران کے اور پہاڑ کے درمیان ایک تیر مارا پس جب انہوں نے تیر کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے، کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں فزارہ کی ایک عورت ہے جو اپنے اوپر چمڑے کی ایک پرانی پوستین اوڑھے ہوئے ہے اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی ہے جو عرب کی خوبصورت ترین عورتوں میں سے ہے پس میں انہیں چلاتا چلاتا حضرت ابوبکر رضہ کے پاس لے آیا تو حضرت ابوبکر رضہ نے اس کی بیٹی غنیمت میں مجھے دے دی، پس میں نے اس کا کپڑا نہ کھولا یہاں تک کہ وہ مدینہ آگئی پھر اس نے میرے پاس رات گزاری اور میں نے اس کا کپڑا نہ کھولا جب دوسرا دن ہوا تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بازار میں ملے اور فرمایا اے سلمہ! عورت مجھے دے دو، میں نے کہا یا نبی اللہ! خدا کی قسم وہ مجھے اچھی لگی ہے اور میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا تو آپ نے سکوت اختیار کر لیا پھر دوسرے دن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بازار میں ملے، اس وقت تک بھی میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا تھا، آپ نے فرمایا اے سلمہ! تیرے باپ کی قسم مجھے عورت دے دو، تو میں نے کہا یا رسول اللہ وہ آپؐ کی ہوئی، وہ بیان کرتا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کسی کے ساتھ مکہ بھجوا دیا اور اس کے فدیہ میں مسلمانوں کے وہ قیدی جو مشرکین کے ہاں تھے چھڑا لیے۔

(۴۲)
نجد میں میفعہ کی طرف غالب لیثی کا سریہ۔ رمضان ۷ھ

یہ ایک بڑا فوجی دستہ تھا جس کے ذریعے مسلمانوں نے بنی ثعلبہ اور بنی عوال

۱؎ میفعہ، نجد میں مدینہ کی مشرقی جانب ایک علاقہ ہے، اسی طرح (باقی صفحہ ۱۲۰ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نجدی قبائل پر غارت گری کی جن کی منازل مدینہ کے مشرق میں تقریباً نوے میل کے فاصلے پر واقع ہے، بنو عوال اور عبد بن ثعلبہ، غطفان کے بطن سے ہیں اس سرکش اور جابر قبیلے نے، غزوہ احزاب میں جس کے پس پردہ یہودیوں کا مقصد اسلامی ہستی کے وجود کو نیست و نابود کرنا تھا، عملاً قریش اور یہود کی مدد کی تھی یہ بت پرست اور وحشی قبیلے، اس خوفناک ظلم میں جسے احزاب کفر (یہود اور قریش) نے مسلمانوں پر مسلط کیا تھا، احزاب کے سال ۶ھ میں ان کے سب سے بڑے مددگار تھے نیز قبائل غطفان۔ جن میں سے بنو عوال اور بنو ثعلبہ بھی تھے۔ ان رسد پانے والی فوجوں میں سے جنہیں یہودیوں نے کرائے پر حاصل کیا تھا اہم بازو شمار ہوتے تھے تاکہ وہ اس ناجائز ظلم میں جس کا منصوبہ خیبر میں اسرائیلیوں نے بنایا تھا ریڑھ کی ہڈی ثابت ہوں جس کے پس پردہ ان کا مقصد مسلمانوں کو تباہ کرنا اور دعوت اسلامی کی لہر کو ختم کرنا تھا تاکہ یہ یہودی اسلامی وجود کے خاتمہ کے بعد یثرب کے سردار اور حکمران بن جائیں۔

مسلمانوں کا یہ دستہ میفعہ کی طرف غالب بن عبداللہ لیثی کی قیادت میں گیا[1]، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام لیسار کی پیش کردہ تجویز کے بعد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۹) یمن کے علاقے بھی ہیں میفعہ ہے جس کے درمیان اور ساحل کے درمیان دو دن کی مسافت ہے۔

[1] غالب بن عبداللہ کنانی لیثی ثم کلبی، عہد نبوی میں یہ شخص فوج کے سالاروں میں سے تھا اور فتح مکہ کے روز ہراول فوج میں تھا، لمبا عرصہ زندہ رہا اور حضرت معاویہ کے عہد میں خراسان کا امیر رہا، قادسیہ کے معرکہ میں شامل ہوا، اسی نے آرمینیا میں ملک الباب ہرمز کو قتل کیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا معاملہ غالب بن عبداللہ کے سپرد کر دیا اس دستے کے جوانوں کی تعداد ایک سو تیس تھی اس بڑے دستے کا راہنما، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام یسار تھا جوان کو غیر معروف لمبے راستے پر لے گیا یہاں تک کہ یہ لوگ درماندگی سے قریب المرگ ہو گئے کیونکہ ان کے توشے دشمن کے دیار تک پہنچنے سے قبل ہی ختم ہو گئے تھے اس وجہ سے انہیں یسار کے متعلق شبہ پیدا ہوا اور قلق و اضطراب نے ان پر حملہ کر دیا کہ یہ جاسوس ہے جس نے بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور انہیں غطفان کی کمین گاہ میں داخل کرنے کے لیے لے آیا ہے مگر جب یسار انہیں ان لوگوں کے دیار تک ان کی غفلت کے وقت لے آیا تو جلد ہی ان کے ظنون پراگندہ ہو گئے اور اس نے اپنی عقل مندی اور تجربہ کاری سے، بغیر اس کے کہ انہیں اس کا احساس ہو، اچانک انہیں قابو کر لینے میں بڑا پارٹ ادا کیا، اس نے غالب اور اس کے جوانوں کو کسی مقاومت کے بغیر ان پر حملہ کرنے اور ان کے گھروں کو برباد کرنے کی طاقت بخش دی، مسلمانوں کا حملہ، دشمن کی کثرتِ تعداد اور ان کے معروف لڑاکا نجدی قبائل میں سے ہونے کے باوجود انتہائی حد تک کامیاب تھا، ان کی ایک ہی خواہش تھی کہ وہ پہاڑوں میں جا کر اپنی جانوں کو بچا لیں، غالب اور اس کے جوانوں نے ان کے اشراف کی بہت بڑی تعداد کو قتل کر دیا اور ان کے اکثر مویشیوں پر بھی قبضہ کر لیا مگر ان مشرکین میں سے کوئی آدمی غالب لیثی کے جوانوں کے ہاتھوں قید نہ ہوا۔

واقدی اس دستہ کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام یسار نے کہا۔

یا رسول اللہ! میں بنی عبد بن ثعلبہ کے ناتجربہ کار جوانوں کو جانتا ہوں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے ساتھ جوانوں کو ان کی طرف بھیجئے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ غالب بن عبداللہ لیثی کو ایک سو تیس جوانوں کے ساتھ بھیجا۔ یسار انہیں نکال کر غیر معروف راستے سے لے گیا یہاں تک کہ ان کے توشے ختم ہو گئے اور وہ مشقت میں پڑ گئے اور گن گن کر آپس میں کھجوریں تقسیم کرنے لگے، ایک شب لوگوں کو یسار کے متعلق بدظنی ہو گئی۔

اور خیال کرنے لگے کہ یہ صحیح مسلمان نہیں اور وہ ایسی جگہ تک پہنچ گئے جسے سیلاب نے کھودا ہوا تھا جب یسار نے اُسے دیکھا تو تکبیر کہی اور کہنے لگا خدا کی قسم تم اپنے کام میں کامیاب ہو چکے ہو۔ اس کھدی ہوئی جگہ میں چلے چلو یہاں تک کہ تمہارا سفر ختم ہو جائے، پس وہ لوگ کھسر پھسر کرتے ہوئے نہایت آہستگی سے اس میں چلنے لگے یہاں تک کہ وہ سیاہ پتھروں کے ایک دشوار گزار ٹیلے تک پہنچ گئے، یسار نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر کوئی بلند آواز آدمی آواز دے تو وہ لوگوں کو سُنا دے گا، پس تم اپنی رائے دو، غالب نے کہا اے یسار، میں اور تم چلتے ہیں اور لوگوں کو گھاٹ میں چھوڑ دیتے ہیں، پس دونوں نے ایسے ہی کیا، پس ہم چل کر اس جگہ پہنچے جہاں سے ہم لوگوں کو دیکھ سکتے تھے تو ہم نے چرواہوں، دُودھ دوہنے والوں اور لوگوں کی ہلکی آوازوں کو سُنا، پس وہ نہایت سرعت سے اپنے اصحاب کے پاس واپس آ گئے اور جب یہ سب ایک قبیلے کے قریب پہنچے تو ان کے امیر غالب نے انہیں وعظ کیا اور جہاد میں رغبت دلائی اور تلاش میں دُور تک جانے سے منع کیا اور ان کے درمیان اُلفت پیدا کی اس نے کہا جب میں تکبیر کہوں تو تم بھی تکبیر کہو اور سب نے اس کے ساتھ مل کر تکبیر کہی اور ان کے گھروں کے وسط میں حملہ کر دیا اور ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کو ہانک کر لے آئے اور ان کے کچھ اشراف کو قتل کر دیا، انہوں نے اس شب کو انہیں ایک پانی پر پایا جسے میفعہ کہتے ہیں، راوی کہتا ہے کہ وہ اونٹوں کو ہانک کر مدینہ لے آئے، ان کے قیدی لانے کے متعلق کوئی بات نہیں سُنی گئی ...... اور ابن سعد طبقات میں بیان کرتا ہے کہ میفعہ، نخل کے نشیب کے پیچھے نقرہ تک تھوڑا سا نجد کی جانب ہے اس کے اور مدینہ کے درمیان ۹۶ میل کا فاصلہ ہے۔

حضرت اسامہؓ بن زید کا ایک مسلمان کو قتل کرنا

اس فوجی دستے میں حضرت اسامہ بن زید سے ایک بڑی غلطی سرزد ہوئی جس پر انہیں شدید ندامت ہوئی اور یہ ندامت اس حد تک پہنچ گئی کہ وہ شدت افسوس سے کہنے لگے کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ اسامہ بن زید جو اس دستے کے ایک سپاہی تھے، جنگ کے دوران ان کی مڈبھیڑ ایک ایسے آدمی سے ہوئی جو مشرکین کی فوج میں تھا اور اس کا نام مرداس بن نہیک تھا، اسامہ نے اس پر حملہ کر دیا، لیکن قبل اس کے کہ آپ اس پر قابو پائیں اس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھ دیا، مگر اس کے باوجود اسامہ نے اُسے قتل کر دیا حالانکہ ایک انصاری نے کلمہ پڑھنے کی وجہ سے آپ کو اس کے قتل سے روکا بھی تھا، اُسامہ نے مرداس کو اس خیال سے قتل کر دیا کہ اس نے صرف قتل سے بچنے کے لیے کلمہ پڑھا ہے، یہ اسامہ کا اجتہاد تھا۔

سالارِ فوج کا اُسامہؓ سے تحقیق کرنا

اس دستے کے سالار عام نے اسامہؓ سے اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق کی جس سے ثابت ہوگیا کہ اس نے ایک مسلمان کو قتل کیا ہے مگر اس نے یہ معاملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے معلوم کرنے کے لیے چھوڑ دیا، زمحشری، کشاف میں بیان کرتا ہے کہ نہیک بن مرداس فدک کا باشندہ تھا (یہ خیبر کی ایک بستی ہے) اور مسلمان ہوچکا تھا اور غارت گری کے دوران اپنی مشرک قوم کے ساتھ تھا، مگر جب اس نے مسلمان سواروں کو آتے اور اپنی قوم کو ان کے آگے بھاگتے دیکھا تو اس نے پہاڑ کی ایک بے نشان جگہ میں پناہ لے لی اور فرار اختیار نہ کیا اور اپنے اسلام پر اعتماد کی وجہ سے اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا۔ پس جب فتح کے بعد مسلمان ایک دوسرے سے ملے تو انہوں نے تکبیر کہی اور مرداس بھی تکبیر کہہ کر بے نشان جگہ سے نیچے اتر آیا اور کہنے لگا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس اسامہ بن زید نے اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریوں کو اس خیال سے ہانک لایا کہ اس نے صرف موت کے خوف کی وجہ سے اپنے اسلام کا اعلان کیا ہے۔

سریہ کے سالار کی جانب سے جو تحقیق ہوئی اس کے دوران اسامہ نے اپنے اس فعل کو جائز قرار دیا کہ مرداس بن نہیک نے میرے تلوار سونتنے کے بعد کلمہ پڑھا ہے اسامہ بن زیدؓ کے دل میں یہ بات گھر کر گئی تھی کہ مرداس نے موت کے خوف سے کلمہ پڑھا ہے۔

بشیر بن محمد بن عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ غالب بن عبداللہ لیثی نے اس معرکہ سے تھوڑی دیر قبل اس سریہ کے جوانوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا کہ میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں جو واحد لاشریک ہے اور یہ کہ تم میری اطاعت کرنا اور نافرمانی نہ کرنا اور نہ کسی معاملے میں مجھ سے اختلاف کرنا کیونکہ جو مطاع نہ ہو اس کی کوئی رائے نہیں ہوتی پھر اس نے ان کے درمیان محبت والفت پیدا کی اور کہا اے فلاں تو فلاں کے ساتھ ہے اور اے فلاں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاں کے ساتھ ہے۔ کوئی شخص اپنے ساتھی سے جُدا نہ ہو، میرے پاس اکیلے آنے سے بچو ایسا نہ ہو کہ مجھے دریافت کرنا پڑے کہ اے فلاں تمہارا ساتھی کہاں ہے اور وہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں اور جب میں تکبیر کہوں تو تم بھی تکبیر کہو، پھر اس نے تکبیر کہی اور انہوں نے بھی تکبیر کہی اور انہوں نے تلواریں نکال لیں راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے قبیلے کا گھیراؤ کر لیا اور قبیلے میں اونٹ بھی تھے اور انہوں نے اپنے مویشیوں کو بٹھایا ہوا تھا پس ہمارے مقابلے میں کچھ لوگ آئے اور ایک ساعت تک جنگ کرتے رہے، ہم نے اپنی مرضی کے مطابق انہیں تلواروں پر رکھ لیا اور ہم اپنے شعار، "امت امت" کو بلند آواز سے پکار رہے تھے اور اسامہ بن زید ان کے ایک آدمی کے تعاقب میں نکلا جسے نہیک بن مرداس کہتے تھے اور دُور تک چلا گیا اور ہم نے قبیلے پر قبضہ کر لیا اور جن کو قتل کرنا تھا انہیں قتل کیا اور ہمارے ساتھ عورتیں اور مویشی بھی تھے، ہمارے امیر نے پوچھا اُسامہ بن زید کہاں ہے۔ وہ رات کی ایک گھڑی گزرنے کے بعد آیا تو ہمارے امیر نے اُسے شدید ملامت کی اور کہا کیا میں نے تجھے جو وصیت کی تھی تو نے اس پر غور نہیں کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میں ایک شخص کے تعاقب میں نکل گیا تھا جو مجھ سے مذاق کرتا تھا اور جب میں اس کے قریب ہوا اور اُسے تلوار مارنی چاہی تو وہ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگا، ہمارے امیر نے کہا، کیا تو نے اپنی تلوار میان میں کر لی؟ اُسامہ نے کہا نہیں خدا کی قسم میں نے اُسے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان داخل کرنے کے بعد میان میں کیا، راوی بیان کرتا ہے ہم نے کہا خدا کی قسم تو نے بہت بُرا کام کیا ہے، تو ایسے آدمی کو قتل کر آیا ہے جو لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا پس اُسامہ کو شدید ندامت ہوئی، راوی کہتا ہے کہ ہم اُونٹوں، بھیڑ بکریوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کو ہانک لائے اور ہر آدمی کو دس اُونٹ حصے میں آئے یا ان کے برابر بکریاں ملیں اور ایک اُونٹ دس بکریوں کے برابر تصور ہوتا تھا۔

(مغازی الواقدی جلد ۲ ص ۷۲۴)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سپاہی اسامہؓ سے تحقیق کرنا۔

سریہ کے سالار غالب لیثی نے اسامہؓ بن زید کی غلط کاری کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی بلکہ اُسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ اُسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا آپ نے اس مسلمان آدمی کے قتل کے بارے میں اسامہ سے تحقیق کی واقعہ کی تفصیلات سے آگاہ ہونے پر آپ کو شدید دُکھ ہوا اور آپؐ نے اُسامہ کو ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا، کیا تو نے اُسے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کیا ہے؟ پس جب قیامت کے روز لا الٰہ الا اللہ آئے گا تو تو کیا کرے گا، اُسامہ نے تحقیق کے دوران عرض کیا یارسول اللہ اس نے ہتھیار کے خوف سے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار بات کو دہراتے ہوئے فرمایا، تو نے اس کے دل کو کیوں نہیں چیرا کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ وہ صادق ہے یا کاذب، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:-

(ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا)[1]

واقعہ یہ ہے کہ اسامہ کو ضمیر کی ملامت سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس نے مرداس بن نہیک کو قتل کر کے بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے اسامہ سے روایت ہے وہ بیان کرتا ہے کہ جب میں نے مرداس کو اپنا نیزہ مار کر قتل کر دیا تو

---

[1] النساء آیت ۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اس سے اس قدر دکھ ہوا کہ میں کھانا کھانے کی سکت نہیں رکھتا تھا، یہاں تک کہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے مجھے بوسہ دیا اور مجھے گلے لگایا، مگر جب آپ کو پتہ چلا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے مرداس کو قتل کیا ہے تو آپ نے فرمایا کیا تم نے اُسے اس کے ارادے سمیت قتل کیا ہے؟ پھر آپ نے اُسامہ کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول سنایا (ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا) اسامہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ میرے لیے بخشش طلب کیجیے، آپ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ کی موجودگی میں کیسے بخشش مانگوں، اسامہ بیان کرتے ہیں آپ مسلسل اس بات کو دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے چاہا کہ میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔ پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے تسلیم کروانے کے بعد کہ اس نے غلطی سے ایک مومن کو قتل کیا ہے اس پر حکم لگایا کہ وہ اس جرم کے کفارہ میں ایک مومن آدمی کو آزاد کرے کیونکہ اس نے ایک مومن آدمی کو غلط اجتہاد کی وجہ سے قتل کیا ہے، اسامہ کا خیال تھا کہ حقیقت میں وہ مشرک ہے اور اس نے تلوار اٹھانے کے بعد موت کے خوف کی وجہ سے کلمہ پڑھا ہے۔

اسی مناسبت سے واقدی نے مقداد بن اسود کندی سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! اگر کوئی کافر مجھ سے جنگ کرے اور میرے ایک ہاتھ پر تلوار مار کر اُسے قطع کر دے، پھر مجھ سے ایک درخت کی اوٹ میں آجائے اور کہے میں اللہ کے لیے اسلام قبول کرتا ہوں کیا میں اُسے اس بات کے کہنے کے بعد قتل کر دوں؟ (یعنی کلمہ پڑھنے کے بعد) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے قتل نہ کرو، اس نے کہا اگر میں اُسے قتل کر دوں تو کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے قتل سے قبل تو جس مقام پر تھا وہ اس مقام پہ ہوگا اور کلمہ پڑھنے سے قبل، وہ جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام پر تھا اس مقام پر تو ہو گا [۱]

ابن سعد نے طبقات الکبریٰ میں بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سُننے کے بعد اسامہ نے قسم کھائی کہ وہ اس کے بعد کسی بھی لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دینے والے سے جنگ نہیں کرے گا خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

اور سیرت حلبیہ میں ہے کہ اسی وجہ سے اسامہ بن زید فتنہ کبریٰ سے علیحدہ رہے اور انہوں نے امیر المومنین علی کی جانب سے جمل وصفین کی تباہ کن خانہ جنگی کے دوران، جنگ میں شامل ہونے سے معذرت کر دی اور اسامہؓ بن زید صحابہ کے اس گروہ میں شامل تھے جنہوں نے ان افسوسناک خونریز جنگوں میں علیحدگی اختیار کی ہوئی تھی، اسامہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے (حضرت معاویہؓ اور ان کی پارٹی اور حضرت زبیر اور ان کے اصحاب سے جنگ کرنے سے معذرت کرتے ہوئے) کہا یا امیر المومنین اگر آپ اژدھا کے منہ میں اپنا ہاتھ داخل کر دیں تو میں اس کے ساتھ اپنا ہاتھ داخل کر دوں گا لیکن میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بات سُنی ہے جو آپؐ نے مجھ سے اس آدمی کے قتل کرنے پر کہی تھی جو لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا تھا، اور میں نے آپؐ سے عرض کیا تھا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں لا الٰہ الا اللہ کہنے والے شخص کو قتل نہیں کروں گا [۲]

(۵)

---

[۱] مغازی الواقدی جلد ۲ ص ۷۲۵

[۲] سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۳۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنابؑ کا دستہ۔ شوال ۷ھ

معرکہ خیبر کی زبردست فتح کے بعد، نجد کے مشرکین پر جیش نبوی کا یہ سب سے بڑا فوجی حملہ تھا، پڑوس کے بت پرست قبائل اور غطفان اور فزارہ کے دیار تک اس عظیم دستے کی قیادت بشیر بن سعد نے کی اس دستے کا مقصد، اس بڑی جنگ کے منصوبے کو ناکام بنانا تھا، جسے فزارہ کے سردار عیینہ بن حصن احمق مطاع نے مدینہ پر حملہ کرنے اور اس پر قبضہ کرنے کے لیے تیار کیا تھا اور ہم نے اپنی سابقہ تالیفات میں اکثر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مدینہ سے مشرق کی طرف رہنے والے قبائل (جیسے غطفان، فزارہ، اسد، اشجع اور حنیفہ) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام لوگوں سے بڑھ کر شدید عداوت رکھتے تھے اور انہیں بشری اور جنگی لحاظ سے خوف ناک عسکری طاقتیں حاصل تھیں اور ان قبائل کے متعلق یہ بات بھی تسلیم شدہ ہے کہ وہ جنگ و قتال میں صبر اور سخت برتاؤ بھی کرتے تھے اور مؤرخین کے اسلوب کلام سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مشرقی بت پرست قبائل نہایت تھوڑے سے وقت میں بیس ہزار فوج اکٹھی کر سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کثرت تعداد اور حربی میدانوں میں ان کے تفوق نے کئی بار انہیں مسلمانوں کے

ؑ جُناب (جیم کی زبر کے ساتھ) مراصد الاطلاع میں ہے کہ خیبر اور وادی القریٰ کی چٹیل زمین میں ایک جگہ ہے، بعض کا قول ہے کہ یہ بنی مازن کی منازل میں سے ہے اور بعض اسے فزارہ کی منازل سے قرار دیتے ہیں اور یمن میں ایک جگہ کا نام الجناب الحنظل بھی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف اُکسایا اور متعدد بار انہوں نے مدینہ میں مسلمانوں سے جنگ کرنے اور ان کے وجود کو ختم کرنے کی کوشش کی اور یہ ایسی بات ہے کہ قریش کے سوا جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کو مدینہ کے نواح (اُحد) میں منتقل کر دیا تھا اور کسی نے اس کی جرأت نہیں کی لیکن مدینہ پر قبضہ کرنے کے متعلق آج تک کسی نے نہ سوچا تھا۔

مگر ان سرکش اور تند خُو اعراب کی تمام جنگی کوششوں کا ہدف مدینہ پر قبضہ کرنا اور وہاں کے مسلمانوں کا مکمل خاتمہ کرنا تھا انہوں نے یہ کام اکیلے بھی کیا اور ان لوگوں کے ساتھ مل کر بھی کیا جنہیں عداوتِ اسلام نے ان کے ساتھ اکٹھا کر دیا تھا۔

ان اعراب نے مسلمانوں کو کچلنے اور مدینہ پر قبضہ کرنے اور اُسے لوٹنے کی جو آخری کوشش کی وہ، وہ تاریخی کوشش تھی جو انہوں نے خیبر، یہود مدینہ اور قریش کے ساتھ مل کر ۵ھ میں تینوں پارٹیوں کے عسکری معاہدہ کی ضمن میں مدینہ کو تباہ کرنے اور اسلامی لبستی کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لیے کی۔

ان بُت پرست قبائل نے ایک دفعہ پھر خیبر پر چڑھائی کرنے والی اسلامی فوجوں کو ضرب لگانے کے لیے، خیبر کے یہودیوں کی مدد کرنے کی کوشش کی، یہ ۶ھ کے اوائل کا واقعہ ہے۔

اس سال لیکلے فزارہ اور اسد نے تقریبًا پانچ ہزار جانبازوں کو تیار کیا، جن میں سے ایک ہزار یہود کے ساتھ خیبر میں ان کے قلعوں میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے اور چار ہزار نے عیینہ بن حصن کی قیادت میں اپنے خیموں سے جو نجد کے صحراؤں میں تھے، پیچھے سے اسلامی فوجوں کو ضرب لگانے کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادبرح کر دیا، مگر یہ تمام کوششیں ناکام ہوگئیں جیسا کہ ہم نے اِس سلسلہ کی چھٹی کتاب غزوہ خیبر میں مفصل بیان کیا ہے۔

اگرچہ ان طاقتور، شجاع، بُت پرست قبائل کو، مسلمانوں کو ختم کرنے اور ان کی طاقت کو توڑنے کی تمام کوششوں میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، مگر پھر بھی ان قبائل کی وسیع تعداد اور ممتاز جنگی قوت، فریب کا سبب بنی رہی جو ان عظیم جنگجو قبائل کو مسلمانوں کی قوت کے کمزور کرنے اور ہمیشہ ان سے جنگ کرنے اور انہیں چیلنج اور ان کے دارالخلافہ مدینہ کے اندر ان کے وجود کو تباہ کرنے پر برانگیختہ کرتی رہی۔

ماہِ شوال ۷ھ میں (یعنی خیبر میں یہودیوں کے صفایا اور ان کے بت پرست حلیفوں کی شکست کے پورے ایک سال بعد) مدینہ میں اسلامی کمان کو اپنے فوجی جاسوسوں کے ذریعہ سے جو مدینہ کے مشرق میں ان بُت پرست قبائل کے خیموں میں پھیلے ہوئے تھے، یہ اطلاع ملی کہ مشہور فزاری سالار عیینہ بن حسن، غطفان، فزارہ، اشجع اور اسد کے قبائل کو یمن اور جبار کے علاقے میں جناب کی جانب جمع کر رہا ہے، یہ جگہ مدینہ کے شمال مشرق میں خیبر اور وادی القریٰ کے مقابل میں ہے اور ان بُت پرستوں کے اکٹھ کا مقصد، مسلمانوں پر حملہ کرنا اور مدینہ میں اچانک غفلت کی حالت میں ان کو دبوچ لینا ہے۔

نبوی انٹیلی جینس سسٹم کے زبانی بیان میں ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری نے ان قبائل کی طرف پیغام بھیجا ہے کہ

"یا تم ہمارے پاس آجاؤ یا ہم تمہارے پاس آجائیں گے اور انہوں نے اسے پیغام بھیجا ہے کہ تو ہمارے پاس آجا تاکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم جیسے ڈھیرے سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بڑھیں۔"

نبوی فوجی انٹیلی جینس نے جو بات بیان کی ہے یہ مدینہ کی کمان کے لیے کوئی اچنبھی بات نہیں تھی، مدینہ کو توقع تھی کہ ان طاقتور بُت پرست قبائل کو اپنی کثرت تعداد اور مہارت جنگ پر جو غرور ہے وہ انہیں دوبارہ اس طرف لائے گا، نیز مدینہ کے قریب ترین بُت پرست قبائل ہونے کی وجہ سے جب کبھی یہ اس کی زرعی پیداوار کو برباد کرنے جس کو لوٹنے اور برباد کرنے کی انہوں نے کئی بار کوشش کی تھی تو ان اجڈ اعراب کی کبھی کبھی رال ٹپک پڑتی جیسا کہ ہم نے اس سلسلہ کی چھ کتابوں میں ان قبائل کی متعلقہ بحثوں میں متعدد مقام پر مفصل بیان کیا ہے۔

بُت پرست اکٹھ کی پراگندگی

یہی وجہ ہے کہ جونہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جاسوسوں سے اس اکٹھ کی اطلاع ملی جسے عیینہ بن حصن فزاری اکٹھا کر رہا تھا تو آپ نے اپنے دونوں وزیروں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمرؓ خطاب کو بلایا اور ان دونوں کے ساتھ ان اہم انقلابات پر گفتگو کی اور ان دونوں کو اس اکٹھ کے متعلق جو معلومات ملی تھیں وہ بتائیں ان دونوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ جلد ایک بڑی فوج بھیجیں جو ان اعراب پر اچانک حملہ کر دے اور قبل اس کے وہ مدینہ کی طرف مارچ کریں ان کے مقام اجتماع میں ہی ان کو مار دے، پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں وزیروں اور ساتھیوں کے مشورہ پر عمل کیا آپ نے مشہور سالار بشیر بن سعد کو بلایا اور اس کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ ان کی تیاریوں کی تکمیل سے قبل ان اعراب پر ان کے گھروں میں غارت گری کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو انصار اور مہاجرین کو تیار کیا اور ان کی قیادت بشیر بن سعد کو عطا کی اور آپ نے اس کے لیے جھنڈا باندھا بشیر نے اس بڑی فوج کے ساتھ مارچ کیا اور نجد میں اسے جناب کی جانب لے گیا تاکہ دشمن پہ ان کے گھروں میں اور ان کے خیموں کے درمیان مدینہ کی طرف ان کے مارچ کرنے سے قبل اچانک حملہ کر دے آپؐ کا ہمیشہ سے یہ دستور تھا کہ آپؐ نہایت سرعت اور مکمل رازداری سے معرکہ کو اس دشمن کے گھر میں جلدی سے منتقل کر دیتے تھے جو مدینہ پہ غارت گری کرنے کے متعلق سوچتا تھا اور جنگی کاروائیوں میں ہمیشہ ہی ہر زمان و مکان میں اچانک حملہ، فتح و کامیابی اور جنگی منصوبوں کے مطابق مقاصد کو پورا کرنے کا اہم عامل رہا ہے۔ اچانک حملے کی سکیم کو کامیاب بنانے اور سہولت کے ساتھ اکٹھا ہونے والے دشمنوں کو پراگندہ کرنے کی قدرت حاصل کرنے کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سالارِ فوج بشیر بن سعد کو حکم دیا کہ وہ اپنے جوانوں کے ساتھ رات کو سفر کرے اور دن کو چھپا رہے تاکہ کسی کو دشمن پر اچانک حملہ کرنے کا علم نہ ہو سکے۔

سالار بشیر نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو نافذ کیا اور اپنے جوانوں کے ساتھ مشرق کی جانب گیا اور وہ دن کو چھپنے اور رات کو چلنے لگا اور دیارِ غطفان و فزارہ تک فوج کا راہنما حسیل بن نویرہ[1] تھا جو خیبر میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راہنما بھی تھا۔

اور پوشیدگی کی سکیم پوری طرح کامیاب ہو گئی اور دستے کے مقاصد بہت حد تک پورے ہو گئے اس لیے کہ عیینہ بن حصن اور خباب میں اس کی جمع کردہ فوجوں کو اس وقت پتہ چلا جب مسلمانوں کی فوج ان کے خیموں اور

[1] اصابہ میں ہے کہ یہ حسیل بن خارجہ ہے اور بعض ابن دفرہ اشجعی (باقی صفحہ ۱۳۴ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چراگاہوں سے ان کے مویشی ہانکنے اور ان کے اموال پر قبضہ کرنے لگی پس گھبراہٹ اور رُعب نے ان کو آلیا اور وہ کسی چیز کی طرف توجہ دیے بغیر پہاڑوں کی چوٹیوں اور وادیوں کے نشیب میں بھاگتے ہوئے فرار ہو گئے،

پس مسلمانوں کی فوج ان کے دیار میں داخل ہو گئی اور ان قبائل کے اموال میں سے جو چیز بھی اس کے جوانوں کے ہاتھ لگی انہوں نے اس پر جنگ کی غنیمت کی طرح قبضہ کر لیا، جیسے وہ اس جنگ باز دشمن سے حاصل کرتے تھے جو ان سے لڑنے اور ان کے شہر کو لوٹنے کی تیاری کیا کرتا تھا۔

اسلامی فوج نے بھگوڑے دشمنوں کا تعاقب کیا (خصوصاً جنرل سالار عیینہ بن حصن کا) جس نے بعض وقت مسلمانوں پر حملہ کیا پھر شکست کھا کر بھاگ گیا، اس سے قبل مسلمانوں کی فوج نے اس کے ایک جاسوس کو قتل کیا اور اس کے دو آدمیوں کو قید کر لیا تھا اس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بت پرست جنگی منصوبے کو ناکام بنایا جو تُند خو، شجاع اور بت پرستانہ نجدی قبائل کی مدینہ پر حملہ کرنے اور اس میں مسلمانوں کو ضرب لگانے کی آخری کوشش تھی۔

(بقیہ حاشیہ صـ۱۳۳) بیان کرتے ہیں، فتح خیبر سے قبل مسلمان ہوا اور یہی اس نبوی فوج کا راہنما تھا جس نے خیبر کو یہودی قبضے سے آزاد کروایا تھا، حسیل بیان کرتا ہے کہ میں مدینہ میں سامان فروخت کرنے کے لیے گیا تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس آکر کہا اے حسیل کیا میں تجھے اس بات پر بیس صاع کھجوریں نہ دوں کہ تو خیبر کے راستے پر میرے صحابہ کی راہنمائی کرے میں نے ایسا کیا تو آپ نے مجھے وہ کھجوریں عطا فرمائیں اور میں مسلمان ہو گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقدی اس دستہ کی تعریف کرتے ہوئے اور اس کے مثبت نتائج کو بیان کرتا ہوا کہتا ہے کہ

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بُلایا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا (یعنی مدینہ سے جنگ کرنے کے لیے نجد میں قبائل کے اجتماع کا) ان دونوں نے عرض کیا کہ بشیر بن سعد کو بھیجئے، پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر کو بُلایا اور اس کے لیے جھنڈا باندھا اور اس کے ساتھ تین سو جوان بھیجے اور انہیں رات کو چلنے اور دن کو چھُپنے کا حکم دیا اور حسیل بن نویرہ بطور راہنما ان کے ساتھ گیا پس وہ دن کو چھُپتے اور رات کو چلتے چلتے خیبر کے نشیب میں آگئے اور سلاج مقام پر اُتر گئے پھر سلاج سے نکل کر لوگوں کے قریب ہو گئے، راہنما نے انہیں کہا کہ تمہارے اور لوگوں کے درمیان نصف یا دو تہائی دن کا سفر باقی رہ گیا ہے اگر تم چاہو تو تمہارا ایک ہراول جا کر تمہارے پاس اطلاع لے آئے اور اگر تم چاہو تو ہم سب چلیں، انہوں نے کہا ہم تجھے آگے بھیجیں گے پس انہوں نے اُسے آگے بھیجا وہ ان سے ایک گھڑی غائب رہا پھر ان کی طرف لوٹ آیا اور کہنے لگا یہ ان کے مویشیوں کے چرنے کی ابتدائی جگہ ہے کیا تم ان پر غارت گری کر سکتے ہو۔

پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا بعض کہنے لگے اگر اس وقت ہم نے غارت گری کی تو ہم آدمیوں اور اونٹوں کو متنبہ کر دیں گے اور بعض کہنے لگے ہم جو پائیں گے اُسے غنیمت بنا لیں گے پھر ہم لوگوں کی تلاش کریں گے پس انہوں نے اونٹوں پر حملہ کر دیا اور بہت سے اُونٹ ان کے ہاتھ لگے اور چرواہے منتشر ہو گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جلدی سے بھاگ گئے پھر انہوں نے اکٹھ کو انتباہ کیا پس اکٹھ بھی پراگندہ ہو گیا اور اپنے علاقے کے بلند مقامات پر چلا گیا پس بشیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے گھروں میں گیا تو اس نے وہاں کسی کو نہ پایا اور اونٹوں کو لے کر واپس آ گیا، واپسی پر جب یہ لوگ سلاح مقام پر پہنچے تو انہیں عینیہ کا ایک جاسوس ملا جسے انہوں نے قتل کر دیا پھر یہ عینیہ کے اکٹھ سے ملے اور عینیہ کو ان کے متعلق پتہ نہ چلا پس انہوں نے ان پر حملہ کر دیا پھر عینیہ کی فوج پراگندہ ہو گئی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ان کا تعاقب کر کے ان میں سے ایک یا دو آدمیوں کو قید کر لیا اور انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، وہ دونوں مسلمان ہو گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چھوڑ دیا۔

بنی مُرّہ کے سردار کا عینیہ کو اسلام قبول کرنے کا مشورہ دینا

حارث بن عوف مُرّی بڑا دانش مند اور دُور اندیش آدمی تھا، یہ وہ واحد نجدی لیڈر ہے جس نے خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہود کے خونریز معرکوں میں ان کو فوجی مدد دینے سے انکار کر دیا تھا اور اس نے عینیہ بن حصن کو بھی مشورہ دیا کہ وہ غیر جانب دار رہے اور یہود کی مدد نہ کرے کیونکہ وہ لامحالہ مغلوب ہوں گے لیکن عینیہ نے حارث کے مشورے پر عمل نہ کیا اور اس نے بھی خیبر کے فیصلہ کن شکست کی ذلت سے اپنا حصّہ لیا اس معرکے میں اس کی قوم اور اس کے اطاعت گزار غطفانی قبائل کے پانچ ہزار جوانوں نے یہود کی جانب سے حصّہ لیا جو ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یہود کے نمایاں حلیف رہے ہیں اور جب عینیہ بن حصن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف، غطفان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قبائل کی گروہ بندی کی تو بنو مرہ اس کا ایک اہم بازو تھے جب عیینہ ان قبائل کی گروہ بندی کر رہا تھا اور مدینہ سے جنگ کرنے کے لیے وادی جناب میں ان کو اکٹھا کر رہا تھا تو بنی مُرہ کے سردار حارث بن عوف نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور بنی مرہ کا ایک آدمی بھی اس بزدل غطفانی اکٹھ میں شریک نہیں ہوا ـــــ اس کے علاوہ حارث بن عوف نے عیینہ بن حصن سے اس وقت بھی ملاقات کی جب وہ شکست کھا چکا تھا اور اُسے اپنی ماضی کی نصیحت یاد دلائی، واقدی بیان کرتا ہے کہ حارث بن عوف مری عیینہ کا حلیف تھا عیینہ شکست کھا کر اُسے اپنے خوش منظر گھوڑے کو تیز دوڑاتے ہوئے ملا تو حارث نے اُسے ٹھہرنے کو کہا اس نے کہا میں ٹھہر نہیں سکتا اور گھوڑا دوڑاتے ہوئے کہنے لگا اصحابِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں، حارث بن عوف نے کہا، کیا تجھے اپنے موقف کی سمجھ نہیں آئی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علاقے کو پامال کر دیا ہے اور تو ایک ایسی جگہ پر ہے جو کوئی اہمیت نہیں رکھتی، حارث بیان کرتا ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں کے راستے سے ایک طرف ہٹ گیا جہاں سے میں انھیں دیکھ سکتا تھا اور وہ مجھے نہیں دیکھتے تھے میں زوالِ شمس سے رات تک ٹھہرا رہا، میں نے کسی آدمی کو نہ دیکھا اور نہ انہوں نے اُسے تلاش کیا، اس کے دل میں صرف خوف داخل ہو گیا تھا، اس کے بعد وہ اُسے ملا تو حارث نے کہا، میں اس جگہ پر رات تک ٹھہرا رہا ہوں میں نے کسی تلاش کرنے والے کو نہیں دیکھا، عیینہ نے کہا ایسا ہی ہو گا، میں قید ہونے سے ڈر گیا تھا، تجھے معلوم ہے کہ میدان جنگ کے علاوہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرا کیا مقام تھا، حارث نے کہا، ہم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرے ساتھ بنی نضیر، یوم خندق اور قریظہ اور اس سے قبل قینقاع اور خیبر میں ایک واضح بات دیکھی ہے یہ سب حجازی یہودیوں سے معزز تھے جن کی شجاعت اور سخاوت کے لوگ مُقر ہیں اور وہ مضبوط قلعوں اور کھجوروں کے مالک تھے، خدا کی قسم اگر عرب ان کی پناہ لیتے تو محفوظ ہو جاتے، حارثہ بن اوس کو ان کے اور ان کی قوم کے درمیان جو بھی مقام حاصل تھا وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ ان کے پاس گیا اور وہ لوگوں سے ان کی حفاظت میں آگئے پھر تو نے دیکھا کہ وہ ان کے ہاں کیسا مہمان رہا وہ بہادری کدھر چلی گئی اور وہ کیسے مغلوب ہو گئے، عیینہ نے کہا خدا کی قسم ایسا ہی ہوا ہے لیکن میرا دل مجھے ٹھہرنے نہیں دیتا، حارث نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو جاؤ اس نے کہا میں ماتحت بن جاؤں گا، میری قوم آپ کی طرف سبقت کر گئی ہے اور وہ بعد میں آنے والوں کا بوجھ اُٹھاتی ہے، وہ کہتے ہیں ہم بدر وغیرہ میں شامل ہوئے ہیں، حارث نے کہا یہ ایسے ہی ہے جیسے تو کہتا ہے، اگر ہم آپ کے پاس پہلے چلے جاتے تو ہم آپ کے بلند قدر اصحاب میں سے ہوتے، ان کے بعد اس کی قوم اس سے مصالحت کے لیے باقی رہ گئی ہے حالانکہ وہ ان پر حملہ کرنے والا ہے، اور ابھی یہ کام اس کے لیے آسان نہیں ہوا۔ عیینہ نے کہا خدا کی قسم مجھے بھی یہی نظر آرہا ہے پھر وہ دونوں ہجرت کرنے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے ایک دُوسرے سے دُور ہو گئے، یہاں تک کہ عمرہ کے ارادہ سے جانے والا فروہ بن ہبیرہ قشیری ان دونوں کے پاس سے گزرا اور یہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے ان دونوں نے اُسے اپنے حالات اور ارادہ سے آگاہ کیا، فروہ نے کہا، اگر تم انتظار کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس مدت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس کی قوم کیا کرتی ہے اور میں ان کی خبر تمہارے پاس لاؤں گا تو انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا یہ دگرام مؤخر کر دیا، اور فروہ مکہ چلا گیا اور ان کے حالات کا جائزہ لینے لگا کیا دیکھتا ہے کہ لوگ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر قائم ہیں اور کبھی بھی خوشی سے اسلام میں داخل نہ ہوں گے پس اس نے انہیں اہل خیابر پہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حملوں کے متعلق بتایا، فروہ بیان کرتا ہے کہ میں نے گردو نواح کے رؤسا کو تمہاری طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پہ قائم پایا ہے، قریش نے کہا پھر کیا رائے ہے؟ تو دیہاتیوں کا سردار ہے، اس نے جواب دیا کہ اس کے اور تمہارے درمیان جو مدت ہے (یعنی صلح حدیبیہ کی مدت) ہم اُسے گزاریں گے اور عربوں کو لا کر پھر اس کے صحن میں اس سے جنگ کریں گے۔

قریش کا صلح کے توڑنے پر اُکسانا

واقدی بیان کرتا ہے کہ فروہ بن ہبیرہ قشیری کئی روز تک قیام کر کے قریش کی مجالس میں آتا جاتا رہا۔ نوفل بن معاویہ دیلی نے اس کے متعلق سُنا تو وہ اس کے جنگل میں گیا اور جو کچھ اس نے قریش سے کہا تھا اُسے بتایا، نوفل نے کہا پھر تو تمہارے پاس کچھ نہ ہوا، مجھے ابھی اطلاع ملی ہے تو میں تمہاری آمد کی خاطر آگیا ہوں، ہمارے دشمن کا گھر قریب ہی ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورے کے رازدار ہیں اور وہ ہمارے معاملات کا ایک حرف بھی اس سے نہیں چھپاتے اس نے کہا وہ کون ہیں اس نے جواب دیا خزاعہ، اس نے کہا خزاعہ کا بُرا ہو تو نے اُسے دائیں جانب بٹھایا ہوا ہے، فروہ نے کہا، پھر کیا ہوا اس نے کہا قریش سے مدد طلب کرو کہ وہ ان کے خلاف مدد کریں فروہ نے کہا میں تمہیں کافی ہوں گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس وہ ان کے رؤسا صفوان بن اُمیہ، عبداللہ بن ابی ربیعہ اور سہیل بن عمرو سے ملا اور کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم پر کیا مصیبت نازل کر دی ہے؟ تم اس بات سے راضی ہو کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کف دست سے دُور کرو انہوں نے کہا پھر ہم کیا کریں؟ اس نے کہا تم نوفل بن معاویہ کی اپنے اور اس کے دشمن کے خلاف مدد کرو انہوں نے کہا اس طرح تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جنگ کریں گے جس کا ہم مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور وہ غالب آ کر ہم کو روند ڈالیں گے اور ہم ان کے حکم کے تابع ہو جائیں گے اب ہم اپنے دین پر قائم ہیں اور معاہدہ کی مدت میں ہیں، پس وہ نوفل بن معاویہ سے ملا اور کہنے لگا قوم کے پاس کوئی چیز موجود نہیں ہے اور وہ واپسی پر عینیہ اور حارث سے ملا اور انہیں بتایا کہ میں نے اس کی قوم کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اس پر یقین کر لیا ہے پس اس آدمی سے میانہ روی اختیار کرو اور معاملے کے متعلق غور و تدبر کرو پس انہوں نے ایک آدمی کو آگے اور دوسرے کو پیچھے کیا۔

(مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۲۹)

(۶)

غزوۃ القضیہ[1] ___ شوال سنہ

اسلام اور بُت پرستی کے درمیان ہونے والی جنگ کے رُخ کو مفاد

---

[1] اس کو عمرۃ القضاء، عمرۃ القضیہ اور عمرۃ القصاص بھی کہتے ہیں، الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۲۵۴ پر بیان ہے کہ یہ نام قول الٰہی الشہر الحرام والحرمات قصاص کے زیادہ مناسب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی طرف موڑنے میں جس واقعہ نے سب سے گہرا اثر ڈالا اور جس سے قریش کی ذہنیت میں انقلاب پیدا ہوا اور جس سے قریش اور مکہ کے پڑوس میں رہنے والے دیگر عربوں کے اذہان میں جاگزین غلط مفاہیم اور اسلام اور اس کے اتباع کے متعلق غلط تصورات کی تصیح ہوئی، وہ اہم واقعہ جس سے یہ سب انقلابات اور تصیحات پیدا ہوئیں، اصحاب مغازی وسیر کے نزدیک عمرۃ القضیہ یا غزوۃ القضیہ ہے۔

اور یہ وہ عمرہ ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے اس عمرہ کی قضا میں کیا جس کی ادائیگی سے مسلمانوں کو ذوالقعدہ ۶ھ میں روک دیا گیا تھا، اور وہ احرام باندھنے کے بعد عمرہ کی ادائیگی کے بغیر مدینہ واپس آگئے تھے اور یہ اس تاریخی صلح کے بموجب ہوا جو حدیبیہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان ہوئی تھی اور جسے صلح حدیبیہ کا نام دیا گیا تھا۔

اور یہ تاریخی عمرہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق مکمل ہوا کہ لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون فعلم اللہ مالم تعلموا فجعل من دون ذلک فتحا قریبا[1]

ہم نے اس سلسلہ کی پانچویں کتاب میں نزاع کا مکمل واقعہ اور اس عظیم اختلاف کے مراحل کو جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قوم قریش کے درمیان پیدا ہو گیا تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے قریب تھا کہ اس سے

---

[1] الفتح ۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریقین کے درمیان تباہ کن جنگ ہو جاتی اور جس کی انتہا اس تاریخی صلح پہ ہوئی جس کے بموجب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا کہ آپ اپنے اصحاب سمیت مکہ میں داخل ہوئے بغیر مدینہ واپس چلے جائیں گے اور آپ نے حدودِ حرم سے باہر حدیبیہ میں اپنا احرام کھول دیا اور مدینہ واپس آ گئے۔

صلح کا درمیانی حل

حدیبیہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان قریش کے درمیان جس بات پر اتفاق ہوا وہی درمیانی حل تھا جس نے اس اہم نزاع کو روک دیا جس سے قریب تھا کہ فریقین کے درمیان قریش کی لاف وگزاف اور عناد و سرکشی سے سخت جنگ برپا ہو جاتی۔ سنہ ۶ ھ میں حدیبیہ میں ہونے والی صلح جس حل پر مشتمل تھی اس کا فیصلہ یہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس چلے جائیں اور آئندہ سال انہیں عمرہ کرتے ہوئے مکہ میں داخل ہونے کا حق حاصل ہو گا، جیسا کہ ہماری پانچویں کتاب صلح حدیبیہ مفصل بیان ہوا ہے اس صلح کی دفعات ان اکثر صحابہ کی ناراضگی کا محل نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ان کی ناراضگی کی اصلیت یہ تھی کہ وہ ظاہر میں اسے ہلاکت پر محمول کرتے تھے ان میں سے بعض نے اس کا نام مسلمانوں کو ذلیل کرنے والی صلح رکھا مگر باوجود اس صلح کی ناپسندیدگی کے انہیں خاموشی اور تسلیم کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا کیونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنا اور آپ کی منشاء کے خلاف ورزی ان کے بس میں نہ تھا اس لیے کہ آپ ہر کام اپنے رب کے امر سے کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلح نے خونریزی کو کیسے روکا

واقعہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بات پر رضا مند ہونا کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ واپس چلے جائیں گے اور آئندہ سال عمرہ ادا کریں گے، یہ ایک ایسا درمیانی حل تھا جس نے نزاع کا خاتمہ کر دیا اور آپ کا اس حل کو قبول کر لینا ان بہت سے خونوں کی حفاظت کا سبب بن گیا جن کا حرم میں بکثرت بہایا جانا ممکن تھا، اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے اس دن کے جوشیلے جذبات کو قبول کر لیتے تو مناسک عمرہ کی ادائیگی کے لیے اسلحی قوت سے حرم میں داخل ہو جاتے جیسا کہ اکثر صحابہ کی خواہش تھی جو اپنے حقِ طواف وسعی کو حاصل کرنے کے لیے بنوکِ شمشیر مکہ میں داخل ہونے کو ترجیح دیتے تھے کہ وہ اپنے عمرہ کی ادائیگی کے بغیر مدینہ واپس نہیں جائیں گے۔

غیر مکتوب قانون عام

عمرہ کی ادائیگی (طواف بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا) ہر انسان کا حق ہے، خواہ وہ کوئی بھی ہو وہ اس حق کو لے سکتا ہے خواہ وہ خود حرم کے باشندوں کے ساتھ حالتِ جنگ میں ہو یہ وہ غیر مکتوب قانون ہے جس پہ ہزاروں سال سے جزیرہ عرب کے تمام باشندے متفق ہیں لیکن قریش کے سروں پہ عناد سوار تھا، شیطان انہیں دوڑا کر عناد اور بڑائی کے راستوں پہ لے گیا اور انہوں نے ازراہِ ظلم و تکبّر اور ریاء و سرکشی اس سال مسلمانوں کو عمرہ کی ادائیگی کے لیے حرم میں داخل ہونے سے باصرار (بنوک شمشیر) روک کر اس قانون کو توڑ دیا حالانکہ مسلمانوں کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ مکہ میں داخل ہوں اور اپنے راستے میں حائل ہونے والے سے جنگ کریں اور قریش کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عناد اور لاف وگزاف کے جواب میں اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثریت کی یہی رائے تھی لیکن نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم (جو زمین میں صلح کی بنیادیں مضبوط کرنے آئے تھے) نے دیکھا کہ قریش کے عناد کے مقابلہ میں اس جیسے عناد کا اظہار (جیسا کہ اکثر صحابہ کی رائے تھی) پُر امن حرم کے اندر تباہ کن جنگ کو بھڑکانے کا سبب بن جائے گا جس کا نہ کوئی جواز ہے نہ ضرورت۔

اس لیے آپ نے اس درمیانی حل کو قبول کر لیا جسے قریش کے نمائندے اور مختار اوّل سہیل بن عمرو عامری نے پیش کیا اور صلح کی دستاویز میں لکھوایا حالانکہ صحابہ کی اکثریت نے اس حل کی قبولیت میں معارضہ کیا تھا کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ قریش کے نمائندے نے صلح حدیبیہ کی دستاویز میں جو شروط لکھوائی ہیں ان کی اکثریت کا قبول کرنا ـــــ جن میں یہ درمیانی حل بھی شامل تھا ـــــ ان کے دین کے بارے میں ان پر ذلت تھوپنا ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ فاروق نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی صراحت کی اور جب کہ وہ مجلس رسولؐ میں صلح پر اپنے سخت معارضہ کا اظہار کر رہے تھے:

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کو، جب انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قریش کے پیش کردہ حل کو قبول کرنے پر اپنی بے قراری اور غصے کا اظہار کیا، عام انسانوں کی طرح ملامت نہیں کی جا سکتی، کیونکہ اس حل کا فیصلہ یہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب اس سال (سنہ ۶ھ) بغیر مناسک ادا کیے واپس مدینہ چلے جائیں، حالانکہ عسکری لحاظ سے جب قریش بزورِ قوت ان کی راہ میں حائل ہوتے تو وہ اسے ادا کرنے کی قدرت رکھتے تھے۔

جب انہوں نے ان سخت شروط پر مشتمل صلح کا معارضہ کیا تو انہیں ملامت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کی جا سکتی کیونکہ انہوں نے انہیں ایک عام انسان کی نگاہ سے دیکھا تھا (اور حضرت نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی نسبت سے وہ عام آدمی تھے) اور عملاً عام آدمی کا فہم محدود ہوتا ہے.... جب اس نے صلح حدیبیہ کے مذاکرات میں قریش کے نمائندے اور مختار سہیل بن عمرو کی لکھوائی ہوئی شروط کو دیکھا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبول کر لیا تو سب سے پہلے اس پر یہ واضح ہوا کہ یہ شروط مسلمانوں کی مکمل حق تلفی کی حامل ہیں۔

مثلاً مسلمان اپنے آپ کو کیسے اس بات پر راضی کر سکتے ہیں کہ وہ قبول کر لیں کہ مشرکین ان کو بیت اللہ سے روکیں جب کہ وہ حدودِ حرم تک پہنچ چکے تھے پھر عمرہ کی ادائیگی کے لیے سینکڑوں میل کا سفر کر کے مناسک عمرہ کی ادائیگی کے بغیر واپس چلے جائیں حالانکہ اگر قریش مناسک کی ادائیگی میں بزورِ قوت رکاوٹ بنتے تو وہ عسکری لحاظ سے مناسک کی ادائیگی کی طاقت رکھتے تھے۔

لیکن نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے بہت زیادہ مستقبل کا ادراک رکھتے تھے اور اللہ کی جانب سے وہ کچھ جانتے تھے کیونکہ آپ آسمان سے براہِ راست تعلق رکھتے تھے (ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ) آپ نے اس درمیانی حل کو جسے صلح کی دستاویز میں قریش کے نمائندے اور مختار نے لکھوایا تھا، قبول کرنا مناسب سمجھا، پس آپ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ حرم کے باہر اپنے احرام کھول دیں اور مدینہ واپس چلے جائیں اور آئندہ سال اپنے عمرہ کے مناسک ادا کریں جیسا کہ معاہدہ صلح کی دفعات میں اس کی صراحت موجود ہے اور جیسے ہم نے اسے اس سلسلہ کی پانچویں کتاب "صلح حدیبیہ" میں مفصل بیان کیا ہے.... تقریباً تمام صحابہ نے اپنے احرام اُتار دیے اور حدیبیہ میں اپنی قربانیوں کو ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال ہونے کی جگہ پر پہنچنے سے قبل ذبح کرنے میں تردد کیا، یہاں تک کہ انہوں نے اس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر دیا، انہوں نے جب تک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی قربانی ذبح کرتے نہ دیکھا اس وقت تک انہوں نے نہ اپنی قربانیاں ذبح کیں اور نہ اپنے احرام کھولے۔

مورخین اس امر پر متفق ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرائط صلح قبول کرنے کی وجہ سے قریب تھا کہ مسلمان اس غم کی وجہ سے جو ان پر نازل ہوا تھا ہلاک ہو جائیں کیونکہ ان کے دل ان شرائط کو گوارا نہ کرتے تھے اگر انہیں اپنے نبی کی اطاعت کا التزام نہ ہوتا۔ تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔

صلح حدیبیہ کے فوائد

علاوہ ازیں جن صحابہ نے ـــــ محض حدیبیہ سے مدینہ واپس آنے پر ـــــ اس صلح کا شدید معارضہ کیا تھا، انہوں نے اس صلح سے جسے اُنھوں نے ناپسند کیا اور اس سے مغموم ہوئے تھے، برکات اور فوائد حاصل کیے جو ان پر آہستہ آہستہ واضح اور وارد ہونے لگے، پس مسلمانوں کے یقین میں اضافہ ہو گیا کہ ان کا نبی ان سے بہت بڑھ کر سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُسے جو حکمت عطا فرمائی ہے کسی بشر کے لیے اس کی گہرائی کو ناپنا اور اس کے دُور رس نتائج کا ادراک کرنا ممکن نہیں اور یہ کہ اس کا قول و فعل حق ہوتا ہے اور جس صلح کو انہوں نے ناپسند کیا تھا اس نے مسلمانوں کو ہر میدان میں سیاسی اور معنوی فتوحات عطا فرمائیں جسے کوئی حربی معرکہ جس میں مسلمانوں نے شمولیت کر کے شرک اور بت پرستی کی چھاؤنی پر فتح پائی، متحقق نہ کر سکا۔

مکہ میں مسلمانوں کا عمرہ کرنا

صلح حدیبیہ جہاں مسلمانوں کے لیے حدیبیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے رجب سے آج کل شمسی کہتے ہیں، مکہ میں داخل ہوئے بغیر مدینہ واپس جانے کا اعلان کرتی ہے وہاں انہیں اس صلح کے پختہ ہونے کی تاریخ سے مکہ میں عمرہ کے لیے داخل ہونے کی بھی اجازت دیتی ہے ... یہ صلح ذوالقعدہ سنہ ۶ھ میں ہوئی تھی اس لیے مسلمانوں نے اس صلح پر پورا ایک سال گزرنے کے بعد بطور قضاء مناسکِ عمرہ ادا کیے اس وجہ سے اس تاریخی عمرہ کو عمرۃ القضاء یا عمرۃ القضیہ کہتے ہیں۔

ماہ ذوالقعدہ سنہ ۷ھ میں (خیبر میں یہودیوں پر مسلمانوں کو زبردست فتح حاصل ہونے کے قریباً گیارہ ماہ بعد اور فتح مکہ اور غزوہ حنین سے گیارہ ماہ قبل) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں منادی کروائی جس میں انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ جانے کے واسطے تیار ہو جائیں ——— اس عمرہ کی قضا کے لیے جس سے گذشتہ سال مشرکین نے انہیں روک دیا تھا ——— اور آپ کے فیصلہ کن حکم میں یہ بات بھی تھی کہ اس عمرۃ القضاء میں ان لوگوں میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہے جو سنہ ۶ھ میں حدیبیہ میں موجود تھے اور بیت اللہ کی زیارت سے روکے گئے تھے، صحابہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپیل پر لبیک کہا اور آپ کے احکام پر عمل کیا اور حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں میں سے کوئی شخص بھی عمرۃ القضاء سے پیچھے نہ رہا سوائے ان آدمیوں کے جنہیں خیبر کے فیصلہ کن معرکہ میں شہادت نصیب ہوئی یا جنہیں عمرۃ القضاء کی میعاد کی آمد سے قبل مقررہ موت نے آلیا۔

عمرۃ القضاء ادا کرنے والوں کی تعداد

اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں کو بھی جو حدیبیہ میں موجود نہیں تھے اور آپ کے ساتھ عمرہ کرنے کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانا چاہتے تھے اپنے ساتھ عمرہ کرنے سے نہیں روکا ، پس آپ کے ساتھ اصحاب الشجرہ اہل حدیبیہ کے علاوہ (حدیبیہ میں حاضر نہ ہونے والے چھ سو آدمیوں نے عمرہ کیا ، یہ وہ لوگ تھے جو یا تو حدیبیہ سے پیچھے رہ گئے تھے یا اس کے بعد مسلمان ہوئے تھے اس تاریخی سال میں عمرہ ادا کرنے والے صحابہ کی تعداد دو ہزار تھی۔

جب مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان سنا کہ آپ انہیں مکہ کی طرف عمرہ کے لیے جانے کی تیاری کا حکم دے رہے ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے ، خصوصاً وہ مہاجرین (جو دوسروں سے زیادہ تھے) جن کے دل اپنے پہلے وطن اور مرز بوم کی طرف اُڑے جاتے تھے۔

قائم مقام امیر مدینہ جب صحابہ نے مکہ کے طویل سفر کے لیے مکمل تیاری کر لی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقررہ دن پر مدینہ کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تو آپ نے حسب دستور ایک فرمان نبوی صادر فرمایا جس کے بموجب آپ نے ابو ذرہم[1] غفاری کو مدینہ کا امیر مقرر کیا جو آپ کی نیابت میں مکہ مکرمہ سے آپ کی واپسی تک اس کے نظم ونسق کا انتظام کریں گے۔

اس عمرہ میں قربانیوں کی تعداد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ابو ذرہم ، اصابہ میں ہے کہ ان کا نام کلثوم بن حصین بن خالد بن العسعس بن احمس بن غفار تھا آپ اپنے نام اور کنیت سے مشہور تھے آپ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں شامل تھے اور بدری بھی تھے اور ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو غزوہ تبوک میں شامل ہونے کے لیے اپنی قوم کو جمع کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے ساتھ حرم تک لے جانے کے لیے ساٹھ اُونٹ تیار کیے اور یہ وہی تعداد ہے جو آپ حدیبیہ کے سال اپنے ساتھ لے گئے تھے اور مجبوراً آپ نے اسے اس سال مشرکین کے بیت اللہ سے روکنے پر اصرار کرنے کی وجہ سے، حدودِ حرم سے باہر حدیبیہ میں ذبح کر دیا تھا۔ جیسا کہ ہمارے اس سلسلہ کی پانچویں کتاب صلح حدیبیہ میں زیادہ مفصل بیان ہوا ہے۔

اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی پر، ناجیہ بن جندب اسلمی کو مقرر کیا اور حدیبیہ کے سال آپؐ جو قربانیاں لے گئے تھے ان پر بھی اسے ہی مقرر کیا تھا اس دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیوں کی دیکھ بھال کے لیے اس کی مدد کے لیے اسلم (ناجیہ بن جندب کی قوم) کے چار نوجوانوں کا اضافہ کر دیا[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام کہاں سے باندھا

اس عمرۃ القضاء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد کے دروازے سے مدینہ کے اندر احرام باندھا یعنی آپ نے مالوف میقات (ذوالحلیفہ) سے احرام نہیں باندھا، واقدی اس کا سبب بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھ سے ابن ابی سبرہ نے موسےٰ بن میسرہ سے اس نے جابر بن عبد اللہ سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے دروازے سے احرام باندھا اور آپ فرع کے راستے کی طرف چلے اور اگر آپ ایسا نہ کرتے تو بیابان سے تکبیر کہتے۔

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتیاطاً ہتھیار ساتھ لینا

اگرچہ قریش مکہ کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت صلح میں تھے اور معاہدہ حدیبیہ بھی یہ بیان کرتا تھا کہ مسلمان (مکہ کے اندر) میان میں کی ہوئی تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار نہ اٹھائیں، پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمرہ میں مدینہ سے اپنے ساتھ کچھ حربی سامان ساتھ لے لیا، (تلواریں، خود، زرہیں اور نیزے) جو آپ کے ساتھی صحابہ کو مسلح کرنے کے لیے کافی تھا اور جن کی تعداد دو ہزار تھی اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو سواروں کا ایک مسلح دستہ تیار کیا اور ان سواروں کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ حدودِ حرم تک آپ کے آگے آگے چلیں۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا تو آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے مناقشہ کیا کہ اس طور ہمیں مکمل طور پر ہتھیار اُٹھانے کا مفہوم یہ لیا جائے گا کہ آپ نے معاہدہ حدیبیہ کو توڑ دیا ہے آپ نے انہیں سمجھایا کہ جو کچھ ان کے ذہنوں میں سما گیا ہے وہ اس کے متعلق نہیں سوچتے اور نہ ہی اس طور آپ کے ہتھیار اُٹھانے کا مقصد ہتھیاروں کے ساتھ حرم میں داخل ہونا ہے ..... یہ صرف ہنگامی حالات کی تیاری کے لیے کیا گیا ہے آپ نے اندازہ لگایا کہ مسلمانوں کے بے ہتھیار ہونے کی صورت میں، کہیں قریش موقع پا کر مسلمانوں سے مناسک کی ادائیگی کے دوران بد عہدی نہ کر دیں۔

اس لیے آپ نے مکمل ہتھیار ساتھ لے جانے کا حکم دیا اور احتیاطاً اپنے آگے ہراول کے طور پر سواروں کا ایک دستہ تیار کیا پھر آپ نے ان لوگوں کو سمجھایا جنہوں نے مکمل ہتھیار ساتھ لے جانے پر اپنی آراء کا اظہار کیا تھا کہ ہتھیاروں کا اُٹھانا، صلح حدیبیہ کی شرائط کی خلاف ورزی ہو گا آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں سمجھایا کہ آپ نصاً اور روحاً معاہدہ حدیبیہ کی پابندی کریں گے اور حدود حرم تک ہتھیار ساتھ لے جائیں گے اور وہاں پر حرم سے باہر اپنے بعض اصحاب کی حفاظت میں ہتھیار چھوڑ دیں گے تاکہ وہ مجبوری کے وقت ان ہتھیاروں کی پناہ لیں اور معاہدہ حدیبیہ کی پابندی کرتے ہوئے وہ اپنے کسی ساتھی کو ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ حرم کے اندر میان میں کی ہوئی تلوار کے سوا کوئی ہتھیار اُٹھائے۔

واقدی کا بیان ہے کہ مجھ سے معاذ بن محمد نے، عاصم بن عمر سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار خود، زرہیں اور نیزے اُٹھائے اور سو سواروں کی قیادت کی اور جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے سواروں کو اپنے آگے بھیجا اور وہ سو سوار تھے جن کے سالار محمد بن مسلمہ تھے اور آپؐ نے ہتھیار بھی آگے بھیجے اور بشیر بن سعد کو ان کا نگران مقرر کیا آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپؐ نے ہتھیار ساتھ لے لیے ہیں، حالانکہ مشرکین نے ہم پہ شرط عائد کی ہے کہ ہم ان کے پاس ننگے ہتھیاروں کے ساتھ نہ آئیں، تلواریں میانوں میں ہوں آپ نے فرمایا ہم حرم میں ہتھیاروں کے ساتھ ان کے پاس نہیں جائیں گے لیکن وہ ہمارے نزدیک ہی ہوں گے، اگر لوگوں نے ہم پر حملہ کیا تو ہتھیار ہمارے نزدیک ہی ہوں گے [1]

مدینہ سے روانگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کی مکمل تیاری کے بعد رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ سے بلند آواز سے تلبیہ اور تکبیر و تہلیل کہتے

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صـ۷۳۳ و تاریخ طبری جلد ۳ صـ۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے روانہ ہوتے اور یہ ایک جذبات کو ابھارنے والا منظر تھا اور ماضی کی یادوں کا جامع تھا پس مومنین کے دل ایک ایسے فخر میں جس کے ساتھ شان دار فتح کی ملونی بھی تھی آوازیں بلند کرنے لگے اور وہ فتح، عقیدہ حق پر ثابت قدمی اور ان چوپائی بگولوں کے آگے ٹوٹ جانے کا حاصل تھی جو ہجرت سے قبل مکہ میں کمزوری کے ایام میں مومنین کے خلاف اٹھے تھے جو ایک چھوٹی سی آقلیت ہوتے ہوئے کئی قسم کی دہشت گردی، گھبراہٹ اور قتل کا سامنا کر رہے تھے اور کبھی انہیں وحشیانہ اور رذیلانہ عذابوں سے دبایا جاتا اور یہ ان کے سامنے اس طرح ڈٹ جاتے جیسے ٹھوس پہاڑ، تند و تیز آندھیوں کے سامنے ڈٹے رہتے ہیں۔

عقیدہ پر ثابت قدمی کے ثمرات

اس شاداب اور پختہ پھل کے کیا کہنے، جسے پختہ عقیدہ کے موریچوں کے پیچھے ڈٹے رہنے والے مصائب و تکالیف کی موجوں کے مقابلہ کے لیے چنتے ہیں یہی وہ کل کے دھتکارے ہوئے لوگ ہیں جو (ایک چھوٹی سی آقلیت ہوتے ہوئے) کافر، ظالم اور متکبر اکثریت کے ہاتھوں ظلم و جور کا نشانہ بنے، ہاں یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے سات سال قبل چھپتے چھپاتے اور خوف زدہ ہو کر اپنے دین کو ساتھ لیے مکہ کو، بت پرستی کی گرفت اور شرک کے حملہ کے خوف سے چھوڑا تھا، ہاں آج وہی لوگ مومنانہ فخر اور مسلمانانہ اعتماد کے ساتھ مرکز قوت سے سربلند ہو کر مکہ میں داخل ہونے کے لیے روانہ ہو رہے ہیں مگر ان کے کل کے دشمنوں اور جلادوں میں سے کوئی ایک شخص بھی ان پر ظلم کرنا تو کجا، ان کے راستے میں حائل ہونے کے متعلق بھی سوچ نہیں سکتا جیسا کہ وہ کل اور سات سال قبل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کرتا تھا۔

مسلمانوں کے اسلحہ لانے پہ قریش کا احتجاج

جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں سے سو سواروں کو منتخب کیا اور ان کے سالار محمد بن مسلمہ انصاری کو حکم دیا کہ وہ مکہ تک بطور ہراول ان کو آپ کے آگے آگے لے چلے، یہ کام آپ نے بطور احتیاط اور بچاؤ کے کیا تھا، اس طرح آپ نے اسلحہ اور جنگی سامان بھی آگے بھیج دیا جس سے مکہ میں آپ کی پارٹی مجبوری کی صورت میں کام لے سکتی تھی آپؐ نے اس اسلحہ اور سامان کو مشہور جانباز سالار بشیر بن سعد انصاری کے ساتھ آگے بھیجا پھر آپ اپنے بقیہ اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے آپ اپنی اونٹنی قصویٰ کی پشت پہ سوار ہو کر ان کے آگے آگے چل رہے تھے اور آپؐ کے اصحاب آپؐ کو تمام اطراف سے گھیرے ہوئے تھے اور ان کی تکبیر و تہلیل اور تلبیہ کی آوازیں آسمان کی بلندی کو چیر رہی تھیں اور ان کے آگے آگے ساٹھ اونٹ پھیلے ہوئے تھے، یہ مکہ میں ذبح کرنے والی قربانی تھی۔

قریش کو بھی معاہدہ حدیبیہ کی وضاحت کے مطابق توقع تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مناسک عمرہ کی ادائیگی کے لیے آئیں گے، ان کے سرداروں نے اپنے کئی جاسوسوں کو بھیجا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کی خبروں کی ٹوہ لگانے کے لیے حرم سے دور کے علاقے میں چلیں پھریں اور انھیں مسلمانوں کی وضع اور مکہ کی طرف ان کے آنے کی پوزیشن کے متعلق مفصل بتائیں۔

قریش کے جاسوس حالات کی دریافت میں مرالظہران تک جا پہنچے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اس جگہ کو آج کل وادی فاطمہ کہا جاتا ہے) وہاں پر انہوں نے ایک مکمل ہتھیار بند سوار دستہ دیکھا جس کی قیادت محمد بن مسلمہ انصاری کر رہا تھا اسی طرح انہوں نے بہت سا اسلحہ اور مکمل سامانِ جنگ بھی دیکھا جسے وسائل نقل وحمل اور دو آدمی اُٹھائے ہوئے تھے جو اس کے مکلف تھے اور ان کی قیادت اور نگرانی بشیر بن سعد انصاری کر رہا تھا، اس بات نے انہیں خوفزدہ کر دیا اور انہوں نے محمد بن مسلمہ سے پوچھا، کیا خبر ہے؟ تو اس نے انہیں بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مرالظہران میں ہوں گے پس وہ اپنے راستوں سے عنقریب تمام مکہ کو واپس لوٹ گئے اور انہوں نے محمد بن مسلمہ اور بشیر بن سعد اور ان کے آدمیوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بقیہ اصحاب کے ہمراہ تھے کے پاس جو ہتھیار اور گھوڑے دیکھے تھے ان کے متعلق قریش کے سرداروں کو اطلاع دی، پس قریش کو اس سے بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور ان کے قائدین کے اذہان میں یہ بات سما گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آگے اسلحہ اور ہتھیار بند سوار بھیج کر صلح حدیبیہ کو توڑ دیا ہے اور بلاشبہ وہ قریش سے جنگ کرنے اور بزور قوت مکہ پر قبضہ کرنے کے لیے آئے ہیں، حالانکہ فریقین کے درمیان صلح قائم تھی، لہٰذا قریش نے دارالندوہ میں اپنے خیال کے مطابق بحث کے لیے ایک فوری میٹنگ منعقد کرنے میں جلدی کی، ان کا خیال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فریقین کے درمیان صلح کی موجودگی میں ان کے خلاف جنگ کا عزم کر لیا ہے۔ دارالندوہ میں صورتِ حال کا جائزہ لینے کے بعد قریش نے کچھ دیر انتظار کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ کہ ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے بھیجا جائے کہ مکمل ہتھیار بند سواروں کے لانے سے ان کے حقیقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امداد سے کیا ہیں حالانکہ آپ کی ان کے ساتھ صلح ہے اور ہجرت سے قبل آپ کی آمد فقط عمرہ کے لیے تھی۔

یا جج میں قریشی وفد کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مرانظہران (وادی فاطمہ) میں پہنچے، یہاں سے آپ نے گھوڑوں اور ہتھیاروں کو یا جج کے نشیب میں، حرم کے انصاب[1] کے قریب بھیج دیا پھر آپ اور آپؐ کے بقیہ اصحاب بھی ان کے ساتھ جاملے اور وہاں پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ ڈیرہ ڈال دیا اور ان کے پاس جنگ کا مکمل سامان گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ موجود تھا۔

جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ — جن کی تعداد دو ہزار تھی — وادی یا جج کے نشیب میں پڑاؤ کیا وہاں پر مکرز بن حفص عامری کی سرکردگی میں متعدد قریشی زعماء سے تشکیل شدہ وفد بھی پہنچ گیا، مکرز بن حفص عامری اس قریشی وفد کا بھی ممبر تھا جس نے سہیل بن عمرو کے ساتھ حدیبیہ کے مذاکرات میں حصہ لیا تھا۔

اس قریشی وفد نے وادی یا جج میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات کے دوران آپؐ کو اپنے خوف کے بارے میں اطلاع دی اور اس پر دلیل یہ پیش کی کہ آپ اسلحہ اور بہت سے گھوڑوں کے ساتھ

---

[1] انصاب ان پتھروں کو کہا جاتا ہے جو جاہلیت میں کعبہ کے اردگرد کھڑے کیے گئے تھے اور ان پر جانور ذبح کیے جاتے تھے (مترجم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے ہیں اور آپ اپنے لیے (ان کے تصور کے مطابق) مکہ سے جنگ کرنا اور اس تمام اسلحہ سمیت اس میں داخل ہونا کیسے جائز سمجھتے ہیں حالانکہ قریش نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی جو اس عہد کے منافی ہو جو ایک سال قبل فریقین کے درمیان حدیبیہ میں ہوا تھا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے وہ تمام خوف دُور کر دیے جو اُن پر حملہ آور ہو رہے تھے اور انھیں یقین دلایا کہ وہ حدیبیہ میں کیے گئے عہد پر قائم ہیں اور آپ اپنے اصحاب میں سے ہرگز کسی کو اس عمرہ میں حرم کے اندر ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں دیں گے سوائے سوار کے ہتھیار کے (یعنی تلوار جو میان میں ہوگی) جیسا کہ صلح حدیبیہ کی دفعات میں اس کی وضاحت موجود ہے پس قریشی وفد مطمئن ہو گیا اور قریش کو مطمئن کرنے اور ان کے اس خوف کو جس نے انہیں مضطرب کر دیا تھا دُور کرنے کے لیے مکہ واپس آگیا۔

واقدی کا بیان ہے کہ محمد بن مسلمہ سواروں کے ساتھ مرالظہران کی طرف چلا گیا تو وہاں اس نے قریش کی ایک جماعت دیکھی انہوں نے محمد بن مسلمہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل انشاء اللہ اس مقام پر ہوں گے، انہوں نے بشیر بن سعد کے پاس بہت سے گھوڑے اور ہتھیار دیکھے تو انہوں نے فوراً جا کر قریش کو ان کے متعلق بتایا تو قریش گھبرا گئے اور کہنے لگے قسم بخدا ہم نے کوئی بات نہیں کی اور ہم صلح حدیبیہ کی تحریر اور مدت پر قائم ہیں پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ کس وجہ سے جنگ کر رہے ہیں؟ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہران میں اترے اور آپ نے ہتھیاروں کو یاجج کے نشیب میں آگے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیج دیا جہاں سے حرم کے انصاب نظر آتے تھے اور قریش نے مکرز بن حفص بن احنف کو قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا اور انہوں نے وادی یاجج میں آپ سے ملاقات کی جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں قربانیوں اور ہتھیاروں کے ساتھ موجود تھے انہوں نے آپ سے مل کر کہا ، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قسم بخدا کوئی چھوٹی بڑی خیانت نہیں ہوئی آپ حرم میں ہتھیاروں کے ساتھ اپنی قوم کے پاس آئے ہیں حالانکہ آپ نے شرط لگائی ہوئی ہے کہ آپ مسافر کے ہتھیار کے ساتھ آئیں گے یعنی تلواریں میانوں میں ہوں گی ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اسی طرح آئیں گے پھر مکرز بن حفص اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ واپس چلا گیا اور کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری شرط کے مطابق ہتھیاروں کے ساتھ نہیں آئیں گے [1]

حدود مکہ کے قریب اسلحہ جمع کرنا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس عمرہ میں جو اسلحہ ساتھ لائے تھے آپ نے اُسے وادی یاجج کے نشیب میں جمع کرنے کا حکم دیا چونکہ وہ بڑی مقدار میں تھا اس لیے آپ نے حکم دیا کہ آپ کے اصحاب میں سے دو سو جوان اوس بن خولی انصاری کی قیادت میں اس کی حفاظت کریں اور جو لوگ مناسک عمرہ ادا کر لیں وہ آ کر اوس بن خولی اور اس کے ساتھیوں کی جگہ اسلحہ کی حفاظت کا کام سنبھال لیں تاکہ اوس اور اس کے دو سو ساتھی بھی اپنے بھائیوں کی طرح عمرہ کے مناسک ادا کر لیں اور عملاً اسی طرح ہوا کہ دو سو صحابہ نے مکہ سے واپس آ کر اوس بن خولی اور اس کے

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ ص ۷۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھیوں کی جگہ اسلحہ کی حفاظت کا کام سنبھال لیا۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے عائذ بن یحییٰ نے ابی الحویرث سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بن خولی کی سرکردگی میں دو سو آدمیوں کو ہتھیاروں کی حفاظت کے لیے پیچھے چھوڑا —— پھر واقدی عمرۃ القضیہ کی تفاصیل بیان کرنے کے بعد کہتا ہے کہ جب آپ کے اصحاب میں سے دو سو آدمیوں نے طواف کر لیا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ وادی یاجج میں اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جائیں اور ہتھیاروں کی حفاظت کریں اور دوسرے آکر اپنے مناسک ادا کریں تو انہوں نے اسی طرح کیا[1]

قریش کا مکہ سے باہر چلے جانا

حدیبیہ کی تاریخی صلح جس کے بموجب مسلمان مناسک عمرہ کی ادائیگی اور تین دن کے قیام کے لیے مکہ میں داخل ہوئے تھے اس کی دفعات قریش کو اس بات کا پابند نہیں کرتیں کہ جب مسلمان مکہ میں عمرہ کے لیے آئیں اور وہاں تین دن قیام کریں تو وہ مکہ سے باہر چلے جائیں، لیکن مسلمانوں کے تقضائے عمرہ کے لیے مکہ میں داخل ہونے پر قریش نے از خود مکہ سے باہر چلے جانے کو ترجیح دی .... انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ مکہ سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جائیں گے کیونکہ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ یہ بات ان کے لیے ناقابل برداشت ہو گی کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو بیت اللہ کا طواف کرتے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے اور بغیر کسی رکاوٹ کے مکہ کے قبیلوں کے درمیان آزادانہ طور پر گھومتے

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صـ۷۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھرتے دیکھیں حالانکہ یہ وہی لوگ تھے جو کل اس حال میں یہاں سے نکلے تھے کہ ان کے سرداروں کی تلاشی لی جاتی تھی اور جب سے قریش نے ان کے خون کو مباح قرار دیا تھا اور ان کے سردار اور نبی کا سر لانے والے کے لیے سو اونٹ انعام مقرر کیا تھا، موت ان کو ہر جگہ پر تلاش کرتی پھرتی تھی اور صلح حدیبیہ کے بعد بھی بیت اللہ کا طواف کرنا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا تو کجا یہ لوگ حدود حرم کے قریب آنے کی بھی استطاعت نہیں رکھتے تھے لہٰذا ربُت پرستانہ سیاہ کینے کے دباؤ کے تحت) قریش نے فیصلہ کیا کہ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پہ چلے جائیں گے کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کو دیکھنا گوارا نہیں کرتے اور خود سادات قریش نے صراحت کی ہے جو مکہ کے اندر مسلمانوں کو نہ دیکھ سکتے اور ان کے احساس کی تلخی کی ترجمانی کرتی ہے۔

ابو قتادہ روایت کرتے ہیں کہ جب قریشی لیڈر (مکرز بن حفص عامری) وادی یا بج سے مکہ واپس گیا اور قریش کو تسلی دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت ان سے لڑنے کی نہیں، تو اس نے انہیں کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہتھیاروں کے ساتھ مکہ میں داخل نہیں ہوں گے تو قریش مکہ سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پہ چلے گئے اور مکہ کو خالی کر دیا اور کہنے لگے کہ ہم آپؐ کو اور آپ کے اصحاب کو نہیں دیکھیں گے [1]

دلکش منظر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوس بن خولی کی قیادت میں دو سو جوانوں کو وادی یا بج میں اسلحہ کی حفاظت کی خاطر چھوڑنے کے بعد، اس وادی سے ذی طویٰ کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں یہ

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانی کے جانوروں کو روکنے کا حکم دے دیا تاکہ آپ کے اصحاب پورے ہو جائیں، آپ اپنی ناقہ قصویٰ پہ ذی طویٰ کی جانب گئے اور آپ کے اصحاب تلواریں لٹکائے ہوئے تھے اور ان کے تلبیہ "لبیك اللّٰھم لبیك، لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك" کی آوازیں گونجتی تھیں اور یہ وہ تلبیہ تھی کہ اگر قریش کو سکت ہوتی تو وہ تلبیہ کہنے والے کی زبان کاٹ دیتے لیکن اب یہ بات ان کے بس میں نہ تھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کی پختگی سے ان کی ناک کاٹ دی اور انہیں بادلِ نخواستہ قبول کرنا پڑا کہ مسلمان اپنی اس شریعت کے مطابق جو بُت پرستی کے خاتمہ کی اساس پہ قائم ہے مکہ میں داخل ہو سکتے ہیں اس بُت پرستی پہ قریش آج تک قائم تھے اور دل وجان سے اس کا دفاع کرنا واجب جانتے تھے۔

جب ذی طویٰ پہ مسلمانوں کی جمعیت مکمل ہو گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ قصویٰ پہ اپنے اصحاب کے درمیان کھڑے ہو گئے، وقار اور ہیبت کا ہالہ ان کا احاطہ کیے ہوئے تھا پھر آپ ان کے ساتھ مکہ کے مقدس شہر کی طرف بڑھے اور اس کے شمال میں حجون کے پاس سے اس میں داخل ہوئے۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ قریش مکہ سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پہ چلے گئے تھے تاکہ وہ مکہ میں مسلمانوں کو نہ دیکھیں اور نہ ان سے ملیں۔ اور انہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں سے .... دور سے ۔ ایسی آنکھوں سے، قریب تھا کہ کفر وجاہلیت کا بغض وکینہ انہیں کچھ کہہ دے ـــــ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو مکہ کی طرف دھیرے دھیرے بڑھتے دیکھا، ان کی آوازیں تلبیۂ توحید "لبیك اللّٰھم لبیك لا شریك لك لبیك" سے شرک کو چیلنج کرتی ہوئی آسمان کی بلندی میں شگاف ڈال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی تھیں اور اس تلبیہ کو بلند آواز سے کہنے کی مثل اور کوئی چیز بُت پرستوں کے دلوں کو نہیں پھاڑتی، خصوصاً مکہ میں جو ابھی تک بُت پرستی کے اقتدار تلے تھے اور اس کا سب سے بڑا گڑھ تھا۔

قریشی مشرکوں نے مکہ کے پہاڑوں کی چوٹیوں پہ پناہ لے کر فرار سے مشابہ کارروائی میں اپنے سب سے بڑے ...... مخالف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے اصحاب کو دیکھا کہ ان کے وجود نے افق کو چھپا لیا ہے اور وہ مسلمانانہ غیرت، مومنانہ ثبات اور عابدِ صادق کے خشوع کے ساتھ جس کا دل اور چہرہ خدائے واحد کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکتا، مکہ کی جانب بڑھ رہے ہیں۔

مشرکین نے مکہ کے پہاڑوں کی چوٹیوں سے اس ہیبت ناک اور حیران کُن منظر کو دیکھا تو سیاہ ماضی کی یادیں ـــــ جس پہ سات سال سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا ـــــ ان کے دلوں کو سختی سے نوچنے لگیں، اور قریب تھا کہ وہ دل جنہیں ہمیشہ بُت پرستی کی جہالت کی تاریکیاں ڈھانپے رہتی تھیں اپنے سینوں کے پنجروں سے غیظ و غصے سے چھلانگ لگا دیتے۔

کیونکہ انہوں نے ـــــ ایسی آنکھوں سے جو دیکھی ہوئی چیز کی تصدیق کو تیار نہ تھیں ـــــ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مستعد جماعت کے ساتھ ان کی مرضی کے برخلاف پُرامن اور مطمئن انداز میں مکہ میں داخل ہوتے دیکھا تھا اس طرح آپ اس انداز پہ اور عزت کے اس مقام پہ اللہ تعالیٰ پہ فخر کرتے ہوئے اور پھر نفسیاتی اور اپنے اصحاب کی عظیم بشری قوت کے ساتھ جو آپ کا احاطہ کیے ہوئے تھی داخل ہوئے، حالانکہ ان کی منطق کی رُو سے) آپ وہ (نعوذ باللہ) دھتکارے ہوئے انسان تھے جو سات سال قبل اپنے ساتھی صدیق کے ساتھ خوفزدہ حالت میں مکہ سے نکلے تھے اور موت ہر جگہ پہ آپ کو تلاش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی پھرتی تھی اور آپ کے انتظار میں تھی، کیونکہ شرک کی تمام تلواریں اس روز آپ کے سر کی تلاش میں میان سے باہر ہو کر نکلی تھیں اور بُت پرست، کافر اور مجنون کیسے تنے (اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سازش سے بچ جائیں جو دارالندوہ میں آپ کو آپ کے بستر پہ قتل کرنے کے لیے تیار کی گئی تھی)

اس شخص کے لیے سو اونٹ انعام مقرر کیا تھا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ یا مُردہ حالت میں ان کے پاس لائے گا، اور آج وہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے پاس آرہا تھا لیکن اس طرح نہیں جیسے وہ چاہتے تھے بلکہ ان کی سخت ناپسندیدہ صورت میں داخل ہو رہے تھے جس کی طرف نظر اُٹھانا بھی ان کے دل برداشت نہ کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مکہ سے (اختیاراً) باہر چلے جانے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ اسے آپ کے اور آپ کے اصحاب کے لیے خالی کر دیں کیونکہ آپ اور آپ کے اصحاب ایمانی عزت کے جلو میں اور اسلامی قوت کی حفاظت میں سربلند ہو کر دو ہزار مہاجرین و انصار کی جماعت کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے جو اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد یوں دیکھ رہے تھے جیسے پھاڑنے والے شیر اپنے بچوں کی کچھار کی حفاظت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، اس مہیب ہیئت اور اس حیران کن منظر کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کرام کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جس میں تاریخ کی گہرائیوں سے خدا کے اس سچے وعدے کی گونج سنائی دے رہی تھی جو اس نے اپنے عظیم نبی اور اس کے معزز اصحاب سے کیا تھا... ولقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذالک فتحاً قریباً[1]

---

[1] الفتح ۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کی رُو سے صحابہ نے حضرت نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ کے بیابان میں اس صلح پر معارضہ کرتے ہوئے پوچھا، یارسول اللہؐ، کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا تھا کہ آپ مسجد الحرام میں داخل ہوں گے اور کعبہ کی کنجی حاصل کریں گے اور عرفہ جانے والوں کے ساتھ عرفہ جائیں گے؟ حالانکہ نہ ہمارے قربانی کے جانور بیت اللہ تک پہنچے ہیں اور نہ ہم؟ آپؐ نے انہیں جواب دیا، کیا میں نے تمہیں کہا تھا کہ تمہارے اس سفر میں یہ ہوگا؟ حضرت عمر بن الخطاب نے جواب دیا، نہیں، تو آپ نے فرمایا کہ تم عنقریب اس میں داخل ہوں گے اور میں کعبہ کی چابی لوں گا اور وادی مکہ میں، میں اور تم سر منڈائیں گے[1]

لیجیے آج وہ وعدہ پورا ہو رہا ہے جو ان سے کیا گیا تھا اور اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور کتب سیر میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور اس عمرۃ القضیہ کی سعی کی تو آپؐ نے عمر بن الخطاب کو جو صلح حدیبیہ کے سخت مخالف تھے، بلایا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا۔

عمرہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کہاں سے داخل ہوئے؟

اس عمرہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب، شمال سے حجون کے پاس سے داخل ہوئے اور آپ اور آپ کے صحابہ تلبیہ کہتے کہتے مکہ کے گھروں سے جا ملے اور وہاں پر انہوں نے تلبیہ کہنا ختم کر دیا[2]

---

[1] صلح حدیبیہ از مؤلف صـ ۲۵۷-۲۵۸ [2] مغازی الواقدی جلد ۲ صـ ۷۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری قصویٰ کی مہار پکڑے ہوئے تھے، اس ناقہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے اور آپ کی جماعت، حجون سے مسجد الحرام کی طرف مسلسل بڑھنے لگی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے انصار اور مہاجر صحابہ نے گھیر رکھا تھا اور آپ کے دائیں، بائیں اور آگے پیچھے ان کی صفیں منظم تھیں اور وقار و سکینت ان پر چھائی ہوئی تھی اور وہ اس عظیم معنوی فتح پر نہایت خشوع سے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔

اور جس شخص کو (خونریز دہشت گردی کے سائے میں) اپنے مرز بوم اور وطن اوّل سے نکلنے پر مجبور کر دیا جائے اس کے لیے سربلند اور طاقتور ہو کر واپس آنے سے اور کونسی بڑی اور لذیذ فتح ہو سکتی ہے اور وہ اپنے ان بیچر دشمنوں کی منازل میں گھومتا پھرتا ہو جنہوں نے کل اُسے عناد اور وحشیانہ پن اور سنگدلی سے اس کا سر کاٹنے کے لیے وطن سے نکال دیا تھا...

وہ ان کی منازل میں اس طرح پھرتا ہو کہ اُسے ایذا دینا تو کجا، اس کے راستے میں حائل ہونے کے متعلق کوئی سوچ بھی نہ سکتا ہو حالانکہ اگر انہیں پتہ چل جاتا کہ آپ ان کی دارالندوہ کی تیار کردہ سازش کو ناکام بنا کر مکہ کو چھوڑے جا رہے ہیں تو وہ (سات سال قبل) آپ کے قتل پہ پوری قدرت رکھتے تھے اس سازش کا مقصد آپ کی زندگی کو ختم کرنا تھا، تاکہ آپ اپنے بہادر انصار کی پناہ نہ لے سکیں، جو آج (عمرۃ القضیہ میں) اور شرک و بت پرستی کے خلاف آپ کی تمام جنگوں میں آپ

ملہ مغازی الواقدی جلد ۲ ص۸۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان مسلح افواج کی جن پر جنگوں میں فتح حاصل کرنے پر اعتماد کیا جاتا ہے، ریڑھ کی ہڈی بنے رہے۔

پس فتح کے پھل کس قدر مرغوب اور لذیذ ہیں جنہیں اللہ کی راہ میں ثابت قدم رہنے والے صابر مومن حاصل کرتے ہیں حقیقتاً وہ ایک تاریخی دن تھا، وہ روشن دن جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکہ میں داخل ہوئے آپ اس مقام خوف میں آج بغیر کسی ڈر اور خوف کے کفار قریش کی ناپسندیدگی کے باوجود اور سات سال سے زیادہ عرصہ کی جبری غیر حاضری کے بعد داخل ہو رہے تھے، جس میں قریش نے اپنی تمام مادی اور بشری طاقتوں کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے اور آپ کی دعوت کے نور کو بجھانے کے لیے صرف کر دیا تھا اور اپنی مسلح افواج کے ساتھ سخت ترین معرکوں میں اس غرض سے حصہ لیا کہ اسلامی وجود کو تہس نہس کر دیں اور مومنوں کے دلوں سے عقیدۂ توحید کے بیج اکھاڑ پھینکیں۔

لیکن انہیں اپنی تمام کوششوں میں ناکامی ہوئی ——— خواہ وہ عسکری میدان میں کی گئیں یا سیاسی میں،

اور قریش کا بت پرستی کی بڑائی کی خاطر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے داخلہ مکہ کو اس رسوا کن صورت میں قبول کرنا اور مکہ میں مسلمانوں کے قیام کے تین ایام میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ لینے پر مجبور ہونا، بت پرستی کی نعش میں آخری کیل ثابت ہوا، کیونکہ اس عمرہ کی تاریخ سے فقط آٹھ ماہ بعد آپ مکہ میں دس ہزار صحابہ کے ساتھ فاتحانہ رنگ میں داخل ہوئے ——— اس بُت پرستی کی نعش میں یہ آخری کیل اس طرح ہوئی کہ جیش نبوی نے مکہ کو آزاد کروالیا اور آخر کار شرک اور شرکاء کی حماقت پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کعبہ کے ارد گرد چار ہزار سال سے زائد عرصے سے مکہ کی عقلوں پر حکومت کر رہے تھے، مٹی ڈال دی۔

تاریخ اسلام کا فیصلہ کن دن

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا عمرۃ القضاء کے لیے مکہ میں داخل ہونے کا دن، حقیقتاً تاریخ اسلام کا فیصلہ کن دن ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں نے مشرکین سے اپنا پورا حق لے لیا جو (دیگر عربوں کو چھوڑ کر) سات سال سے زیادہ عرصہ سے مسلمانوں کو طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی سے از راہِ ظلم و عدوان، محروم کرنے پر اصرار کر رہے تھے۔

مسلمانوں کے طرز عمل سے قریش کی حیرانگی

تاریخ اسلام کے اس روشن دن کے خوف میں جس چیز نے اضافہ کیا اور دانشورانِ قریش کے دلوں میں اکثر جس چیز نے سوال پیدا کیا وہ، وہ بلند قدر اور حیران کن طرز عمل ہے جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نمایاں تھا اور اس حیران کن نظام اور اس وحدت متماسکہ میں متمثل تھا جس پر یہ اصحاب گامزن تھے اور اس نے انہیں مسلکِ وحدت میں منسلک کر دیا تھا اور مسجد الحرام کی طرف جاتے ہوئے جب کہ وہ اپنے نبی اعظم کا احاطہ کیے ہوئے تھے ان پر بُت پرستی کے انتشار اور جاہلیت کے اکھڑ پن اور قبائلی استخفاف و خفت کا کوئی نشان نہ تھا جس سے عرب اسلام سے قبل آشنا تھے۔

جس دین حنیف کے وہ معتقد تھے اس نے ان کے انتشار کو، نظم و ضبط سے اور ان کی پراگندگی کو وحدت، اور ان کے باہمی بغض کو، درگزر اور بھائی چارے میں تبدیل کر دیا، اور اب وہ اپنے نبی عظیم کے پیچھے چلتے تھے گویا وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک خاندان ہیں جن میں کوئی بغض و کینہ نہیں پایا جاتا بلکہ محبت و اخوت اور ہمدردی اور پاکیزگی پائی جاتی ہے۔

جو شخص اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جب وہ مشرک تھے اور حال کے درمیان جب وہ مسلمان ہوگئے، موازنہ کرے گا وہ اس بات کی تصدیق کرے گا کہ ان لوگوں پر بغض و کینہ اور دشمنی حکومت کرتی تھی اور ان کے افکار کا منبع، جاہلیت، وحشت اور حماقت تھی۔

"ہمارا دین ایک دوسرے کو قتل کرنا اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنا اور ہمارا آدمی اپنی زندہ بیٹی کو اس ناراضگی کی بنا پر کہ وہ اس کے کھانے سے کھانا کھاتی ہے، دفن کر دیتا ہے۔"

(مغیرہ بن شعبہ کی ایرانی لیڈر رستم سے گفتگو)[1]

قریش کی حیرت

اس سکینت و وقار اور نظم و ضبط کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت، مسلسل حجون سے مسجد کی طرف مناسک عمرہ کی ادائیگی اور مکہ میں تین دن کے قیام کے لیے چلتی رہی، جیسا کہ تاریخی صلح حدیبیہ کی دفعات اس کی صراحت کرتی ہیں۔

جب سادات مکہ نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل میں انتہائی انحراف و انحطاط سے استقامت، حسن سلوک اور بلندی کے اعلیٰ درجات تک انقلاب عظیم دیکھا تو اس حیرت نے ان کی زبانوں پر گرہ ڈال دی۔ قریب تھا کہ سادات قریش اس حیرت میں مسلمانوں کی حالت کو دیکھتے ہوئے اپنی آنکھوں پر الزام لگاتے کہ اچانک مکہ کے پہاڑ ہلنے لگے ـــــ گویا وہ بھی

---

[1] البدایۃ والنہایۃ ابن کثیر جلد ۷ ص ۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امن و اطمینان اور عزت کے ساتھ مسلمانوں کے مکہ میں داخل ہونے پر ان کی خوشی میں شریک ہیں ـــــ جونہی مسلمانوں کی نگاہیں بیت اللہ پر پڑیں جس کی طرف پورے سات سال تک وہ دیکھنے سے محروم تھے، تو اُن کی آوازیں بلند ہو گئیں (لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک)

قریب تھا کہ مسلمانوں کے اس حیرت ناک منظر سے اساطین شرک کی عقلیں کج ہو جاتیں حتیٰ کہ سادات مکہ کو شدت حیرت سے یہ خیال گزرا کہ جن پہاڑوں کی انہوں نے پناہ لی ہے، انہیں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مسلمانوں کے ساتھ تلبیہ کہتے نہ دیکھ لیں۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت، مسلسل مسجد کی طرف چلتی رہی اور سادات مکہ اپنی پہاڑی کمین گاہوں سے (جو مسجد پر جھانکتی تھیں) ایسی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے قریب تھا کہ وہ ان دلوں کے جوش کینہ وغیظ سے جنہیں اسلام نے چھوا تک نہ تھا اور نہ انہیں شرک و بت پرستی کی گندگی سے پاک کیا تھا اپنے ڈھیلوں سے اُچھل کر باہر نکل جائیں۔

مسلمانوں کی پہلی معنوی فتح ـ عمرة القضاء

مناسک عمرہ کی ادائیگی کے واسطے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مشرکین کے اقتدار تلے اس مہیب صورت میں مکہ میں داخل ہونا، اور اس مدت اور اس صورت میں آپ کا اور آپ کے اصحاب کا عمرہ ادا کرنا پہلی عظیم فتح ہے، جو دعوت اسلامی نے ان مشرکین کے باطل پر پائی جو بیس سال تک اپنی تمام مادی، معنوی اور اطلاعی قوتوں کے ساتھ لڑتے رہے، حالانکہ ہجرت کے بعد کوئی مسلمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مدینہ مقدسہ کے قریب بھی نہ پھٹک سکتا تھا کیونکہ اس کا مطلب قتل ہونا، قید ہونا اور موت تک تعذیب کا شکار ہونا تھا۔

لیکن یہ دیکھیے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم شرک کی بڑائی کی ناک قطع کرتے ہوئے (بت پرستی کے اساطین کو ذلیل کرتے ہوئے) اپنے دو ہزار صحابہ کے ساتھ تلواریں لٹکائے ہوئے اور ہاتھ کاٹ دینے کی پوری تیاری کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے بلکہ اس انسان کے سر کاٹ دینے کی پوری استعداد کے ساتھ داخل ہوئے جو ان کے محبوب نبی کو جب تک وہ کفر سے نبرد آزما ہیں، ایذا دینے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھانے کے متعلق سوچتا بھی ہے ذرا تصور کیجیے کہ (آپ مکہ سے خوف زدہ ہو کر نکلے اور آپ کے ساتھ سچے وفادار صدیق کے سوا اور کوئی نہ تھا)

آپؐ مکہ میں اس مہیب شان کے ساتھ مکہ میں دوبارہ داخل ہوئے کہ دو ہزار جوان آپ کا احاطہ کیے ہوئے تھے انہوں نے عہد کیا تھا کہ وہ آپ کی دعوت اور آپ کی ذات کے دفاع میں اپنی جانیں آسانی سے قربان کر دیں گے،

صفراوی بخار کی جھوٹی خبر

ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، عمرۃ القضاء کے مناسک کی ادائیگی کے لیے مکہ کے راستے ہی میں تھے کہ آپ کو اطلاع ملی کہ قریش کے وسائل نشر و اشاعت نے (مسلمانوں کی شان کو کم کرنے اور انہیں قریب المرگ ظاہر کرنے) خاص طور پر عرب عوام اور قریش کے درمیان یہ خبر مشہور کی ہے کہ مسلمان، تنگی اور کمزوری کی حالت میں ہیں اور صفراوی بخار کے مرض نے ان کے قویٰ کو کمزور کر دیا ہے اس لیے زعمائے قریش کو، قریشی عوام کو مسلمانوں کے قریب نہ جانے پر آمادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں کامیاب ہو گئی اور پہاڑوں پر وہ اس لیے چڑھے کہ کہیں وہ (قریش کے خیال کے مطابق) اس خطرناک متعدی بخار کا شکار نہ ہو جائیں اور اس جھوٹ کے پس پردہ بُت پرستوں کے پروپیگنڈہ وسائل کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کی تحقیر کی جائے اور ان کی اس ہیبت کو کم کیا جائے جن سے جمہور قریش کے دل لبریز تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس خبر کے ابطال کے لیے کام کرنا

جونہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خبر کی اشاعت کی اطلاع ملی جسے دشمن کے پروپیگنڈہ وسائل نے مشہور کیا تھا کہ آپ کے اصحاب کو صفراوی بخار کی شکایت ہے تو آپ نے اپنے اصحاب کو اس جھوٹ کی طرف متوجہ کیا اور ان سے اپیل کی کہ وہ عملی طور پر اس جھوٹی خبر کا ابطال کریں اور وہ اس طرح کہ جمہور قریش کے سامنے جو انہیں ٹیلوں پر سے دیکھ رہے ہیں، چستی اور طاقت کا مظاہرہ کریں پس جب آپ مسلسل چلتے چلتے مسجد پہنچے تو آپؐ نے فرمایا:-

"اللہ اس بندے پر رحم فرمائے گا جو آج انہیں اپنی قوت دکھائے گا۔"

پھر کمزوری کے اس جھوٹ کی نفی کرتے ہوئے جو قریش نے بولا تھا آپؐ نے طواف کی ابتدا تیز چلنے سے کی اور آپؐ کے اصحاب بھی آپؐ کی طرح تیز چلے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب مسلسل اپنے طواف میں تیز چلتے رہے اور وہ آپ کے ساتھ تین دوڑیں تیز چلتے رہے پس اس طرح یہ سنت بن گئی اور ہمیشہ کے لیے سنت بن گئی کہ طواف کرنے والا پہلی تین دوڑوں میں تیز چلے[1]

---

[1] دیکھیے سیرت ابن ہشام جلد ۴ صہ ۱۲-۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے طواف کا آغاز، قوت، جوانمردی اور پھرتی کا مظہر بن گیا جس سے قریش کے اذہان سے اس جھوٹ کا ازالہ ہو گیا جو بُت پرست قریش کے وسائل نشر و اشاعت نے بولا تھا اور عملاً بھی قریش کے گمراہ عوام نے اپنی آنکھوں سے اس جھوٹی خبر کا باطل ہونا دیکھ لیا اور وہ اس طرح کہ انہوں نے مسلمانوں کو طواف بیت اللہ میں بڑی قوت و نشاط سے حرکت کرتے دیکھا۔

اور سارے قریش پہاڑوں کی چوٹیوں پر نہیں چڑھے تھے کہ وہ مسلمانوں کو دیکھ نہ سکیں اور نہ ان سے مل سکیں۔ بلکہ ان میں سے بہت سی جماعتیں مکہ میں رہ گئیں اور وہ دارالندوہ کے پاس صفیں باندھ کر طبعی جذبہ سے مسلمانوں کی طرف دیکھنے لگے، پس قریش نے مسلمانوں کے خلاف جو جھوٹا پروپیگنڈہ کیا تھا انہوں نے معاملہ اس کے برعکس کیا، انہوں نے لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا جس کی مثل قوت خائفہ اور علامات شجاعت و مردانگی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ نظم و ضبط اور وقار و سکینت رکھنے والا کوئی گروہ نہ دیکھا تھا۔

طواف کے دوران انصار و مہاجرین کے درمیان اختلاف کا پیدا ہونا

اسی دوران میں کہ مسلمان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قوت و غیرت کی اس سطح پر کعبہ کا طواف کر رہے تھے (جن کی غالب اکثریت انصار کی تھی) کہ انصار کے ایک سردار حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کے دل میں شجاعت نے جوش مارا در آنحالیکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصوئی کی مہار پکڑے ہوئے تھے جس پر آپ بیت اللہ کا طواف کر رہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور انہوں نے مسجد کے اندر طواف کے دوران قریش کے روبرو رجزیہ اشعار کہتے ہوئے جنگ کی آواز بلند کر دی حالانکہ اس وقت وہ طواف کر رہے تھے۔

"اے پسرانِ کفار! انہیں آزاد چھوڑ دو، بس اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، حق بات یہ ہے کہ سب بھلائی آپ کے رستہ میں ہے اور ہم نے اس کی تاویل پر تم لوگوں سے اسی طرح جنگ کی ہے جس طرح تم سے اس کی تنزیل پر جنگ کی ہے اور ایسی ضرب لگائی ہے جو کھوپڑی کو اس کی آرام کی جگہ سے الگ کر دیتی ہے اور دوست کو اس کے دوست سے غافل کر دیتی ہے"[۱]

ان پُرجوش اشعار نے بعض صحابہ کے جذبات کو بھڑکا دیا اور قریش کے خلاف، جنگ کے جذبات متحرک ہو گئے پس حضرت ابن خطاب کو یہ خدشہ ہوا کہ کہیں ابن رواحہؓ کے اشعار میں جنگ کی دعوت ہی نہ ہو اور یہ بات صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو گی، حضرت عمر بن الخطاب نے (ابن رواحہ کو انتباہ کرتے ہوئے) کہا، اے ابن رواحہؓ تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟ حالانکہ ابن رواحہ نے وہ اشعار رجت کرتے ہوئے کہے تھے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بات سُن لی جو ابن خطابؓ نے ابن رواحہ کو انتباہ کرتے ہوئے کہی تھی آپؐ نے فرمایا اے عمر میں سُن رہا ہوں، اس پر حضرت عمر خاموش ہو گئے ——— پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے اشعار میں ایسی باتوں کے بیان سے گریز کریں

---

[۱] سیرۃ ابن ہشام جلد ۱ ص ۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو جذبات کو جنگ کی جانب برانگیختہ کرتی ہوں اسے ابن رواحہ کہو، خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے اپنے وعدہ کو سچ کر دکھایا ہے اور اپنے بندے کی مدد کی ہے اور اپنی فوج کو غالب کیا ہے اور اکیلے ہی احزاب کو شکست دی ہے ابن رواحہ نے یہ کلمات کہے اور لوگوں نے بھی ان کلمات کو دہرایا۔[1]

اور دار قطنی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضؓ نے ابن رواحہؓ کو یہ اشعار کہتے سُنا تو آپ نے کہا اے ابن رواحہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں باز آجا، اور تو اللہ کے حرم میں اشعار کہتا ہے؟

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حکمت سے، صحابی شاعر عبداللہ بن رواحہ کو یہ حکم دے کہ الاحزاب وعدہ کے کلمات کہیں، تمام چیزوں کو اپنے اصل کی طرف لوٹا دیا، پس یہ کلمات ایک سنت حمیدہ بن گئے جنہیں مسلمان اپنی عبادات کی ادائیگی کے وقت کہتے ہیں۔

صفا اور مروہ کے درمیان قربانی

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف مکمل کر لیا تو آپ نے اور آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ کے درمیان سات دفعہ دوڑ لگائی اور جب آپ اپنی دوڑ میں صفا اور مروہ کے درمیان وادی کے نشیب میں جاتے تو آپ اور آپ کے دو ہزار صحابہ طاقت کے اظہار کے لیے اور ان مشرکین کو غصہ دلانے کے لیے دوڑ لگاتے جن کے پروپیگنڈہ کرنے والے بگلوں کا خیال تھا کہ صفر اوی بخار نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۱۳، سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۹، مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۳۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ کے اصحاب کو کمزور کر دیا ہے اور ان کے قویٰ کمزور ہو گئے ہیں پس صفا اور مروہ کے درمیان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے پوری سات دوڑیں لگائیں اور یہ امر، حج وعمرہ کی سنت بن گیا ــــــ اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ سعی کے دو میلوں کے درمیان دوڑ لگانے کا سبب یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ اپنے بچے اسماعیل کے لیے پانی تلاش کرتے ہوئے (زمزم کے ظاہر ہونے سے قبل) دوڑی تھیں اور جب کبھی وہ وادی کے نشیب میں جاتی تھیں تو دوڑ لگاتی تھیں واللہ اعلم۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے سعی مکمل کر لی تو آپ نے مروہ کے پاس قربانی کا جانور لانے کا حکم دیا اور پھر انہیں وہیں ذبح کر دیا پھر فرمایا کہ یہ قربان گاہ ہے اور مکہ کے تمام راستے قربان گاہ ہیں پس آپ نے مروہ کے پاس قربانی کر دی[۱]

قریش کا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ میں داخل ہونے سے روکنا

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے اپنی عبادات ادا کر لیں تو آپؐ نے قریش کی طرف ایک نمائندہ بھیجا کہ ان کو اس بات کی اطلاع دے کہ آپ خانہ کعبہ میں داخل ہونے کی خواہش رکھتے ہیں، انہوں نے اس بات سے انکار کر دیا اور یہ حجت پیش کی کہ صلح حدیبیہ کی دفعات اس امر کو بیان نہیں کرتیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ میں داخل

[۱] مغازی الواقدی جلد ۴ ص ۷۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کا حق حاصل ہے پس آپ کعبہ میں صرف فتح مکہ کے روز ہی داخل ہوئے [1]

کعبہ کی چھت پر حضرت بلالؓ کی اذان سے مشرکین کی ناراضگی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال بن ابی رباح کو کعبہ کی چھت پر ظہر کی اذان دینے کا حکم دیا تو انہوں نے حکم کی تعمیل کی —— کعبہ کی چھت پر حضرت بلالؓ کے چڑھنے اور وہاں سے کلمہ توحید کا آوازہ بلند کرنے نے مشرکین کو ناراض کر دیا کیونکہ ان کی نگاہ میں حضرت بلال ایک کم درجہ کے آدمی تھے پھر اس کعبہ کی چھت سے کلمہ توحید کا اعلان کرنا جسے (اس دن تک) تین سو بُت گھیرے ہوئے تھے جنہیں قریش نے تقرب الٰہی کے لیے خدا کے شریک بنایا ہوا تھا —— ان کے معبودوں کی حقارت اور ان کے وجود کی لغویت تصور کیا جاتا تھا۔

حضرت بلالؓ کی اذان سننے پر قریش کے سرداروں نے کیا کہا

عکرمہ بن ابو جہل نے کہا —— اللہ تعالیٰ نے ابو الحکم (یعنی ابو جہل) کو عزت دی ہے —— کہ اس نے غلام کی آواز کو نہیں سُنا یہ جو کہتا ہے کہتا رہے۔

اور خالد بن اُسید نے کہا [2] اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے باپ کو

---

[1] سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۹

[2] خالد بن اُسید بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد الشمس اموی، ابن حجر نے اصابہ میں بیان کیا ہے کہ یہ عتاب بن اُسید کا بھائی تھا اور ابن کلبی کا (باقی صفحہ ۱۷۶ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت دے دی ہے اور اس نے آج کے دن کو نہیں دیکھا جب بلال کعبہ کے اُوپر کھڑے ہو کر رینک رہا ہے ـــــ اور سہیل بن عمرو عامری اور اس کے ساتھیوں نے جب بلال کو خانہ کعبہ کی چھت پہ اذان دیتے دیکھا اور سُنا تو انہوں نے دُکھ کے باعث اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا [1]

مدت ختم ہونے پر قریش کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ چھوڑنے کا مطالبہ کرنا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے مکہ میں تین دن قیام کرنے کے بعد ـــــ جیسا کہ صلح حدیبیہ کی دفعات میں بیان ہوا ہے ـــــ قریش نے سادات مکہ کا ایک وفد آپ کے پاس بھیجا جس نے قریش کے نام پر آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ اسی وقت مکہ کو چھوڑ دیں اور اس نے آپ سے یہ بھی کہا کہ قریش آپ کو اور آپ کے اصحاب کو مکہ میں تین دن سے زیادہ وقت گزارنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے، پس معاہدہ حدیبیہ کے مطابق مکہ چھوڑنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر مانع نہ ہوا۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ چوتھے دن ظہر کے بعد قریش کا ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۵) قول ہے کہ یہ فتح مکہ کے سال مسلمان ہو گیا تھا اور اس میں بڑا غرور پایا جاتا تھا اور یہ مولفۃ القلوب میں سے تھا اور اس کا بھائی عتاب فضلائے صحابہ میں سے تھا اور ان کا لیڈر تھا اور اُسے ایک سریہ میں مرتدین کے ساتھ جنگ میں امیر بھی بنایا گیا تھا اور اصابہ میں ہے کہ خالد بن اُسید جنگ یمامہ میں فوت ہوا تھا۔

[1] سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۸۹، مغازی الواقدی جلد ۸ صفحہ ۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت آپ اپنے خیمہ میں اپنے کبار صحابہ کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے اس وفد میں خزرج کا سردار سعد بن عبادہ بھی شامل تھا۔جب قریش کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے ان کی اچھی نمائندگی کی اور سہیل بن عمرو نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم قریش آپ سے کہتے ہیں کہ آپ کا مقررہ وقت ختم ہو چکا ہے تین دن گذر چکے ہیں پس آپ ہمارے پاس سے چلے جائیے آپ نے وفد سے کہا ، اگر آپ لوگ مجھے چھوڑ دیں اور میں تمہارے درمیان رات کو آرام کر لوں تو کیا حرج ہے ، میں تمہارے لیے کھانا تیار کروں گا ، انھوں نے کہا ہمیں آپ کے کھانے کی ضرورت نہیں ہمارے پاس سے چلے جائیے۔

اور حویطب بن عبد العزیٰ جو قریشی وفد کا ایک ممبر تھا اس نے چلا کر کہا میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور معاہدہ حدیبیہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے علاقے سے چلے جائیں ، تین دن کا عرصہ گذر چکا ہے۔

اس موقع پر خزرج کے سردار سعد بن عبادہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حویطب کی درشت کلامی کو دیکھ کر اُسے سختی سے کہا تیری ماں نہ رہے تو نے جھوٹ بولا ہے یہ تیری اور تیرے باپ کی زمین نہیں خدا کی قسم وہ یہاں سے خوش اور راضی جائیں گے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور سعد بن عبادہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے سعد ان لوگوں کو تکلیف نہ دیجیے جو ہمارے گھروں میں ہم سے ملاقات کرنے آئے ہیں پھر آپ نے معاہدہ صلح حدیبیہ کی پابندی کرتے ہوئے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ ان میں سے کوئی آدمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج کی رات مکہ میں نہ گزارے، پس سب مسلمانوں نے مکہ کو چھوڑ دیا اور کسی آدمی نے بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے رات وہاں نہ گزاری اور آپؐ نے خود بھی یہ رات مکہ سے باہر سرف مقام پر گزاری پھر آپ چلتے چلتے مدینہ پہنچ گئے[1]

مشرکین کے بیوقوفوں کا مسلمانوں سے اُلجھنے کی کوشش کرنا۔

بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ مشرکین مکہ کے کچھ بیوقوفوں نے بعض مسلمانوں کا پیچھا کیا تاکہ ان سے اُلجھ کر ان پر حملہ کر دیں اور غفلت کی حالت میں انہیں قابو کر لیں لیکن ایک صحابی ابورافع نے ان بے وقوفوں کو انتباہ کرتے ہوئے کہا خدا کی قسم وادیٔ یاجج میں سوار اور ہتھیار موجود ہیں اور تم مدت اور معاہدہ کو توڑنا چاہتے ہو، پس وہ ڈر گئے اور سر جھکائے ہوئے مکہ کی طرف واپس لوٹ گئے اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ گھوڑے اور ہتھیار لے گئے تھے اور ان سب کو حرم سے باہر ہنگامی حالات سے نپٹنے کے لیے وادی یاجج کے نشیب میں چھوڑ گئے تھے اور گھوڑوں اور ہتھیاروں کی نگرانی اور حفاظت کے لیے اپنے دوسو اصحاب کو چھوڑ گئے تھے پھر آپ نے ان کے بدلے اور آدمی مقرر کر دیے تاکہ وہ بھی اپنے عمرہ کے مناسک ادا کر سکیں۔

مسلمانوں کے اعلیٰ حالات سے مشرکین کا متاثر ہونا

ہم نے اس سلسلہ

---

[1] سیرت حلبیہ جلد ۲ صـ۱۸۸ ، مغازی الواقدی جلد ۲ صـ۷۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پانچویں کتاب صلح حدیبیہ میں بیان کیا ہے کہ مشرکین میں سے جن قریشی یا غیر قریشی لوگوں کے لیے حدیبیہ میں مسلمانوں سے ملنا جلنا مقدر تھا۔ (جیسے ثقیف کے سردار عروہ بن مسعود، خزاعہ کے سردار بدیل بن ورقاء اور سہیل بن عمرو عامری جو حدیبیہ کی تاریخی صلح کے مذاکرات میں قریشی وفد کا لیڈر تھا) جب وہ مسلمانوں کے درخشندہ سلوک اور اعلیٰ حالات کی حقیقت سے آگاہ ہوئے تو اس امر نے ان کے اذہان سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی وہ بھونڈی تصویر مٹادی جسے مکہ کے بت پرستانہ پروپیگنڈہ نے بنایا تھا اور یہ بات اسلام کے لیے ان زعماء کے دل کھول دینے کا سبب بن گئی، پس عمرۃ القضاء میں مسلمانوں کے وجود کے اثر اور ان کے نظم وضبط اور دین جدید کے احکام کی پابندی کے شاندار اور حیران کن منظر نے انہیں ایک خاندان بنا دیا تھا جس کا ہر فرد دوسرے کا احساس کرتا تھا، حالانکہ اس سے قبل وہ آپس میں لڑنے والے اور ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے والے گروہ تھے۔ اور ان کی ملاقات صرف ان خون کی ندیوں ہی پہ ہوتی تھی جو ظلم وسرکشی اور ریاکاری خنجر سے ان کے خون سے لبریز ہو کر بہتی تھیں، عمرۃ القضاء میں مسلمانوں کے حالات کے اس عجیب نظارے نے قریش کے سرداروں اور عوام پہ بہت اثر ڈالا، قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی زندگی میں بنیادی تبدیلی کو محسوس کیا جس سے وہ ان سے بلندی وکمال میں بڑھ گئے اور اس نے انہیں ایک شاندار سوسائٹی بنا دیا جس کی شرافت، استقامت، اتحاد اور مواخات کی مانند جزیرہ عرب نے کبھی کوئی چیز نہ دیکھی تھی، یہ امر ان عظیم اسباب میں سے تھا جنہوں نے نور اسلام کے لیے دلوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسیع کیا تاکہ وہ جہل وجاہلیت کی تاریکیوں کے پردوں کو پھاڑ کر سادات مکہ کے دلوں تک پہنچ جائے اور انہیں کفار مشرکین سے اخیار مومنین اور روشن رُو خوش قسمت لوگوں میں تبدیل کر دے جو حریم اسلام کے محافظ ہوں اور جزیرہ عرب سے باہر فاتح بن کر اسلام کے جھنڈے کو بلند کر کے لے جائیں اور اپنی قوت ایمانی اور عزم کی پختگی سے حضرت خالدؓ بن ولید، صفوانؓ بن اُمیہ، عکرمہؓ بن ابوجہل، خالدؓ بن اُسید، عمروؓ بن العاص اور معاویہؓ بن ابی سفیان کی طرح اسلامی حکومت کے نقشے میں متعدد شہنشاہیوں کے علاقوں کو شامل کر دیں۔

اور یہ بات یوں بھی کہی جا سکتی ہے کہ جن دو ہزار مسلمانوں نے عمرۃ القضاء میں مکہ کی زیارت کی (سنہ ۷ھ میں) ان کے حالات نے مشرکین مکہ کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک گروہ کا دل تو مسلمانوں کے خوف اور رعب سے بھر پور ہو گیا اور اس کے دل میں یہ بات جم گئی کہ کسی کے لیے ان مسلمانوں کا مقابلہ کرنا ممکن ہی نہیں، یہ رُعب کی، مدد کی قسم ہے جس کا ذکر حدیث نبوی میں آیا ہے۔

اور دوسرے گروہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طرف میلان پیدا کر دیا (یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ یہ دین حق ہے اور اتباع کے لائق ہے) اور عمرۃ القضاء کے بعد — اس گروہ کو اس دین میں داخل ہونے کی کامل استعداد حاصل ہو گئی اور دونوں گروہوں نے جو کچھ محسوس کیا وہ مسلمانوں کے طرز عمل میں انقلاب کے دیکھنے اور محسوس کرنے کا نتیجہ تھا جو انہیں ہر بات میں شر سے خیر کی طرف لے آیا تھا اور اس نے ان کی انارکی کو نظم و ضبط اور ذلت کو عزت و اعتزاز اور پراگندگی کو وحدت واتحاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور باہمی بغض و عناد کو محبت و مواخاۃ میں بدل دیا تھا۔

خالد بن ولید اور ابوسفیان بن حرب

قریش کا ہیرو اور ان کے مسلح سواروں کا سالار

خالد بن ولید ان اوّلین لیڈروں میں سے تھا جو عمرہ کی ادائیگی کے لیے آنے والے مسلمانوں کے حالات کو دیکھ کر ان سے بہت متاثر ہوئے تھے پس اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں اسلام کو داخل کر دیا اور اس نے قریش کو صاف صاف کہا اور ان سے چٹان کی طرح ٹکرا کر کہا کہ اب کسی عقل مند کے لیے جائز نہیں کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنے اور آپ کے دین میں داخل ہونے سے پیچھے رہے کیونکہ آپ راست باز نبی ہیں اور ان کے دعوے کی طرح ساحر اور کاذب نہیں ہیں۔

اور خالد بن ولید نے (عمرۃ القضاء پر صرف تین ماہ گزرنے کے بعد) مکہ میں قریش کے ایک مجمع میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے (مشرکین کو چیلنج کرتے ہوئے) کہا۔

"ہر عقل مند پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساحر اور شاعر نہیں اور آپ کا کلام رب العالمین کا کلام ہے پس ہر عقلمند پر واجب ہے کہ وہ آپ کی پیروی کرے۔"

اس بات نے عکرمہ بن ابوجہل کو پریشان کر دیا جو قریش کے مسلح سواروں کی کمان میں اس کا ساتھی اور اس کا ہم قبیلہ تھا، اس نے اس کی بات پر بُرا مناتے ہوئے کہا، اے خالد تو صابی ہو گیا ہے۔

خالد نے اُسے پوری شجاعت اور صراحت سے کہا، میں صابی نہیں ہوا بلکہ مسلمان ہوا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عکرمہ نے کہا، تو نے جو بات کہی ہے وہ بات قریش کا سب سے زیادہ حق دار آدمی بھی نہیں کہہ سکتا، خالد نے کہا کیوں؟ عکرمہ نے کہا اس لیے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیرے باپ کو مجروح کرکے اس کی شان گرائی اور تیرے چچا اور تیرے عم زاد کو بدر میں قتل کیا، خدا کی قسم میں تو مسلمان ہونے کا نہیں اور نہ ہی اے خالد تیرے جیسی بات کروں گا۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ قریش اس سے جنگ کے خواہاں ہیں؟ خالد نے جواب دیا یہ جاہلیت اور اس کی حمیت کی باتیں ہیں۔

خدا کی قسم میں اس وقت مسلمان ہوا ہوں جب حق میرے سامنے واضح ہوا ہے۔

خالد کے اسلام پر غضب ناک ہو کر ابوسفیان کا اس پر حملہ کرنا

جب قریش کی فوجوں کے سالار عام ابوسفیان بن حرب کو خالد کی باتوں کی اطلاع ملی تو وہ غضب ناک ہو کر آیا اور خالد سے پوچھنے لگا مجھے تمہارے متعلق جس ...... بات کی اطلاع ملی ہے کیا وہ درست ہے؟ خالد نے کہا ہاں وہ درست ہے تو ابوسفیان نے غضب ناک ہو کر کہا، لات و عزیٰ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو جو بات کہہ رہا ہے وہ حق ہے تو میں تجھ سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سبقت کرتا، خالد نے کہا، خدا کی قسم وہ حق ہے جو اسے ناپسند کرتا ہے کرتا رہے پس ابوسفیان غصے کی حالت میں خالد کی طرف لڑنے کے لیے بڑھا اور عکرمہ بن ابوجہل دونوں کے درمیان گیا، حائل ہو گیا اور بڑی سنجیدگی اور عقل مندی سے کہنے لگا ابوسفیان نرمی اختیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرو، خدا کی قسم مجھے ڈر پیدا ہو گیا ہے کہ میں خالد جیسی بات کہہ دوں گا اور اس کے دین پہ ہو جاؤں گا، تم خالد کو اس کی رائے پر قتل کرنا چاہتے ہو اور ان تمام قریش نے اس سے معاہدہ کیا ہے، خدا کی قسم مجھے خدشہ ہے کہ ابھی ایک سال نہیں گزرے گا کہ تمام اہل مکہ اس کے پیرو کار ہوں گے[1]

اور عکرمہ بن ابوجہل نے اپنے اندازوں اور استنتاج میں غلطی نہیں کھائی اور ابھی ایک سال نہ گزرا تھا کہ تمام اہل مکہ اسلام میں داخل ہو گئے اور یہ واقعہ مکہ کے مقدس دار الخلافہ پر اسلامی فوج کے قابض ہونے کے بعد ہوا۔

(۷)

ماہ صفر ۸ھ میں خالدؓ بن ولید اور عمروؓ بن العاص کا اسلام قبول کرنا

۸ھ کے اوائل میں جو واقعات رُونما ہوئے اور جن کا اسلامی جانب کو مضبوط کرنے اور قریشی جانب کو کمزور کرنے پہ فعال اثر پڑا، ان میں سب سے اہم واقعہ قریش کے تین عظیم سالاروں کا اسلام میں داخل ہونا ہے، یہ تینوں مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تاکہ اپنی مرضی سے اپنے اسلام کا اعلان کریں، یہ تین سالار خالد بن ولید، عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ العبدری تھے۔

---

[1] حیات محمد ص ۴۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالد بن ولید، قریش کا جنگجو، شہسوار اور مسلح سواروں کا سالار تھا اور عمرو بن العاص، سیاسی مشکلات کے حل میں قریش کی پناہ گاہ تھا کیونکہ وہ بڑا عقل مند اور حیلوں کو جاننے والا تھا اور عثمان بن طلحہ، بنی عبدالدار کا سردار اور ان کا علمبردار اور کعبہ کا خادم تھا۔

خالد بن ولید کے دخولِ اسلام کا کچھ واقعہ ہم معلوم کر چکے ہیں کہ اس نے اپنے دوست اور عمزاد عکرمہ بن ابوجہل اور بنو اُمیہ کے سردار ابوسفیان بن حرب سے مجادلہ کیا، اب ہم اس عظیم شہسوار سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے قبولِ اسلام کے دلچسپ واقعہ کو ہمارے لیے مکمل طور پر بیان کر دے جیسا کہ واقدی اور دوسرے اصحاب سیر نے اسے بیان کیا ہے۔

خالد بن ولید بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بھلائی کرنی چاہی تو اس نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور مجھے ہدایت کے پاس لے گیا اور میں نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں تمام معرکوں میں شامل ہوا ہوں اور کوئی ایسا معرکہ نہیں جس سے میں واپس نہ لوٹا ہوں، مجھے دل میں محسوس ہوا کہ میں کسی مقام پر نہیں ہوں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب غالب آجائیں گے، پس جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کی طرف گئے، تو میں بھی مشرکین کے سوار دستے میں نکلا اور آپ کو اور آپؐ کے اصحاب کو عسفان مقام پر ملا، پس میں آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہو گیا اور آپ سے متعرض ہوا، آپ نے ہمارے سامنے اپنے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی تو ہم نے آپ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا پھر ہم پختہ ارادہ نہ کر سکے اور اسی میں بھلائی تھی پس آپ ہمارے دلی خیالات سے آگاہ ہو گئے اور آپ نے اپنے اصحاب کو نماز عصر پڑھائی یعنی نماز خوف، تو میرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل پر اس کا بڑا اثر ہوا اور میں نے کہا کہ یہ آدمی محفوظ ہے اور ہم متفرق ہیں۔ اور آپؐ نے ہمارے سواروں کے راستے سے گریز کرکے دائیں جانب کو اختیار کرلیا اور جب آپ نے حدیبیہ میں قریش سے صلح کی اور قریش نے آپ کو جا سے روکا تو میں نے اپنے دل میں کہا کونسی چیز باقی رہ گئی ہے؟ نجاشی کی طرف جانے کا راستہ کہاں ہے؟

اس نے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرلی ہے اور آپ کے اصحاب اس کے ہاں امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں، میں ہرقل کی طرف چلا جاؤں گا میں اپنے دین سے نکل کر نصرانیت یا یہودیت قبول کرلوں گا اور عجمیوں کے ساتھ ماتحت ہوکر رہوں گا ... یا اپنے گھر میں باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ رہوں گا۔؟

میں اسی اضطراب میں تھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضیہ میں داخل ہوئے تو میں غائب ہوگیا اور میں نے آپ کے دخول کو نہیں دیکھا اور میرا بھائی ولید بن ولید[1]، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرۃ القضیہ میں داخل ہوچکا تھا اس نے مجھے تلاش کیا مگر مجھے نہ پایا تو اس نے مجھے

---

[1] یہ ولید بن ولید، بدر میں مشرکین کے ساتھ شامل ہوا تھا اور قید ہوکر مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا اور اس کے بھائی ہشام نے اس کا فدیہ دیا تھا اور یہ دونوں سگے بھائی تھے، اس نے آزاد ہونے کے بعد اسلام قبول کیا اور جب یہ مسلمان ہوگیا تو اس کے ماموؤں نے مکہ میں اسے قید کردیا مگر یہ قید خانے سے بھاگ گیا اور یہ صلح حدیبیہ کے زمانے کی بات ہے اور ابو بصیر زہری کی کمان میں عیص کے باغیوں کے ساتھ جا ملا اور جب عیص میں (باقی صہ ۱۸۶ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اما بعد! میرے نزدیک اس سے زیادہ تعجب انگیز کوئی بات نہیں کہ اسلام کے متعلق تیری کوئی رائے نہیں حالانکہ تو عقلمند آدمی ہے بھلا اسلام جیسی چیز سے کوئی شخص بیگانہ رہ سکتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تمہارے بارے میں دریافت کیا ہے کہ خالد کہاں ہے میں نے کہا ہے اللہ اُسے بھی لائے گا آپ نے فرمایا اس جیسا آدمی اسلام سے بیگانہ نہیں رہ سکتا اور اگر وہ اپنے قتلام اور کوشش کو مسلمانوں کے ساتھ مل کر مشرکین کے خلاف استعمال کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہوگا اور ہم اُسے اس کے غیر پر ترجیح دیں گے پس اسے میرے بھائی جو چیز تجھ سے کھو گئی ہے اُسے پالے اور تجھ سے اچھے اچھے مواقع ضائع ہو چکے ہیں،

خالد بیان کرتے ہیں کہ جب اس کا خط میرے پاس آیا تو میں جانے کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۵) مشرکین کے خلاف بغاوت ختم ہوگئی تو ولید کمزور باغیوں کے ساتھ مدینہ واپس آگیا اور پتھریلی زمین میں اس کی ایک انگلی کٹ گئی جس سے زخم خراب ہوگیا اور اس سے اس کی وفات ہوگئی اور جب اُسے معلوم ہوا کہ وہ مرنے والا ہے تو اُس نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ آپ اپنے کام کاج کے کپڑے میں مجھے کفن دیں، پس جب وہ فوت ہوا تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے کام کاج کے کپڑے کا کفن دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے تیار ہوگیا اور اس خط نے اسلام میں میری دلچسپی کو بڑھا دیا اور مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو نے خوش کیا، خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک قحط زدہ اور تنگ علاقے میں ہوں پھر میں ایک وسیع اور سرسبز علاقے کی طرف نکل گیا ہوں میں نے کہا یہ ایک خواب ہے پس جب میں مدینہ آیا تو میں نے کہا کہ میں حضرت ابوبکرؓ سے اس کا ذکر کروں گا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس خواب کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تیرے نکلنے کی جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اسلام کی ہدایت دی ہے اور تنگ جگہ شرک کی ہے جس میں تو پھنسا ہوا تھا پس جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانے کا پختہ ارادہ کر لیا تو میں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کس کے ساتھ جاؤں گا؟ تو میں صفوان بن اُمیہ سے ملا اور اسے کہا اے ابو وہب کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم کس پوزیشن میں ہیں؟ ہم قلت میں ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرب وعجم پر غالب آگئے ہیں، کاش ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر ان کی پیروی کر لیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف ہمارا شرف ہوگا، پس اس نے شدت سے انکار کیا اور کہا کہ اگر میرے سوا قریش کا کوئی آدمی بھی باقی نہ رہے تو بھی میں کبھی اس کی پیروی نہ کروں گا، پس ہم ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے اور میں نے کہا کہ یہ شخص کینہ توز ہے جو کینہ پورا کرنے کا خواہاں ہے اس کا بھائی اور باپ بدر میں قتل ہو چکے ہیں پس میں عکرمہ بن ابوجہل سے ملا اور اُسے بھی وہی بات کہی جو صفوان کو کہی تھی تو اس نے بھی مجھے صفوان کی طرح جواب دیا میں نے اُسے کہا کہ جو بات میں نے تجھے کہی ہے اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا اس نے کہا میں اس کا ذکر نہیں کروں گا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنے گھر کی طرف گیا اور حکم دیا کہ میری سواری مجھے پہنچا دی جائے اور میں اس کے ساتھ نکل کر عثمان بن طلحہ سے ملا، میں نے کہا یہ میرا دوست ہے اگر میں اس سے اس بات کا ذکر کر دوں جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں تو! پھر میں نے اس کے مقتول آباء کو یاد کیا تو میں نے اس سے ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا پھر میں نے کہا کہ مجھے کیا میں اسی وقت یہاں سے جا رہا ہوں پھر میں نے وہ بات اس سے بیان کر دی جس کی وجہ سے میں اس کے پاس آیا تھا میں نے کہا، ہم ایسے مقام پر ہیں جیسے لومڑ، بھٹ میں ہوتا ہے، اگر اس پر پانی کے ڈول ڈالے جائیں تو وہ نکل جاتا ہے اور میں نے جو باتیں صفوان اور عکرمہ سے کی تھیں اس سے بھی کیں تو اس نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا، تو آج آیا ہے اور میں صبح کو جانا چاہتا ہوں اور یہ میری سواری تیار بیٹھی ہے، خالد بیان کرتے ہیں کہ اس نے اور میں نے یا جج مقام پہ وعدہ کر لیا کہ اگر وہ مجھ سے پہلے آجائے تو وہاں ٹھہر جائے اور اگر میں پہلے آجاؤں تو میں اس کا انتظار کروں گا، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سحر کو سفر کیا اور ابھی فجر نمودار نہیں ہوئی تھی کہ ہم یاجج میں ایک دوسرے سے آملے پس ہم چل پڑے اور الهدة پہنچ گئے وہاں ہم نے عمرو بن العاص کو پایا اس نے ہمیں خوش آمدید کہا، اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟

ہم نے پوچھا تجھے کس چیز نے گھر سے نکالا ہے؟ اس نے کہا تمہیں کس چیز نے نکالا ہے، ہم نے پوچھا تجھے کس چیز نے گھر سے نکالا ہے؟ اس نے کہا مجھے بھی یہی چیز لائی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اکٹھے چل پڑے یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گئے اور ہم نے اپنی سواریوں کو، پتھریلی زمین کے باہر بٹھا دیا پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے متعلق خبر دی گئی تو وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سے خوش ہوئے، میں نے اپنے بہترین کپڑے پہنے پھر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا تو مجھے میرا بھائی ولید ملا۔ اس نے کہا جلدی کرو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے .... متعلق اطلاع مل گئی ہے اور وہ تمہاری آمد سے خوش ہیں اور انتظار میں ہیں پس میں جلدی جلدی چلا اور آپ کے پاس پہنچ گیا، آپ میری طرف دیکھ کر مسکراتے رہے یہاں تک کہ میں نے آپ کو دیکھ لیا اور سلام نبوت کیا۔ آپ نے بڑی کشادہ رُوئی سے مجھے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو ہدایت دی ہے، میں آپ کو عقل مند سمجھتا تھا اور اُمید کرتا تھا کہ عقل تجھے بھلائی کے سپرد کر دے گی، میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہی ہے کہ میں حق سے عناد رکھتے ہوئے جنگوں میں آپ کے خلاف شامل ہوتا رہا ہوں اللہ سے دُعا کیجیے کہ وہ مجھے بخش دے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے باوجود بھی دُعا فرمائیے آپ نے دُعا فرمائی اے اللہ خالد کے وہ تمام گناہ بخش دے جس میں اس نے تیرے راستے سے روکنے کے لیے گھوڑا دوڑایا ہے، خالد بیان کرتے ہیں کہ عمرو اور عثمان نے بھی آگے بڑھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور ہم صفر ۸ھ میں مدینہ آئے، خدا کی قسم، جس روز میں اسلام لایا اس دن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں سے کسی کو میرے برابر نہ سمجھتے تھے [1]

عمرو بن العاص کے قبول اسلام کا واقعہ عمرو بن العاص کے

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ ص ۷۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول اسلام کا واقعہ، غور و فکر کے لائق ہے کیونکہ اس میں بہت سی نصائح اور مواعظ پائے جاتے ہیں، طبری نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن العاص (اپنے اسلام کا واقعہ خود بیان کرتے ہوئے) کہتا ہے کہ جب ہم احزاب کے ساتھ جنگ خندق سے واپس آئے تو میں نے قریش میں سے اپنے ہم خیال لوگوں کو جمع کیا جو میری بات سنتے تھے میں نے انہیں کہا :-

خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے کو حیرت انگیز طور پر ترقی کرتے دیکھ رہا ہوں اور میں اپنی ایک رائے رکھتا ہوں، تمہاری اس کے متعلق کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا، تمہاری کیا رائے ہے میں نے کہا، میری رائے ہے کہ ہم نجاشی سے مل جائیں اور اس کے پاس رہیں، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری قوم پہ غالب آ گئے تو ہم نجاشی کے پاس ہوں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہونے کی نسبت اس کے ماتحت ہونا ہمیں زیادہ پسند ہے اور اگر ہماری قوم غالب آ گئی تو ہم معروف لوگوں میں سے ہوں گے اور ان سے ہمیں بھلائی پہنچے گی انہوں نے کہا یہ بڑی اچھی رائے ہے، میں نے کہا، ہمارے لیے کچھ چیزیں جمع کرو تاکہ ہم اسے تحفہ دیں۔ اسے تحفہ دینے کے لیے ہمارے علاقے کی سب سے اچھی چیز چمڑا تھا پس ہم نے اس کے لیے بہت سا چمڑا جمع کیا پھر ہم اس کے پاس گئے اور خدا کی قسم ابھی ہم اس کے پاس ہی تھے کہ عمرو بن امیہ ضمری اس کے پاس آیا، جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب اور اس کے اصحاب کی خاطر اس کے پاس بھیجا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ وہ اس کے پاس گیا اور پھر وہاں سے چلا گیا وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ عمرو بن امیہ ضمری ہے اگر میں نجاشی کے پاس جاؤں اور اس سے اسے مانگوں اور وہ اس کو مجھے دے دے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو میں اُسے قتل کر دوں اور جب میں یہ کام کر لوں گا تو قریش کو معلوم ہو جائے گا کہ میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو قتل کر کے ان کی قائم مقامی کر دی ہے پس میں اس کے پاس گیا اور اُسے حسب عادت سجدہ کیا اس نے کہا میرے دوست خوش آمدید، تو اپنے ملک سے میرے لیے کوئی تحفہ لایا ہے میں نے کہاں ہاں! اے بادشاہ میں آپ کے لیے بہت سا چمڑا تحفہ لایا ہوں پھر میں نے اُسے اس کے نزدیک کیا تو اُس نے اُسے بہت پسند کیا پھر میں نے اُسے کہا اے بادشاہ میں نے آپ کے پاس سے ایک آدمی کو نکلتے دیکھا ہے اور وہ ایک ایسے آدمی کا ایلچی ہے جو ہمارا دشمن ہے اُسے مجھے دے دیجیے تاکہ میں اُسے قتل کر دوں، کیونکہ اس نے ہمارے اشراف کو تکلیف دی ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ وہ غضب ناک ہو گیا پھر اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُسے اپنی ناک پر مارا، میں نے خیال کیا کہ نجاشی نے اس کو توڑ دیا ہوگا، اگر زمین میرے لیے پھٹ جاتی تو میں اس کے خوف سے اس میں داخل ہو جاتا، پھر میں نے کہا اے بادشاہ قسم بخدا اگر مجھے خیال ہوتا کہ آپ اس بات کو ناپسند کریں گے تو میں اُسے آپ سے نہ مانگتا اس نے کہا، کیا تو مجھ سے اس آدمی کے ایلچی کو قتل کرنے کے لیے مانگتا ہے جس کے پاس جبریل آتا ہے جو موسیٰ کے پاس آیا کرتا تھا، میں نے کہا اے بادشاہ! کیا یہ وہی ہے؟ اس نے کہا اے عمرو تیرا بُرا ہو، میری مان اور اس کی اتباع کر، خدا کی قسم وہ حق پر ہے اور وہ اپنے مخالفوں پر ایسے ہی غالب آئے گا جیسے حضرت موسیٰ، فرعون اور اس کی فوجوں پر غالب آئے تھے، وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے کہا، اس کے لیے اسلام پر میری بیعت لے لیجیے، اس نے کہا بہت اچھا پس اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور میں نے اسلام پر اس کی بیعت کر لی پھر میں اپنے ساتھیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس گیا اور میری رائے تبدیل ہو چکی تھی، میں نے اپنے ساتھیوں سے اپنا اسلام چھپایا پھر میں مسلمان ہونے کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے نکلا تا کہ اسلام لاؤں تو میں خالد بن ولید کو مکہ سے آتے ہوئے ملا —— یہ فتح مکہ سے قبل کا واقعہ ہے —— میں نے کہا اے ابو سلیمان کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا خدا کی قسم راستہ سیدھا ہے اور وہ آدمی نبی ہے خدا کی قسم جا کر مسلمان ہو جا، میں نے کہا خدا کی قسم میں صرف مسلمان ہونے کے لیے آیا ہوں پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور خالد نے آگے بڑھ کر اسلام قبول کیا اور بیعت کی پھر میں نے قریب ہو کر کہا یا رسول اللہ میں اس شرط پر آپ کی بیعت کرتا ہوں کہ میرے پہلے گناہ بخش دیے جائیں اور پچھلے گناہوں کا میں ذکر نہیں کرتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو! بیعت کر، اسلام پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت بھی اس سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے پس میں نے آپ کی بیعت کر لی اور پھر واپس آ گیا[1]

اور بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ خالد بن ولید، عمرو بن العاص اور عثمان بن ابی طلحہ اسلام قبول کرنے کے لیے آئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ

"مکہ نے تمہاری طرف اپنے جگر گوشے پھینک دیے ہیں۔"

اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد یہ تین لیڈر تھے یعنی عمرو،

---

[1] تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالد اور عثمان بن طلحہ،

خزاعہ[1] کا اسلام قبول کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو اپنا عہد دینا

ہم نے اپنے اس سلسلہ کی پانچویں کتاب صلح حدیبیہ میں بیان کیا ہے

کہ خزاعہ کے مسلمانوں اور کافروں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں رہنا پسند کیا جیسے کنانہ نے قریش کے عہد میں رہنا پسند کیا، ابھی

---

[1] خزاعہ، ازد کا ایک عظیم قحطانی قبیلہ ہے اور وہ بنو خزاعہ، کعب بن عمرو بن ربیعہ، اور وہ لحی بن حارثہ بن عمرو (مزیقی) ہے جو مارب کا بادشاہ تھا جو انصار اور غساسنہ کا باپ ہے اور خزاعہ ان لوگوں میں سے ہے جو سد مارب کے انہدام کے بعد یمن سے ہجرت کر گئے تھے، انہوں نے مکہ کو وطن بنا لیا تھا اور ایک زمانے میں اس پر غالب آ گئے تھے اور عمرو بن لحی، خزاعہ کا باپ ہے یہ پہلا شخص ہے جس نے دین ابراہیم میں شرک اور بت پرستی کو داخل کیا تھا (دیکھیے سیرت ابن ہشام) اور خزاعہ، جاہلیت میں کنانہ کے حلیف تھے، جب خزاعہ بنی اسد کے ساتھ جنگ میں اُلجھے تو خزاعہ نے اپنے بنی کنانہ کے حلیفوں سے مدد مانگی، مگر انہوں نے ان کی مدد نہ کی، پس بنو اسد ان پر غالب آ گئے اور ان پر فتح حاصل کر لی، پھر جاہلیت میں بنی بکر بن عبد مناۃ اور خزاعہ کے درمیان جنگیں چھڑ گئیں اور جب اسلام آیا تو خزاعہ، صلح حدیبیہ میں مسلمانوں کے عہد میں شامل ہو گیا۔

www.KitaboSunnat.com

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے صلح کے بعد واپس آکر ٹھہرے بھی نہ تھے کہ خزاعہ کے تمام مختلف قبائل کو خواہ وہ مسلمان تھے یا کافر، معاہدہ حدیبیہ کے حقوق کے علاوہ وہی حقوق حاصل ہو گئے جو مسلمانوں کو حاصل تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ جمادی الاخرہ ۸ھ میں خزاعہ کی طرف ایک خط لکھا جس میں فرمایا :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، محمد رسول اللہ کی جانب سے بدیل[۱] (ابن ورقاء) بشر (ابن سفیان) اور بنی عمرو کے سرداروں کی طرف، تم پر سلامتی ہو، میں نے تمہارے دل کو دکھی نہیں کیا اور نہ تمہارے بارے میں کوئی کوتاہی کی ہے، تم اور تمہارے اچھے پیروکار مجھے تہامہ میں سب سے زیادہ عزیز ہیں، میں نے تم میں سے ہجرت کرنے والے کے لیے وہی حقوق لیے ہیں جو اپنے لیے لیے ہیں ——— خواہ وہ اپنے علاقے ہی میں ہجرت کرے ——— اور مکہ میں حج اور عمرہ کے سوا ٹھہرنے والا نہ ہو اور جب میں نے صلح کی ہے تو تمہارے بارے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور تمہیں میری جانب سے کوئی

---

[۱] بدیل بن ورقاء بن عمرو بن عبد العزیٰ بن ربیعہ خزاعی، فتح مکہ سے قبل مسلمان ہوا ابن حجر نے اصابہ میں بیان کیا ہے کہ یہ اپنی قوم کا سردار تھا اور بخاری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ بدیل، غزوہ حنین میں فتح کے بعد قیدیوں کی کوٹھڑیوں کا نگران اور محافظ تھا اور غزوہ طائف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی تک اسی ڈیوٹی پہ رہا اور ابونعیم نے حلیہ میں ام الحرث بنت عیاش بن ابی ربیعہ سے بیان کیا ہے کہ اس نے بدیل کو خاکستری رنگ کے اونٹ پہ مِنیٰ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف نہ ہوگا اور نہ تم محصور ہوگے، علقمہ بن علاثہ[1] اور اس کے دونوں بیٹے مسلمان ہوگئے ہیں اور عکرمہ کی پیروی میں ہجرت کر آئے ہیں میں نے اپنے پیروکاروں کے لیے وہی حقوق لیے ہیں جو اپنے لیے لیتا ہوں اور ہمارے بعض آدمی ہمیشہ ہی حل و حرم میں ہوتے ہیں اور قسم بخدا میں نے تمہاری تکذیب نہیں کی اور تمہارا رب تم سے محبت کرے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۴) گھومتے دیکھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو ان ایام میں روزے رکھنے سے منع کیا ہے، یہ کھانے پینے کے دن ہیں بدیل نوے سال کی عمر میں اسلام میں داخل ہوا اور اس کے رخساروں پر سیاہی نہ تھی، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو فرمایا اللہ تیرے حسن و جمال میں اضافہ کرے (اصابہ جلد ا صفحہ ۱۴۶-۱۴۷)

[1] علقمہ نے سوانح بیان کرتے ہوئے اصابہ میں لکھا ہے کہ علقمہ بن علاثہ بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب جو بنی عامر بن صعصعہ سے ہے اس کا ذکر بخاری میں آیا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو ذھیبہ کی زمینوں میں بھیجا اور آپ نے انہیں چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا یعنی عینیہ بن حصن، اقرع بن حابس، علقمہ بن علاثہ اور زید الخیل ہیں، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علقمہ مرتد ہوگیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے اس کی طرف قعقاع بن عمرو کو بھیجا تو وہ اس سے خوفزدہ ہو کر شام کی طرف بھاگ گیا، پھر مسلمان ہو کر حضرت ابوبکر رضہ کی طرف آیا اور حضرت عمر بن الخطاب نے علقمہ بن علاثہ کو شام کے علاقے حوران کا حاکم مقرر کیا اور وہ اپنی موت تک وہیں رہا، اور علقمہ، بنی عامر کے سرداروں میں سے تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرق وسط کے ملوک اور امراء سے رابطہ کرنا۔

★

خیبر کے تباہ کن معرکہ کے بعد اور موتہ کے فیصلہ کن معرکے سے قبل تاریخ اسلام میں جو سیاسی واقعات رُو نما ہوئے شاید ان میں سب سے اہم واقعہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرق اوسط کے ملوک اور اُمراء سے رابطہ کرنا ہے آپ نے ان کی طرف پیغام دے کر ایلچی بھیجے جن میں دعوت اسلام دی گئی اور انہیں غیر اللہ کی عبادت ترک کرنے کی تلقین کی گئی، اور شرق اوسط کے ملوک اور امراء سے یہ رابطہ اغلباً اس تاریخی صلح کے عرصہ میں ہوا جس کا معاہدہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین مکہ کے درمیان ہوا تھا اور جس کی پختگی ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ میں ہوئی تھی [۱]

---

[۱] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے قیام سے لے کر اپنی وفات تک شرق اوسط کے ملوک و امراء کی طرف ایلچیوں کو بھیج کر انہیں دعوت اسلام دیتے رہے ہے اور ابن اسحٰق بھی یہی کہتا ہے اور یہی بات اقرب الی الصواب ہے، کیونکہ ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب الوثائق السیاسیۃ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس سے زیادہ بادشاہوں اور امیروں کو خطوط لکھے اور انہیں دعوت اسلام دی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزیرہ عرب میں حالات کا استحکام

بلاشبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرق اوسط کے ملوک وامراء سے رابطہ کرنا اور انہیں اور ان کی قوم کو دین توحید میں داخل ہونے کی دعوت دینا ایک ایسا امر ہے جو بوضاحت دلالت کرتا ہے کہ جزیرہ عرب کے حالات ——— حکومت اسلامی کے دائرہ کے اندر ——— گذشتہ وقتوں کی نسبت بہت مستحکم اور پرسکون تھے اور ان کا کریڈٹ (واللہ اعلم) ان فوجی فتوحات کی طرف جاتا ہے جو مدینہ کی اسلامی کمان نے آزادی دلانے والے عظیم تطہیری اور دفاعی معرکوں میں حاصل کیں جن سے اسلام اور اسلامی پارٹی مظفر ومنصور ہو کر نکلی جیسے بدر، اُحد، احزاب اور بنی قریظہ کے معرکے، اور وہ کامیاب تادیبی کارروائیاں جو اسلامی فوج نے مشرق اور شمال وجنوب میں کیں اور ان سے اعراب کی قوت کو توڑا جو ہمیشہ مدینہ کے امن کو برباد کرنے کا منبع تھے اور ظہور اسلام سے حدیبیہ کی تاریخی صلح تک وہ اس پر قبضہ کرنے اور اس کے اموال کو لوٹنے کے خواہش مند تھے۔

خیبر کی آزادی انقلاب کا اہم نقطہ ہے

اور شاید دعوت اسلامی کے مفاد کے لیے انقلاب کا اہم نقطہ، اسلامی فوج کا خیبر کے علاقے کو ذلیل یہودی وجود سے آزاد کروانا، اور قریش کا صلح حدیبیہ کے معاہدے پر دستخط کرنا ہے جس پر دستخط کرنے کے لیے قریش کو مجبور کیا گیا تھا جس میں زندگی میں پہلی بار قریش نے اسلامی وجود کو تسلیم کیا تھا اور بادل نخواستہ قبول کیا تھا کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان جنگ موقوف ہوگی۔

ملوک اور امراء کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی

اشتہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوائل اور فتح مکہ سے آٹھ ماہ قبل رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرقِ اوسط کے ملوک و امراء کی طرف انہیں دعوتِ اسلام دینے کے لیے اپنے ایلچی بھیجے ان ملوک و امراء کے دس سرکردہ افراد یہ تھے۔

۱۔ ہرقل، مشرقی رومیوں کا بادشاہ اس کی طرف دحیہ بن خلیفہ کلبیؓ ایلچی بن کر گئے،

۲۔ کسریٰ شاہِ ایران، اس کی طرف عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ، ایلچی بن کر گئے۔

لہ دحیہ بن خلیفہ بن فروہ بن فضالہ بن زید کلبی، یہ مشاہیر صحابہ میں سے تھے سب سے پہلے یہ جنگ خندق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے اور بدر میں شامل نہ تھے اور آپ خوبصورت تھے اور جبریل وحی لے کر آپ کی صورت میں نازل ہوتے تھے (معرکہ خندق کے بعد بنی قریظہ کے یہودیوں پر چڑھائی کے حکم الٰہی کا واقعہ ہماری کتاب غزوہ بنی قریظہ میں دیکھیے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہی خوبصورت اور اچھی ہیئت رکھنے والے لوگوں کو ملوک اور امراء کی طرف ایلچی منتخب فرمایا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے انہیں شاہ ہرقل کے لیے ایلچی منتخب کیا، دحیہ خلیفہ معاویہ کے زمانے تک زندہ رہے، دمشق میں آ کر مزہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔

لہ عبداللہ بن حذافہ بن قیس قرشی سہمی، اسلام کے سابقون الاولون میں سے تھے اور اسی عبداللہ بن حذافہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ہے کہ یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ نجاشی شاہ حبشہ۔ اس کی طرف عمرو بن اُمیہ ضمری ایلچی بن کر گئے۔
۴۔ مقوقس حاکم مصر، اس کی طرف حاطب بن ابی بلتعہ ایلچی بن کر گئے۔
۵۔ المنذر بن ساوی شاہ بحرین، اس کی طرف العلاء بن الحضرمی[ل] ایلچی بن کر گئے اس بادشاہ نے اسلام قبول کر لیا اس کے حالات اصابہ تمییز الصحابہ جلد ۳ ص ۴۳۹ پر دیکھیے۔
۶۔ ہوذہ بن علی الحنفی حاکم یمامہ۔ اس کی طرف سلیط بن عمرو بن العامری[ل۲]

(بقیہ حاشیہ ص ۱۹۸) نے انہیں ایک سریہ میں بھیجا جیسا کہ بخاری نے بیان کیا ہے اور اصابہ میں ابن حجر نے شاہ روم کے ساتھ ان کا ایک واقعہ بیان کیا ہے جو ان کے ثبات ایمان اور ان کے دین پر قائم رہنے میں مصائب و آلام برداشت کرنے پر دلالت کرتا ہے، عبداللہ بن حذافہ کی وفات حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوئی آپ مصر میں فوت ہوئے اور وہیں اس کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

ل۔ العلاء کا نام عبداللہ بن عماد بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن عویف الحضرمی ہے، عبداللہ اس کا باپ تھا جس نے مکہ میں سکونت کر لی اور بنی اُمیہ کا حلیف بن گیا اور العلاء کا بھائی عمرو بن الحضرمی پہلا مشرک تھا جسے مسلمانوں نے اسلام میں قتل کیا اس کے قتل کے باعث ابوجہل نے مشرکین کی غیرت کو ہوا دی اور معرکہ بدر ہوا حالانکہ سادات قریش کی اکثریت اس جنگ سے بچنا چاہتی تھی العلاء بن الحضرمی دعوت لانے والا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بحرین کا حاکم بنایا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اسے قائم رکھا، اللہ تعالیٰ نے اسے سنہ ۱۴ھ میں وفات دی۔

ل۲۔ سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود العامری القرشی، یہ سہیل بن عمرو العامری کے بیٹے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایلچی بن کر گئے۔

۷۔ الحارث بن ابی شمر الغسانی شاہ جولان، اس کی طرف شجاع بن وہب اسدی ایلچی بن کر گئے۔

۸۔ الحارث الحمیری شاہ یمن، اس کی طرف مہاجر بن ابی امیہ مخزومی[1] ایلچی بن کر گئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۹) ہیں، اور مہاجرین حبشہ میں سے تھے اور اسلام کے سابقون الاولون میں سے ہیں اور ان کی بیوی ام لیقطہ بنت علقمہ بھی ہجرت میں ان کے ساتھ تھی جس کے ہاں حبشہ میں اس کا بیٹا سلیط بن سلیط پیدا ہوا، اغلبًا سلیط بن عمرو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

[1] مہاجر بن ابی امیہ مخزومی، ام المومنین حضرت ام سلمہ کے بھائی تھے، جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ شامل ہوئے اور اس میں ان کے بھائی ہشام اور مسعود قتل ہوئے، مہاجر، اچھے اسلام والوں میں شامل تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قابل اعتماد آدمی تھے، آپ نے انہیں صنعاء کے صدقات پہ حاکم بنایا تو اسود علنسی کذاب متنبی نے آپ کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے قتل سے یہ فتنہ فرو ہو گیا، مہاجر، عہد صدیق کے ان مشہور سالاروں میں سے تھے جنہوں نے مرتدین کے فتنوں کا خاتمہ کیا تھا اور آپ ہی نے عکرمہ بن ابی جہل کی مدد سے حضر موت میں کندہ کے مرتدین کے فتنہ کے خاتمہ کی ذمہ داری سنبھالی تھی اور آپ ہی نے بخیر کے اس قلعہ کو فتح کیا تھا جس میں ارتداد کے وقت کندہ قلعہ بند ہو گئے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ جیفر بن جلندی، عمان کا ایک بادشاہ، اس کی طرف عمرو بن العاص[1] ایلچی بن کر گئے۔
۱۰۔ عباد بن جلندی، عمان کا ایک بادشاہ، اس کی طرف عمرو بن العاص ہی ایلچی بن کر گئے۔

---

[1] عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم قرشی، ان کی کنیت ابو عبداللہ اور ابو محمد ہے اور ان کی والدہ کا نام نابغہ ہے جو نجد کے عنزہ قبیلے سے ہے عمرو فتح مکہ سے قبل اسلام لائے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ یہ حبشہ میں نجاشی کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے آپ حضرت عمر و بن الخطاب سے زیادہ سن رسیدہ تھے آپ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے کہا کہ میں اس رات کو یاد کرتا تھا جس میں عمر بن الخطاب پیدا ہوئے تھے، عمرو بن العاص ان لوگوں میں شامل تھے جن کے قبول اسلام سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ تھے کیونکہ یہ ایک ہی دن میں قریش کے تین اسلام قبول کرنے والے سرداروں میں سے ایک تھے جب یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے انہیں مکہ کے جگر گوشے قرار دیا اور یہ تین سردار خالد بن ولید، عثمان بن طلحہ اور عمرو بن العاص تھے، عمرو، عہد نبوی میں سرایا کے سالاروں میں سے تھے ابن حجر اصابہ میں بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی معرفت وشجاعت کے وجہ سے انہیں اپنے قریب کرتے تھے اور آپ نے غزوہ ذات السلاسل کی مہم ان کے سپرد کی اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہؓ بن الجراح سے ان کو مدد دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو عمان کا گورنر مقرر کیا اور اس کے امیر ہونے کی حالت میں ہی آپ کی وفات ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ تین خلفائے راشدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ حاشیہ ص۲۰۱)

کے عہد میں اسلامی فتوحات کے عظیم سالاروں میں سے تھے آپ خلیفہ اوّل کے عہد میں حدودِ شام کو پار کر جانے والی چار عظیم افواج کے سالاروں میں سے ایک تھے آپ ہی نے قنسرین کو فتح کیا تھا اور آپ نے ہی مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر لینے پر اہلِ حلب، منبج اور انطاکیہ کی مصالحت کی ذمہ داری سنبھالی تھی اور حضرت عمر بن الخطاب، عمرو بن العاص کی تیز فہمی، سمجھ داری اور دُور اندیشی پر تعجب کیا کرتے تھے آپ نے انہیں ایک دفعہ پیدل چلتے دیکھا تو فرمایا، ابو عبداللہ کو زمین پر امیر بن کر چلنا چاہیے اور ابراہیم بن مہاجر شعبی سے اور وہ قبیصہ بن جابر سے بیان کرتا ہے کہ میں نے عمرو بن عاص کی مصاحبت کی تو میں نے ان سے واضح قرآن پڑھنے والا اور اچھے اخلاق والا اور ظاہر و باطن میں ایک جیسا شخص نہیں دیکھا اور شعبی کہا کرتے تھے کہ اسلام میں عرب کے چار دانشور ہیں اور ان میں وہ عمرو کو شمار کیا کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ "عمرو، مشکلات کے حل کے لیے ہے" اور عمرو، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے والے راویوں میں سے ان کے دونوں بیٹوں عبداللہ اور محمد نے، اور قیس بن ابی حازم اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ نے روایت کی ہے اور خلیفہ فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے مصر کو فتح کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد تک اس کے والی رہے آپ نے تھوڑی مدت کے بعد انہیں معزول کر دیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد مسلمانوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت پہ اتفاق کر لیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۳۸ھ میں عمرو کو مصر کا والی بنا دیا اور وہ اس کے والی رہے یہاں تک کہ ۴۳ھ میں وفات پا گئے، العجلی کے بیان کے مطابق آپ کی وفات ۹۹ سال کی عمر میں ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا پہ بالادستی کا جھگڑا

جن بادشاہوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوتِ اسلام دی ان میں سب سے بڑے دو بادشاہ تھے، ہرقل جو رومیوں کا شہنشاہ تھا جس کی حکومت قسطنطنیہ سے جزیرہ عرب کی حدود تک پھیلی ہوئی تھی اور کسریٰ پرویز شہنشاہ ایران جس کی مملکت جزیرہ عرب کی حدود سے ملی ہوئی تھی اور یمن میں اس کے اثر ورسوخ کے علاقے بھی تھے جہاں صنعاء میں اس کا نائب موجود تھا جو صنعاء اور اس کے ارد گرد کے علاقے پہ ایرانی شہنشاہیت کے نام پہ حکمرانی کرتا تھا۔

یہ دونوں شہنشاہتیں دنیا پہ بالادستی حاصل کرنے کے لیے آپس میں جھگڑتی رہتی تھیں اس وجہ سے ان کے درمیان مسلح جنگ ہوتی رہتی تھی جو اسلامی فوجوں کی آمد تک قائم رہی اور انہوں نے آکر آن واحد میں ان دونوں متخاصم شہنشاہتوں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن ملوک و اُمراء کو دعوت اسلام کے خطوط لکھے ان کو چار گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے،

پہلا گروہ: آزاد عربوں کے ملوک واُمراء جن پر جزیرۂ عرب کے اندر کسی کو اقتدار حاصل نہ تھا اور جنہوں نے بُت پرستی کو چھوڑ کر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کے دین توحید کو اختیار کر لیا تھا ان میں شاہ بحرین، اور عمان کے دو بادشاہ اور یمن کا شاہ حمیر شامل ہیں۔

دوسرا گروہ: ان عیسائی عربوں کا ہے جو (رکامن ویلتھ کی طرح) قسطنطنیہ کے بازنطینی تاج سے وابستہ تھے اور شام میں جولان کے علاقے میں قیام پذیر تھے اور حارث بن شمر غسانی ان کا نمائندہ تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا گروہ: بازنطینیوں (مشرقی رومیوں) کا تھا جنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین میں بے شمار تبدیلیاں اور تحریفات کر دی تھیں اور اسے اس کے پاک اور صاف جوہر توحید سے نکال کر اس میں ایسے اصول اور طریقے شامل کر دیے تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے دین کے اصول و قواعد سے کلیتہً منافات رکھتے تھے اور ان رومیوں کا نمائندہ ہرقل تھا جس کے پاس بیت المقدس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام آیا۔

چوتھا گروہ: ایرانی قوم ہے جس کا نمائندہ کسریٰ پرویز ہے یہ لوگ مجوسی تھے اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر آگ کی بطور الٰہ پرستش کرتے تھے۔

شاہ حبشہ نجاشی کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط بھیجا، معلوم ہوتا ہے وہ اُسے دعوتِ اسلام دینے کے لیے نہ تھا بلکہ وہ خط دیگر موضوعات پر حاوی تھا، کیونکہ نجاشی اس وقت سے مسلمان ہو چکا تھا جب حضرت جعفر بن ابی طالب اور آپ کے ساتھیوں نے اس کی طرف ہجرت کی تھی جیسا کہ اس کتاب میں عمرو بن العاص کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس پہ دلالت کرتا ہے۔ اور مقوقس حاکم مصر، عیسائی تھا جو رومی شہنشاہیت کے نام پر حکومت کرتا تھا، حالانکہ مقوقس اور مصر کے تمام اقباط کی نصرانیت کے اصول، بازنطینی رومیوں کے اصولِ نصرانیت سے مختلف ہیں۔

ملوک اور اُمراء کی طرف مرسلہ خطِ نبوی کی عبارت

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ملوک و رؤسا کی طرف جو خط بھیجا وہ مصالحانہ دعوت کا حامل تھا اور اس میں جنگ کا کوئی انتباہ نہ تھا، قارئین ملوک و امراء کی طرف بھیجے گئے خطوط کی تمام عبارات کو کتاب، الوثائق السیاسیۃ النبوی اور الخلافت الراشدہ میں دیکھ سکتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص ان عبادات کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے، ان تمام خطوط کا مضمون ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ سب کو خدائے واحد کی عبادت کی طرف دعوت دی گئی ہے۔

مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو لکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

محمد بن عبداللہ کی طرف سے روم کے عظیم ہرقل کی طرف — ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلامتی ہو —— اما بعد! میں تجھے دعوت اسلام دیتا ہوں، اسلام قبول کر لو تو محفوظ ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تجھے دو دفعہ اجر دے گا، اور اگر تم نے روگردانی کی تو کاشتکاروں کا گناہ بھی تجھ پر ہو گا، اے اہل کتاب ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے اور وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک بنائیں اور نہ کوئی ہم میں سے اللہ کے سوا کسی کو رب بنائے، پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو کہو کہ گواہ رہنا ہم مسلمان ہیں۔

اسی طرح آپ نے شاہِ ایران کو لکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ محمد رسول اللہ کی جانب سے ایران کے عظیم کسریٰ کی طرف، ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلامتی ہو، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور گواہی دو کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، میں تجھے اللہ کی دعوت دیتا ہوں اور میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تاکہ میں زندہ لوگوں کو انتباہ کروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کافروں کے متعلق خدا کا قول سچ ثابت ہو، اسلام قبول کر لو تو محفوظ ہو جاؤ گے اور اگر تم نے انکار کیا تو مجوسیوں کا گناہ تیرے ذمے ہو گا۔

ملوک اور امراء کا ردِّ عمل

ردّ و قبول اور توقف کے لحاظ سے ملوک اور اُمراء کا ردِّ عمل بھی متفاوت تھا اور شاید سب سے افضل جواب جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا وہ شاہِ حبشہ نجاشی کا تھا اس نے اپنے خط میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو خوش آمدید کہا اور اپنے اسلام اور اتباعِ نبوی کا اعلان کیا، اسی طرح رومیوں کے بادشاہ ہرقل نے بھی مثبت جواب دیا اور نجاشی کے بعد، زمین کے عظیم بادشاہوں میں سے ہرقل، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط سے بہت متاثر ہونے والا اور خطاب نبوی کے مفہوم کو سب سے زیادہ سمجھنے والا تھا۔

اور ہرقل نے تمام ملوک اور اباطرہ میں سے اپنی روشن بصیرت اور دقیق فراست سے یہ سمجھ لیا (کیونکہ انجیل میں آپ کا ذکر لکھا ہوا تھا) کہ جس علاقے پر اس نے تیس سال حکمرانی کی ہے وہ جدید محمدی دعوت کے حامل کے ہاتھوں پر عظیم واقعات کا مشاہدہ کرے گا، جو حالات کو مکمل طور پر بدل دیں گے اور وہ (جیسا کہ اس کے تصرفات سے معلوم ہوتا ہے) چاہتا تھا کہ وہ خود اور اس کی رعیت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور آپ کی رسالت پر ایمان لائے۔

شاہ ہرقل نے نامۂ نبوی کو کیسے وصول کیا؟

ہجرت کے ساتویں سال ـــ خیبر میں یہودی وجود کے خاتمہ کے بعد اور موتہ کے فیصلہ کن معرکہ سے قبل رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ بن خلیفہ کلبی کو بلایا اور اس کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ شاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرقل کی طرف آپ کا خط لے جائے جس کی عبارت کو ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر آئے ہیں جس میں آپ نے اُسے دعوتِ اسلام دی ہے۔

اس وقت ہرقل، بیت المقدس میں مقیم تھا اور اس نے شاہِ ایران پر فتح حاصل کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے پا پیادہ اس کا حج کیا تھا کیونکہ اس نے اسے قسطنطنیہ کا محاصرہ کرنے کے بعد شکست دی تھی، قریب تھا کہ وہ پوری مشرقی رومی شہنشاہیت کا خاتمہ کر دیتا۔

مورخین بیان کرتے ہیں کہ شہنشاہ ہرقل ——— اپنی ملکیت اور شہنشاہیت کی وسعت کے باوجود جس کے پردے ظہورِ اسلام کے وقت شمال میں بحر اسود اور قسطنطنیہ سے لے کر جنوب میں جزیرہ عرب کی حدود تک، اور مغرب میں بحر اطلس اور صحرائے اعظم سے لے کر لیبیا، تونس اور مصر تک اور مشرق میں حدود ایران تک پھیلے ہوئے تھے، بڑا دین دار آدمی تھا یہی وجہ ہے کہ اس نے نذر مانی تھی کہ اگر اسے اپنے روایتی دشمن شاہِ ایران پر فتح حاصل ہوئی تو وہ ننگے پاؤں چل کر بیت اللہ کا حج کرے گا اور اس نے ایسا کیا بھی۔

اور عیسائیت کے متعلق علم رکھنے کے نقطہ نگاہ سے ہرقل، راہبوں کا مرتبہ رکھتا تھا، اسی وجہ سے اُسے معلوم تھا کہ عنقریب عربوں سے ایک نبی حضرت ابراہیم، حضرت موسےٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کی تجدید کے لیے مبعوث ہوگا، جیسا کہ تورات و انجیل میں مرقوم ہے جس کا ہرقل کو علم تھا۔

شاہ ہرقل کے ساتھ ابوسفیان کا واقعہ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر بیت المقدس

میں شاہ ہرقل تک پہنچ چکی تھی اس لیے وہ بڑے شوق سے حضرت نبی کریم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو جاننے کا آرزومند تھا تاکہ اُسے یقین ہو جائے کہ اس کے اوصاف، تورات و انجیل کے بیان کردہ آدمی کے اوصاف سے ملتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ عربوں سے منتخب فرمائے گا اور وہ لازماً تمام جہانوں کے لیے رسول ہوگا۔

اور اس بارے میں اس کے اہتمام پر اس بات سے زیادہ دلالت کرنے والی اور کوئی بات نہیں کہ جب اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے متعلق متناقض اطلاعات ملیں تو وہ اپنے جاسوسوں اور پولیس کے آدمیوں کو شام کے مختلف علاقوں میں بھیجنے لگا تاکہ شاید وہ خاص اہل مکہ کے آدمیوں کو پائیں جو ہمیشہ تجارت کے لیے شام آتے جاتے ہیں جو دیانتداری سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اور ان کی دعوت کی اصلیت کو اس کے سامنے بیان کریں اور اللہ کی مرضی سے شاہ ہرقل کی خاص فوج کے جوان، غزہ میں عرب کے ایک سردار ابوسفیان بن حرب سے ملنے میں کامیاب ہو گئے۔ جو قریش کے اس گرمائی تجارتی قافلے کا سالار تھا جو شام کو آیا کرتا تھا۔ انہوں نے اس سے اپیل کی کہ وہ شہنشاہ کی خواہش کے مطابق غزہ سے قدس تک ان کے ساتھ جائے، ابوسفیان نے ان کی بات مان لی اور وہ اُسے اور اس کے بعض آدمیوں کو سوار کر کے لے گئے، اور قدس میں ان کی شہنشاہ سے ملاقات ہوئی پس اس نے ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے متعلق سوالات و جوابات کیے اور انہیں جھوٹ بولنے کے متعلق انتباہ کیا۔

اب ہم ابوسفیان سے کہتے ہیں کہ وہ خود اس تاریخی ملاقات کے واقعات کو ہمارے سامنے بیان کرے، جو اس کے اور شاہ ہرقل کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان ہوئی اور اس کے ساتھ وہ سوال بھی بیان کرے جو ہرقل نے اس سے پوچھے تھے ۔ ابوسفیان بیان کرتا ہے کہ ہم تاجر لوگ تھے اور ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو جنگ ہو رہی تھی اس نے ہمیں تنگ کر دیا تھا یہاں تک کہ ہمارے اموال ختم ہو گئے تھے ، جب ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح تھی ، ہم امن کے بغیر مامون نہ تھے پس میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ شام کی طرف تجارت کے لیے نکلا اور ہماری تجارت گاہ غزہ تھی ، ہم وہاں اس وقت پہنچے جب ہرقل وہاں کے ایرانیوں پر غالب آگیا اور اس نے انہیں وہاں سے نکال دیا۔

جب ابوسفیان ، شہنشاہ ہرقل کے سامنے ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے متعلق باتیں بیان کر رہا تھا تو بیان کیا گیا کہ ہرقل نے بیت المقدس میں ایک خواب دیکھا ـــ جس کی وجہ سے اُسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے متعلق اہتمام کو دوگنا کر دیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ اُسے بتایا گیا کہ جب ہرقل بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز ادا کی تو ایک صبح کو وہ غمگین ہو گیا اور آسمان کی طرف اپنی نگاہ پھیرنے لگا اس کے جرنیلوں نے اُسے کہا ، اے بادشاہ قسم بخدا آپ صبح سے غمگین ہیں اس نے کہا بیشک ایسا ہی ہے ، مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ مختونوں کا بادشاہ ظاہر ہونے والا ہے ، انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں کہ یہود کے سوا ، کوئی قوم ختنہ کرتی ہو اور وہ آپ کی حکومت میں ہیں ، پس آپ اپنے علاقے کے تمام گورنروں کو پیغام بھیج دیں اور انہیں حکم دیں کہ وہ اپنے ماتحت رہنے والے تمام یہودیوں کو قتل کر دیں اور آپ اس غم سے نجات حاصل کریں ۔ ابوسفیان بیان کرتا ہے کہ خدا کی قسم ابھی وہ اپنی اس رائے میں ہی لگے ہوئے تھے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے پاس حاکم بُصریٰ ایک عرب کے ساتھ آیا، اس نے کہا اے بادشاہ یہ ایک بھیڑ بکریوں اور اونٹوں والا عربی آدمی ہے اور یہ اپنے علاقے میں ہونے والے واقعہ کو بیان کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے دریافت فرمائیے۔

جب حاکم بُصریٰ کا ایلچی، ہرقل کے پاس پہنچا تو ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے اس کے علاقے میں ہونے والے واقعہ کے متعلق دریافت کر، اس نے اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا، ہمارے درمیان ایک آدمی ظاہر ہوا ہے جو اپنے آپ کو نبی خیال کرتا ہے، کچھ لوگوں نے اس کی اتباع کر لی ہے اور کچھ لوگ اس کے مخالف ہو گئے ہیں اور ان کے درمیان بہت سے مقامات پر جنگیں بھی ہوئی ہیں اور میں نے انہیں اسی حالت میں چھوڑا ہے۔

ابوسفیان بیان کرتا ہے کہ جب ہرقل نے اس آدمی کی تفتیش کا حکم دیا تو وہ مختون تھا، ہرقل نے کہا خدا کی قسم یہ وہی شخص ہے جسے میں نے دیکھا ہے وہ بات نہیں جو تم کہتے ہو، اس کے کپڑے اسے دے دو، پھر شہنشاہ نے اپنے پولیس افسر کو بلایا اور اُسے کہا کہ میرے لیے شام کے اندر اور باہر پھر کر اس آدمی کی قوم کا کوئی آدمی لاؤ (یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کا) ابوسفیان بیان کرتا ہے کہ قسم بخدا ابھی ہم غزہ ہی میں تھے کہ اچانک ہمارے پاس ہرقل کا پولیس افسر آیا اور کہنے لگا، کیا تم اس حجازی آدمی کی قوم سے تعلق رکھتے ہو، ہم نے کہا ہاں اس نے کہا تم میں سے اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون ہے؟ میں نے کہا، میں[1]

---

[1] ابوسفیان نے کہا میں اس لیے کہ پانچویں دادے عبدمناف میں وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان ہرقل کی ہیبت کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے خدا کی قسم میں نے اس نامختون ــ یعنی ہرقل سے ــ زیادہ بھیانک آدمی نہیں دیکھا، اس نے اپنے پولیس افسر سے کہا، اسے میرے قریب کرو اس نے مجھے اس کے سامنے بٹھا دیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا پھر کہنے لگا، میں اس سے سوال کروں گا، اگر یہ جھوٹ بولے تو اس کی تردید کرنا، ابوسفیان کہتا ہے خدا کی قسم اگر میں جھوٹ بولتا تو میری تردید نہ ہوتی لیکن میں ایک سردار آدمی تھا اور جھوٹ سے بچتا تھا مجھے معلوم ہوگیا کہ میرے لیے سب سے آسان بات یہ ہے کہ اگر میں نے اس سے جھوٹ بولا تو یہ اسے ہمیشہ کے لیے محفوظ کرلیں گے اور پھر اُسے میرے متعلق بیان کریں گے اس لیے میں نے اس سے جھوٹ نہ بولا۔ شہنشاہ نے ابوسفیان سے مندرجہ ذیل سوالات کیے۔

شہنشاہ نے ابوسفیان سے سوالات کا آغاز اس طرح کیا کہ.... مجھے اس آدمی کے متعلق بتائیے جو تمہارے درمیان ظاہر ہوا ہے اور دعوی کرتا ہے۔

ابوسفیان کہتا ہے کہ میں آپ کی شان کو کم کرنے لگا اور آپ کی اہمیت کو کم کرتے ہوئے اُسے کہنے لگا کہ

اے بادشاہ! آپ کو اس کے معاملے سے کیا غم ہے اس کی شان آپ تک نہیں پہنچ سکتی، ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو جس حقارت سے بیان کیا شہنشاہ کو یہ بات اچھی نہ لگی، اس لیے اس نے اُسے ڈانٹ کر کہا، میں جو کچھ تمہارے آدمی کی شان کے بارے میں پوچھ رہا ہوں مجھے اس کے متعلق بتاؤ، ابوسفیان کہتا ہے میں نے کہا، جو پوچھنا ہے پوچھو، اس نے پوچھا۔

اس کا نسب تم میں کیسا ہے؟ میں نے کہا خالص ہے اور وہ ہم میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھے نسب والا ہے، اس نے کہا۔ مجھے بتاؤ کیا ماضی میں کوئی آدمی اس کے اہل بیتؓ میں سے اس کی طرح باتیں کرتا تھا اور وہ اپنے آپ کو اس سے مشابہت دیتا ہو، میں نے کہا نہیں۔

اس نے کہا، کیا اُسے تم میں بادشاہی حاصل تھی اور تم نے اس سے اُسے چھین لیا ہے اور وہ اس قسم کی باتیں کرنا لگا ہے تاکہ تم اس کی بادشاہت اُسے واپس کردو، میں نے جواب دیا، نہیں،

اس نے پوچھا، مجھے بتاؤ کہ تم میں سے اس کے اتباع کون لوگ ہیں۔

میں نے کہا، کمزور، مساکین، نوعمر، نوجوان اور عورتیں، مگر اس کی قوم کے تجربہ کار اور صاحب شرف لوگوں میں سے کسی نے اس کی اتباع نہیں کی۔

اس نے کہا، مجھے اس کے پیروکاروں کے متعلق بتاؤ، کیا وہ اس سے محبت کرتے اور اس کے ساتھ رہتے ہیں۔

میں نے کہا اُس کے کسی پیروکار نے اُسے نہیں چھوڑا، اس نے پوچھا تمہارے اور اس کے درمیان جنگ کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا ہمارے اور اس کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا ہے،

اس نے پوچھا۔ مجھے بتاؤ، کیا وہ بدعہدی کرتا ہے؟ کیا تم نے اس کے دعویٰ سے قبل اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہے۔

ابوسفیان بیان کرتا ہے کہ اس نے جو کچھ مجھ سے پوچھا اس میں اس کے سوا اور کسی بات میں کوئی عیب نہ لگا سکا، میں نے کہا، ہماری اس سے مصالحت ہے لیکن ہم اس کی بدعہدی سے مامون نہیں ہیں ابوسفیان بیان کرتا ہے خدا کی قسم کہ اس نے میری اس بات کی طرف التفات نہ کیا۔

ہرقل نے پوچھا، وہ تمہیں کیا حکم دیتا ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ نے کہا وہ کہتا ہے کہ خدائے واحد کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور اپنے آباء کے اقوال کو چھوڑ دو اور وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامنی اختیار کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے[1]

اور حیران کن بات یہ ہے کہ رومیوں کے عظیم آدمی ہرقل نے (قریش کے سردار ابوسفیان سے سوال دریافت کرتے ہوئے) اپنی توجہ ان جوہری نقاط اور بنیادی صفات پر مرکوز رکھی جو عقلمندوں اور تورات وانجیل کے علوم کے جاننے والے عالموں کے نزدیک ان دلائل قاطعہ پر مشتمل ہیں کہ جو شخص ان صفات سے متصف ہو وہ وہی منتظر نبی ہے جس کے ظہور کی وہ توقع رکھتے تھے اور منصف لوگ اس کی بشارت دیتے تھے۔

ہرقل، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کو تسلیم کرتا تھا۔

اور ابوسفیان کو اس وقت بڑی حیرت ہوئی جب اس نے (ابوسفیان سے سوال وجواب کے فوراً بعد اسی مجلس میں) اعلان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ منتظر عربی نبی ہیں جو تاریخ کے دھارے کو بدل دیں گے اور اس کے پیروکار دنیا کا نقشہ تبدیل کر دیں گے اور یہ ایسی بات ہے جس سے مفر کی کوئی صورت نہیں۔

شاہ ہرقل نے قریش کے سردار ابوسفیان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دنوں کے دشمن کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد پوری صراحت اور وضاحت

---

[1] تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۶۴۶، صحیح بخاری منقول از البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۵ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۴۔ زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۱۲۶، طبقات ابن سعد اور امتاع الاسماع از مقریزی صفحہ ۳۰۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ اعلان کیا کہ یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جس سے یہ لوگ جنگ کرتے اور دشمنی رکھتے ہیں عنقریب ان پر اور اس کی دعوت کے راستہ میں کھڑے ہونے والے تمام لوگوں پر غالب آجائے گا کیونکہ وہ اللہ کی جانب سے نبی اور مرسل ہے اور ہرقل نے (عظیم شہنشاہ ہونے ہوئے) واضح طور پر بیان کیا کہ کاش وہ آپ کے پیروکاروں میں سے ہوتا بلکہ اُسے تمنا ہے کہ اس کو آپ کے قدموں کے دھونے کا شرف حاصل ہوتا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ جب شاہ ہرقل نے قدس کے تخت کے ہال کمرے میں ابوسفیان سے سوال وجواب مکمل کر لیا تو اس نے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان سے کہو کہ میں نے تجھ سے آپ کے نسب کے متعلق پوچھا ہے اور مجھے خیال تھا کہ وہ تم میں صاحب نسب ہے اور رسول اسی طرح اپنی قوم کے صاحب نسب لوگوں میں بھیجے جاتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا ہے کہ کیا تم میں سے کسی نے اس سے پہلے بھی یہ بات کی ہے تو نے بتایا ہے کہ نہیں کی، تو میں نے کہا کہ اگر کسی نے اس سے پہلے یہ بات کی ہوتی تو میں کہتا کہ یہ آدمی اس آدمی کے قول کی اقتداء کر رہا ہے اور اپنے باپ کی حکومت کا طالب ہے۔

اور میں نے تجھ سے پوچھا ہے کہ اس بات کے کہنے سے قبل جو وہ کہتا ہے کبھی تم نے اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہے تو نے بتایا ہے کہ نہیں، اور میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ جو شخص لوگوں کے متعلق جھوٹ نہ بولے، وہ اللہ پر جھوٹ بولتا ہو اور میں نے تجھ سے پوچھا ہے کہ کیا اشراف نے اس کی اتباع کی ہے یا کمزور لوگوں نے؟ تو تو نے بتایا ہے کہ کمزوروں نے اس کی اتباع کی ہے اور یہی لوگ رسولوں کے متبع ہوتے ہیں، اور میں نے تجھ سے پوچھا ہے کہ کیا ان میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی ہو رہی ہے؟ تو تو نے بتایا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے اور ایمان کی یہی حالت ہوتی ہے جب اس کی بشاشت دلوں سے ملتی ہے، اور میں نے تجھ سے پوچھا ہے کہ کیا وہ بدعہدی کرتا ہے تو نے بتایا ہے کہ نہیں، اور اسی طرح رسول بھی بدعہدی نہیں کرتے، اور میں نے تجھ سے پوچھا ہے کہ وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے تو نے بتایا ہے کہ وہ تمہیں اللہ کی عبادت کرنے اور اس کا شریک نہ بنانے کا حکم دیتا ہے اور تمہیں بتوں کی عبادت کرنے سے روکتا ہے اور تمہیں نماز پڑھنے، سچ بولنے اور پاکدامنی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے، تو نے جو باتیں بیان کی ہیں اگر وہ سچی ہیں تو وہ عنقریب میرے ان دونوں پاؤں کی جگہ پر قابض ہو جائے گا اور مجھے معلوم تھا کہ وہ ظاہر ہونے والا ہے لیکن مجھے یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہو گا، اگر مجھے علم ہوتا تو میں اس کے پاس پہنچتا اور مشقت اٹھا کر بھی اس کی ملاقات کرتا اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔

ابو سفیان بیان کرتا ہے کہ جب ہرقل یہ باتیں کر چکا تو شور و غل زیادہ ہو گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں اور ہم باہر نکلے تو میں نے نکلتے وقت اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ کا کام بن گیا ہے اور یہ کہ بنی الاصفر کا بادشاہ بھی اس سے ڈرتا ہے[1]

ابوسفیان کے دل پر ہرقل کی باتوں کا اثر

بلاشبہ شہنشاہ ہرقل نے ابو سفیان سے جن باتوں کا جواب طلب کیا اور صراحت سے کہا کہ ان کا ساتھی محمدؐ نبی ہے اور شہنشاہ کے ماتحت جو شامی علاقہ ہے وہ اس پر قابض ہو جائے گا، اس بات سے قریش

---

[1] البدایۃ والنہایۃ از ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سردار ابوسفیان کے دل پر بڑا اثر کیا، اسی اثر کے ماتحت اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کی حدت میں کمی کر دی جیسا کہ واقعات نے اس کی شہادت دی ہے، ابوسفیان نے شہنشاہ ہرقل سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق جو کچھ سنا تھا وہ ابوسفیان کے دل کو اسلام کی طرف مائل کرنے کا سبب بن گیا اور اس حقیقت کو خود ابوسفیان نے بیان کیا ہے (شہنشاہ) اور اس کے درمیان ہونے والی گفتگو کے بعد) "کہ میں ہمیشہ اس یقین پر قائم رہا کہ وہ (یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) غالب آجائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالے نے مجھے اسلام میں داخل کر دیا۔"

ہرقل کا رسول کی دعوتِ دخول فی الاسلام کو قبول کرنا

عام مورخین اور اہل حدیث نے بیان کیا ہے کہ ہرقل نے قریش کے سردار ابوسفیان بن حرب سے گفتگو کرنے کے بعد سمجھ لیا تھا کہ محمد بن عبداللہ وہی نبی ہے جسے وہ اپنی انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں اس نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا اور آپ پر ایمان لائے گا بلکہ اس نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ وہ اپنی شہنشاہیت کے ارباب حل وعقد اور کلیسا کے خاص لوگوں کو بھی جو اس کے علم کو جانتے ہیں اس بات پر رضامند کرے گا کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ مگر ہرقل اس عظیم امر کی تکمیل کی پُرزور خواہش کے باوجود توقع رکھتا تھا کہ اس کے خواص اور مشیر اور اس کی حکومت کے عظیم آدمی اپنے ممتاز عہدوں کی حفاظت کے لیے جن سے وہ شہنشاہیت میں بہرہ اندوز ہو رہے ہیں، اس کا معارضہ کریں گے۔

اسی دوران میں کہ ہرقل آگے بڑھنے اور رکنے کی درمیانی کیفیت میں قلق و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضطراب کا شکار تھا اور یہ کہ وہ اپنی حکومت کے بڑے بڑے آدمیوں کو کس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی دعوت دے جن کے متعلق اُسے یقین تھا کہ آپ وہی رسول ہیں جس کی تورات اور انجیل نے بشارت دی ہے اور یہ کہ وہ اپنے خواص اور کلیسا کے مشیروں اور فوجوں کے سالاروں کے معارضہ کا کیسے سامنا کرے گا جو شہنشائیت کی کرسی سے اس کی علیحدگی یا اس کے قتل تک پہنچ سکتا ہے ..... اسی اثناء میں کہ وہ انہی وساوس کا شکار تھا کہ اس کے حفاظتی دستے کے سالار نے اس کے پاس آکر اس کی سوچوں کا سلسلہ منقطع کر دیا اور اس کے پیچھے پیچھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص نمائندہ دحیہ کلبی بھی ہرقل کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اسلام میں داخل ہونے کا دعوت نامہ لیے ہوئے آپہنچا اور یہ کہ اگر اس نے اسلام قبول نہ کیا تو اسے اپنی قوم کے کفر پہ باقی رہنے کی ذمہ داری بھی اُٹھانی پڑے گی۔

ہرقل کا نامہ بر کی عزت کرنا

ہرقل کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط اچانک نہیں ملا بلکہ وہ اس کی آمد کی توقع رکھتا تھا کیونکہ جو کچھ اُسے انجیل سے معلوم ہوا تھا اس کی بنا پہ وہ جانتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف عربوں کے رسول نہیں بلکہ تمام لوگوں کے رسول ہیں، اور اقوام کو صرف ان ملوک و حکام کے وجود سے مخاطب کیا جاتا ہے جو ان کے نام سے گفتگو کرتے ہیں، اس لیے اُسے توقع تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ اس کی طرف اسلام میں داخل ہونے کی دعوت لے کر آئے گا اور جب دحیہ کلبی داخل ہوا اور شہنشاہ کو اطلاع دی گئی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی ہے اور اس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا ترجمہ کرے تو اس نے اس کا ترجمہ کیا اور خط کے مضمون سے آگاہ ہونے کے بعد اس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دحیہ کلبی کے اکرام کا حکم دیا اور حکم دیا کہ وہ اس کا اپنا مہمان ہے اور اس کی حفاظت کی تاکید کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے بارے میں ہرقل کا رومیوں کی رائے معلوم کرنا

اگرچہ ہرقل کو اپنی حکومت کے آدمیوں کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دینے میں اپنی جان کا خوف تھا، پھر بھی اس نے اس امر کا پختہ ارادہ کر لیا، لیکن اس اہم معاملے میں اپنی حکومت کے آدمیوں سے بات کرنے سے پہلے اس نے روم میں پوپ سے رابطہ کرنا زیادہ مناسب خیال کیا (حالانکہ دونوں شہنشاہیتوں میں سیاسی اختلافات موجود تھے) تاکہ وہ خاص راہبوں کو اطلاع دے اور ان سے اس اہم معاملے میں مشورہ لے، پس ہرقل نے روم میں ان خاص علماء کی طرف خط لکھا اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور معاملے کے متعلق بتایا اور آپ کی صفات کو ان کے سامنے واضح کیا نیز آپ نے دعوتِ اسلام کا جو خط اُسے لکھا تھا اس کے مضمون سے بھی انہیں آگاہ کیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ فیصلہ کن بات لکھیں کہ جب یہ وہی نبیٔ منتظر ہے جس کی اتباع کی تورات اور انجیل وصیت کرتی ہیں تو کیا کیا جائے۔

روم سے ہرقل کو جواب آیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبیٔ منتظر ہیں اور شہنشاہ کو اس کی اتباع اور تصدیق کرنے کی وصیت کی جاتی ہے[1]

شہنشاہ ہرقل کا اپنی قوم کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کی دعوت دینا

ہرقل بطور عالم تورات وانجیل، اس بات کو جانتا تھا کہ محمد

[1] تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبیٔ منتظر ہیں، لیکن اس نے روم کو اس لیے خط لکھا تاکہ وہ جس بات کو قبول کرتا۔ ہے اس کی رائے کی تائید ہو جائے اور یہ بات اس کی حکومت کے ارباب حل وعقد کو اسلام میں داخل ہونے پر رضامند کرنے کا سبب بن جائے۔

جب ہرقل کو روم سے اس کے اعتقاد کو پختہ کرنے والا جواب ملا کہ محمد بن عبداللہ ہی نبیٔ منتظر ہیں تو وہ اپنی قوم کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دینے میں اور زیادہ پختہ ہو گیا اور اس نے (قدس ہی میں) ارباب حل وعقد یعنی رومی جرنیلوں کا اپنے محل میں ایک عام اجلاس بلایا تاکہ ان کے سامنے حقیقت حال کو واضح کرے اور انہیں مشورہ دے کہ اس کی مملکت کو جو مصائب و آلام پیش آنے والے ہیں ان سے بچنے کا بہترین ذریعہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع۔ ہے۔

سخت حفاظتی انتظامات میں تاریخی اجتماع

علاوہ ازیں شہنشاہ نے (اپنے وسیع علم، زبردست ذہانت اور احتیاط کے باوجود) اپنے ارکان حکومت کے شدید ردعمل کے مقابلہ کے لیے کچھ سخت احتیاطات بھی کر لیں کہ جب وہ ان سے ملے اور حلقہ بگوش اسلام ہونے کی دعوت کے موضوع پر ان سے بات کا آغاز کرے تو وہ کوئی گڑبڑ نہ کریں، اس نے اپنے خاص محافظ دستے کے لیڈروں سے کہا کہ وہ جرنیلوں اور بقیہ ارکان حکومت کے اکٹھا ہو جانے کے بعد، دروازوں کو مقفل کر دیں اور مسلح ہو کر دروازوں پر کھڑے ہو جائیں اور اور جب وہ ان پر ناراضی یا تمرد کے آثار دیکھیں تو انہیں اجتماع کے ہال کمرے سے باہر نہ جانے دیں۔

پھر ہر قسم کے ہنگامی حالات کا جائزہ لے کر شہنشاہ نے اپنے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کمرہ مخصوص کیا جو بالائی حصے میں واقع تھا اور اجتماع کے ہال کمرے کو وہاں سے دیکھا جا سکتا تھا اور اس کی خاص فوجوں نے سخت حفاظتی انتظامات میں اس کے کمرے کو گھیرے میں لے لیا۔

جرنیلوں اور ارکانِ حکومت کا شہنشاہ کی دعوت کو رد کرنا اور تمرد اختیار کرنے کی کوشش کرنا

جب قدس کے شاہی محل میں اجتماع مکمل ہو گیا تو شہنشاہ نے اپنے کمرے سے جمع ہونے والوں کو دیکھا پھر انہیں نہایت پُرسکون انداز میں مخاطب کر کے اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی، اس نے کہا۔

"اے اہل روم، میں نے تمہیں ایک اچھے کام کے لیے جمع کیا ہے، میرے پاس اس عظیم آدمی کا خط آیا ہے اور اس نے مجھے اپنے دین کی طرف دعوت دی ہے اور قسم بخدا یہ وہی نبی ہے جس کے ہم منتظر تھے اور جس کے متعلق ہم اپنی کتب میں لکھا ہوا پاتے تھے آؤ ہم اس کی پیروی کریں اور اس کی تصدیق کریں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت محفوظ ہو جائے[1]

جرنیلوں اور حکومت کے بقیہ سرکردہ لوگوں نے وہی کچھ کیا جس کا شہنشاہ ہرقل کو خدشہ اور توقع تھی، جونہی اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنی بات مکمل کی وہ سب غضب ناک ہو گئے اور آپے سے باہر ہو گئے اور انہوں نے شہنشاہ کو نقصان پہنچانے کا عزم کر لیا اور انہوں نے اس کی اختیاری دعوت کا یہ جواب دیا کہ وہ اس سے نفرت کرنے لگے اور

---

[1] تاریخ طبری جلد ۲ ص۶۵۰، البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص۲۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب انہوں نے شہنشاہ کی بات کو سنا تو شدت غضب سے ہال کمرے سے جنگلی گدھوں کی طرح بھاگے اور دروازوں کی طرف دوڑے تاکہ انہوں نے ترک دین کی جو دعوت سنی تھی اس پر احتجاجاً واک آؤٹ کر جائیں مگر انہوں نے دروازوں کو بند پایا، جن پر مسلح محافظ کھڑے تھے انہوں نے انہیں باہر جانے سے روکا تو ان کے غصے میں اضافہ ہو گیا اور وہ اجتماع کے ہال کمرہ میں واپس آگئے تاکہ شہنشاہ کو اپنے احتجاج سے مطلع کریں۔

اپنی حکومت کے چلے جانے کے خوف سے ہرقل کا رجوع کرنا

جب شہنشاہ نے دیکھا کہ ان سب لوگوں نے متفقہ طور پر اس کی دعوت کو رد کر دیا ہے اور اس کو گزند پہنچانے کا عزم کر لیا ہے تو اسے اپنی جان کے متعلق خوف پیدا ہوا اور اس نے ان کے شر سے بچنے کے لیے ان سے نرمی اختیار کی اور انہیں مخاطب کر کے کہا کہ اے اہل روم، میں نے تم سے جو بات کہی ہے وہ اس لیے کہی ہے تاکہ میں دیکھوں کہ اس ہونے والے واقعہ کے مقابلے میں تم اپنے دین پر کیسے ثابت قدم رہتے ہو اور میں نے تم سے وہ بات دیکھی ہے جس نے مجھے خوش کر دیا ہے پس انہوں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے پھر اس نے محل کے دروازے کھولنے کا حکم دیا جو ان کے لیے کھول دیے گئے اور وہ چلے گئے۔

ہرقل کے جرنیلوں کا ایک بشپ کو اعلان اسلام پر قتل کرنا

شہنشاہ ہرقل نے اپنی قوم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر راضی کرنے کی جو کوشش کی، یہ واحد کوشش نہ تھی، ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ جلد ۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص۲۶۸ پر بیان کیا ہے کہ شہنشاہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت اسلام والے خط کو وصول کرنے کے بعد بڑے بشپ (جس کا نام سفاطر تھا) کو بلایا اور اُسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کے مضمون سے آگاہ کیا پھر اسے کہا کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کرے، شہنشاہ نے اُسے کہا آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ بشپ نے کہا، قسم بخدا یہ وہی ہے جس کی حضرت موسےٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے اور جس کے ہم منتظر تھے رہی میری بات تو میں اس کا مصدق اور متبع ہوں، قیصر نے کہا، میں بھی اُسے پہچانتا ہوں لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا اور اگر میں نے ایسا کیا تو میری حکومت جاتی رہے گی اور رومی مجھے قتل کر دیں گے۔

طبری کی تاریخ الرسل والملوک میں ہے کہ شہنشاہ نے راپنے ارکان حکومت کو حضرت نبی کریم کی اتباع پر راضی کرنے میں ناکام ہونے کے بعد) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص نمائندے دحیہ کلبی کو بُلا کر کہا، قسم بخدا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ کا ساتھی نبی اور مرسل ہے اور اگر مجھے رومیوں سے اپنی جان کا خوف نہ ہوتا تو میں اس کی اتباع کرتا اور جب میں نے انہیں آپ کی اتباع کی دعوت دی ہے تو جو کچھ ہوا ہے وہ آپ کے علم میں ہے اب تم ان کے بڑے بشپ (صفاطر) کے پاس جاؤ اور اُسے اپنے ساتھی کا حال بتاؤ، اور خدا کی قسم وہ رومیوں میں مجھ سے بھی بڑا ہے اور اس کی بات بھی ان میں مجھ سے زیادہ چلتی ہے، دیکھیے وہ تجھے کیا کہتا ہے۔

پس دحیہ کلبی اس بشپ کے پاس گیا اور اُسے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہرقل کے پاس کیا لایا ہے اور آپ نے اُسے کیا دعوت دی ہے، صفاطر نے کہا خدا کی قسم تمہارا ساتھی نبی ہے ہم اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفات سے واقف ہیں اور اپنی کتب میں اس کا نام بھی لکھا ہوا پاتے ہیں، دحیہ بیان کرتا ہے کہ پھر وہ اندر آگیا اور اس نے اپنا سیاہ لباس اُتارا اور سفید لباس زیب تن کیا، پھر اس نے اپنا عصا پکڑا اور کلیسا میں رومیوں کے پاس گیا اور کہنے لگا اے اہل روم ہمارے پاس احمد کا خط آیا ہے جس میں وہ ہمیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور احمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

وہ بیان کرتا ہے کہ انہوں نے اس پر یک دم حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا، دحیہ نے شاہ ہرقل کو واپس آکر اس واقعہ کی اطلاع دی، اس نے کہا، میں نے تجھے کہا تھا کہ ہمیں ان سے اپنی جانوں کا خوف ہے اور خدا کی قسم، صغاطر ان کے نزدیک مجھ سے بڑا تھا اور اس کی بات بھی مجھ سے زیادہ چلتی تھی[1]

کیا شاہ ہرقل اسلام لایا تھا؟

بعض اصحاب حدیث وسیر نے بیان کیا ہے کہ شہنشاہ ہرقل خفیہ طور پر مسلمان ہوگیا تھا اور موت تک اپنے اسلام پر قائم رہا تھا[2]، اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

شاہ ہرقل کا اضطراب

شاہ ہرقل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو وصول کرنے کے بعد جس میں آپ نے اُسے دعوت اسلام دی تھی، بڑے اضطراب میں زندگی گزاری اور اس بات نے اُسے مزید مضطرب اور متحیر کر دیا کہ اس کے ارکانِ حکومت اور کلیسا کے لیڈر[1]

---

[1] امام طبری نے یہ واقعہ اپنی سند سے ابن حمید سے اور اس نے سلمہ سے اور اس نے محمد بن اسحٰق سے بیان کیا ہے [2] سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کی دخول اسلام کی دعوت کو رد کر دیا ہے بلکہ اس کی فوج کے سالار رفیق تے جب وہ حمص میں مقیم تھا اس کو کچلنے کے لیے ایک مسلح انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی کیونکہ اس نے اپنی قوم کو دین اسلام میں داخل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا اور اس کے منادی نے حمص میں اعلان کیا تھا کہ ہرقل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا ہے اور اس کا متبع بن گیا ہے[۱] پس اس نے جس بات کا اظہار کیا تھا اُسے چھپا لیا اور وہ مسلح فوجیں جو اُسے کچلنے کی کوشش کر رہی تھیں اور انہوں نے اس کے محل کو گھیر لیا تھا مطمئن ہو گئیں کیونکہ (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی اتباع کرنے کا مظاہرہ، نصرانیت پر ان کی پختگی کو آزمانے کے لیے کیا تھا[۲]

ہرقل کے دل میں باہم دست و گریبان تناقضات

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ جب سے شہنشاہ ہرقل کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ملا تھا جس میں آپ نے اُسے اور اس کی قوم کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں دو شدید متناقض لہروں کا نشانہ بن گیا تھا، حق کی آواز کی استجابت کا عامل اس کے دل میں آواز دیتا تھا کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی اتباع کرے کیونکہ اُسے یقین تھا کہ آپ ہی وہ نبی منتظر ہیں جن کے متعلق ان کے ہاں انجیل میں لکھا ہوا ہے[۳]

---

[۱] سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۷ [۲] جوامع السیرۃ، البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۶ تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۶۵، زاد المعاد جلد ۴ صفحہ ۱۲۶

[۳] ابن برہان الدین سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۷ پر بیان کرتے ہیں کہ قیصر نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شہنشاہیت کے تخت کی حفاظت کا عامل، جس پہ وہ چوکڑی مار کر بیٹھنا چاہتا تھا تقاضا کرتا تھا کہ وہ نصرانیت پہ قائم رہے اور اس سے اخلاص رکھے اور رومی مطلقاً اس بات کو پسند نہ کرتے تھے کہ ان کی شہنشاہیت کے تخت پہ کوئی غیر مسیحی بادشاہ بیٹھے۔

اور اصحاب سیر و تواریخ کے بیانات متفقہ طور پہ اس بات کا افادہ کرتے ہیں کہ شہنشاہ ہرقل کے دل پہ دونوں عامل برابر کام کر رہے تھے اور وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ محمد بن عبداللہ وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت عیسٰی نے دی ہے اس لیے وہ آپ پہ ایمان لانے اور آپ کی اتباع کرنے کا خواہش مند تھا بلکہ وہ اس بات کا آرزو مند تھا کہ وہ بھی اور اس کی قوم بھی آپ پہ ایمان لائے اور آپ کی اتباع کرے تاکہ وہ شہنشاہیت کے تخت پہ محفوظ ہو کر بیٹھا رہے۔

اس لیے ہم اُسے دیکھتے ہیں (جیسا کہ تمام تاریخی مصادر بتاتے ہیں) کہ وہ اپنے تخت کی خواہش کے لیے نصرانیت سے اخلاص کا مظاہرہ کرتا ہے حالانکہ حقیقت میں وہ اس ابتدائی نشست سے ہی جس میں اس کی حکومت کے ارکان قدس میں جمع ہوئے تھے اور اس نے انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کے مضمون سے آگاہ کیا تھا اور انہیں دعوتِ اسلام کو

(بقیہ حاشیہ ص۲۲۴) اپنی قوم سے کہا اے قوم کیا تمہیں معلوم نہیں کہ قیامت سے پہلے ایک نبی آئے گا جس کی عیسٰی بن مریم نے بشارت دی ہے، تمہیں اُمید تھی کہ اللہ اُسے تم میں سے پیدا کرے گا انہوں نے کہا ہاں، اس نے کہا اللہ نے اُسے تمہارے غیروں میں پیدا کر دیا ہے اور یہ خدا کی رحمت ہے وہ جہاں چاہیے اُسے رکھتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کرنے کی طرف بلایا تھا، تخت حکومت سے دستبردار ہو چکا تھا۔

ہرقل کا دوبارہ اور آخری بار اپنی قوم کو دعوت اسلام یا جزیہ دینے کی دعوت دینا

باوجودیکہ اُسے اپنے ارکان حکومت اور فوج کے سالاروں کی جانب سے جنھوں نے اُسے اس کے دعوت اسلام کے موقف کے بسبب کچلنے کی کوشش کی تھی، شدید معارضہ کا سامنا کرنا پڑا تھا پھر بھی وہ مایوس نہیں ہوا اور جب اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں شام کو چھوڑنے کا ارادہ کیا تو اس نے دوبارہ حملہ کیا اور اس نے رجب کہ وہ حمص میں تھا) کاہنوں اور فوج کے سالاروں اور وزراء کو ایک خاص میٹنگ میں بلایا اور اس میٹنگ میں اس نے انہیں بتایا کہ اس نے اپنی حکومت کے دارالخلافہ قسطنطنیہ میں واپس جانے کا فیصلہ کر لیا ہے لیکن واپسی سے پہلے وہ ان سے اسلام کے موضوع پر کھُلی کھُلی بات کرنا چاہتا ہے۔ نیز یہ کہ شہنشاہیت کو زوال کے جو خطرات دھمکا رہے ہیں ان کی تلافی کے لیے انہیں کیا کرنا چاہیے، یہ خطرات حاملین دین جدید کے ہاتھوں تاریخ کے دھارے میں بنیادی تبدیلیوں اور عالمی نقشہ کی کلی تبدیلی کے نتیجے میں ضرور پیدا ہوں گے۔

اس نے ان کے سامنے تین پیشکشیں کیں اور اُن سے اپیل کی کہ وہ ان میں سے ایک کو بطور وسیلہ اس خطرے کو دور کرنے کے لیے قبول کر لیں جو مستقبل قریب میں حاملین اسلام کے ہاتھوں شہنشاہیت کو کمزور کر دے گا (خصوصاً شہنشاہیت کی ان مملکات کو جو سوریہ، فلسطین، اُردن، لبنان اور ایشیائے کوچک ——— اور آج کے ایشیائی ترکستان میں ہیں، شہنشاہ نے کہا۔

اے اہل روم میں تمہارے سامنے کچھ امور پیش کرنے والا ہوں میں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن امور کو پیش کرنا چاہا ہے تم بھی ان میں غور و فکر کرو، انہوں نے کہا وہ کون سے امور ہیں؟ اس نے کہا خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ محمد، نبی اور مرسل ہیں اور ہم اس کے متعلق اپنی کتاب میں لکھا ہوا پاتے ہیں اور وہ اس کی جو صفات بیان کرتی ہے ہم انہیں پہچانتے ہیں، آؤ اس کی پیروی کریں، ہماری دنیا اور آخرت محفوظ ہو جائے گی، انہوں نے کہا ہم عربوں کے ماتحت ہو جائیں گے حالانکہ ہم بادشاہت کے لحاظ سے سب لوگوں سے بڑے اور ان سے زیادہ آدمیوں والے اور ملک کے لحاظ سے افضل ہیں۔

اس نے کہا، آؤ اُسے ہر سال جزیہ دیں، میں اس کی طاقت کو اپنے سے دُور کرنا چاہتا ہوں اور مال دے کر اس کی جنگ سے راحت حاصل کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا، عرب ہم سے جو خراج لیں گے اس سے وہ ہمیں ذلیل کریں گے حالانکہ ہم سب لوگوں سے تعداد میں زیادہ ہیں اور سب سے بڑی حکومت والے ہیں اور سب سے زیادہ محفوظ ملک والے ہیں خدا کی قسم ہم کبھی ایسا نہیں کریں گے۔

ہرقل کا سوریہ کو آخری بار الوداع کہنا

جب بازنطینی حکومت کے ارکان نے اپنے بادشاہ کی تینوں پیشکشوں کو رد کر دیا تو اس نے انہیں کہا اور وہ اپنے ملک کے دارالخلافہ کو واپس جانے کے لیے خلیج فارس پر ترا کھڑا تھا، خدا کی قسم تم دیکھو گے کہ جب تم اپنے شہر میں اس سے محفوظ رہے تو تم کامیاب ہو جاؤ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے پھر وہ اپنے خچر پر بیٹھ کر چلا گیا اور جب وہ درے پر پہنچا تو اس نے ارضِ شام کی طرف منہ کیا اور کہا اے سرزمین سوریہ تجھے الوداعی سلام پھر اس نے خچر کو ایڑ لگائی یہاں تک کہ اپنے ملک کے دارالخلافہ قسطنطنیہ میں داخل ہو گیا۔

ہرقل کے اسلامی موقف کی تحقیق

بلاشبہ جمہور ائمہ حدیث و سیر اور تاریخ (بخاری۔ مسلم۔ احمد۔ ترمذی۔ طبری اور واقدی وغیرہ) اس بات پر متفق ہیں کہ شاہ ہرقل نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو جس میں اُسے دعوتِ اسلام دی گئی تھی، خوش آمدید کہا اور اُسے نہایت عزت و تکریم سے قبول کیا اور وہ اس بات کو تسلیم کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تورات و انجیل کی تحریر کے مطابق تمام لوگوں کی طرف نبی اور رسول ہیں اور وہ اپنے اور اپنی قوم کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کا بڑا خواہش مند تھا اور اس نے مختلف طریقوں سے کوشش کی کہ کاہنوں کے ارباب حل و عقد اور فوج کے سالار اور وزراء اور شہنشاہئیت کے بڑے بڑے آدمی اس کے مشورے کو قبول کر کے اسلام میں داخل ہو جائیں لیکن ان سب نے اس کی بات نہ مانی بلکہ اس کی اس دعوت پر غضب ناک ہو گئے اور فوج کے سالاروں نے اُسے تخت پر کچل دینے کی کوشش کی جس سے مجبور ہو کر اس نے ان کے سامنے اپنے باطن کے خلاف اظہار کیا اور اعلان کیا کہ وہ نصرانیت پر قائم ہے اور جو بات انہوں نے اس سے سُنی ہے وہ اس نے ان کے دین سے تمسک کے امتحان کے لیے کی ہے لیکن اسلام کی طرف اس کا حلقہ بگوش ہونے کی خواہش اس کے دل پر مسلط لیکن اس کی بادشاہت کی خواہش نے اُسے نجاشی جیسے فعل سے باز رکھا جس نے اپنی حکومت کے ارکان کے معارضہ کے باوجود اپنے اسلام کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان کیا بلکہ وہ اس کے خلاف مسلح نافرمانی کر کے اُسے کچلنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے ان کے شر سے محفوظ رکھا اور وہ حبشہ میں غیر مسلم قوم پر بادشاہ بنا رہا۔

بعض مؤرخین اور اصحاب حدیث بیان کرتے ہیں کہ شاہ ہرقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خط لکھا کہ اس نے دین اسلام کو قبول کر لیا ہے لیکن وہ اس کا اعلان نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اپنے معاملے میں اپنی قوم سے مغلوب ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس عذر کو قبول نہیں کیا، امام احمدؒ کی مسند میں ہے کہ شاہ ہرقل نے تبوک سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھا کہ میں مسلمان ہوں تو آپ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا ہے وہ اپنی نصرانیت پر قائم ہے اور ایک روایت میں ہے کہ خدا کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں ہے، حافظ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ اس پر صاحب استیعاب نے بیان کیا ہے کہ اس نے اظہار تصدیق کیا مگر وہ اس پر قائم نہیں رہا اور نہ اس نے اس کے مقتضاء کے مطابق کام کیا بلکہ اپنی حکومت کا لالچ کیا اور عافیت کو عاقبت پر ترجیح دی [1]

اور سیرت حلبیہ میں ابن برہان الدین کہتے ہیں کہ ہرقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خط لکھا اور اُسے دحیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا اس میں وہ کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں لیکن مغلوب ہوں اور اس نے ہدیہ بھی بھیجا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خط سنایا گیا تو آپ نے فرمایا دشمن خدا نے جھوٹ بولا ہے وہ مسلمان نہیں ہے اور آپ نے اس کے ہدیہ کو قبول کر کے مسلمانوں میں تقسیم

---

[1] سیرت حلبیہ جلد ۲ ص۳۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا، ابن برہان الدین کہتے ہیں کہ اس روایت کے صدق پر یہ امر دلالت کرتا ہے کہ ہرقل نے موتہ میں مسلمانوں سے جنگ کی اور یہ غزوہ تبوک سے قبل اور دحیہ کلبی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط دے کر بھیجا تھا جس میں اُسے دعوتِ اسلام دی گئی تھی اس کے وصول کرنے کے بعد کا واقعہ ہے لہ

ملک المنذر بن ساوی کا قبول اسلام

بحرین کے بادشاہ المنذر بن ساوی[2] تیمی نے بھی اسی طرح دعوتِ رسول کا جواب دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کا اکرام کیا اور پھر اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے العلاء بن الحضرمی کو اس وقت بحرین میں اپنا جانشین بنایا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم العلاء کے مدینہ آنے کی خواہش کر رہے تھے۔

غسانہ کے بادشاہ کا جواب میں جزیرہ سے جنگ کی دھمکی دینا

رومیوں کی جانب سے جولان اور دمشق کے بادشاہ حارث بن ابی شمر غسانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام کے جواب میں مدینہ سے جنگ کی دھمکی دی، مورخین بیان کرتے ہیں کہ جب شجاع بن وہب نے حارث کو رسول اللہ

لہ سیرت حلبیہ جلد ۲ صـ ۳۶۸

[2] المنذر بن اخنس بن بیان بن عمرو بن عبد اللہ بن زید بن عبد اللہ بن دارم تمیمی دارمی بعض لوگوں کو وہم ہوا ہے اور انہوں نے اُسے عبد القیس سے خیال کیا ہے صحیح یہ ہے کہ وہ بنی تمیم سے ہے، یہ اپنے اسلام پر ثابت رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب اس کی وفات ہوئی اس کی وفات پر عمرو بن العاص حاضر ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم کا خط پہنچایا جس میں لکھا تھا کہ ہدایت کے پیروکار پر سلامتی ہو، اس پر ایمان لے آ اور میں تجھے خدائے واحد لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں، تیری حکومت تیرے لیے قائم رہے گی، تو حارث کہنے لگا مجھ سے حکومت چھیننے والا کون ہے میں اس کی طرف چل کر جاؤں گا[۱]

---

[۱] البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ صفحہ ۲۶۸ اور طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۲۶۱ میں ہے کہ شجاع بن وہب، جو حارث بن ابی شمر کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ بر تھا وہ شاہ حارث کے پاس آیا اس وقت وہ دمشق کے نشیب میں تھا اور قیصر کی آمد کی تیاری میں مشغول تھا اور وہ حمص سے ایلیاء آرہا تھا شجاع بیان کرتا ہے کہ میں اس کے دروازے پر دو یا تین دن ٹھہرا رہا اور میں نے اس کے دربان سے کہا میں اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی ہوں اس نے کہا جب تک وہ فلاں فلاں دن باہر نہ نکلے تو اس تک نہیں پہنچ سکتا اور اس کا دربان — جو رومی تھا اور اس کا نام مری تھا — مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھنے لگا، میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور آپ کی دعوت کے متعلق بتانے لگا تو رقت سے مغلوب ہو کر رونے لگا۔ اور کہنے لگا میں نے انجیل میں پڑھا ہے اس نبی کی یہی صفات ہیں، میں اس پر ایمان لاتا اور اس کی تصدیق کرتا ہوں اور میں حارث سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دے گا، شجاع کا بیان ہے کہ وہ میری عزت کرتا اور اچھی طرح میری مہمان نوازی کرتا ایک روز حارث باہر نکلا اور بیٹھ گیا اور اس نے تاج اپنے سر پر رکھا اور مجھے اس نے اپنے پاس آنے کی اجازت دی میں نے اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دیا اس نے پڑھ کر اسے پھینک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقوقس حاکمِ مصر کا موقف

رومیوں کی طرف سے مصر کے حاکم مقوقس کے پاس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط آیا جس میں آپ نے اُسے دعوتِ اسلام دی تھی اس وقت وہ اسکندریہ میں تھا اور حاطب بن ابی بلتعہ اس کے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۱) دیا اور کہنے لگا مجھ سے میری حکومت چھیننے والا کون ہے میں اس کی طرف جانے والا ہوں خواہ وہ یمن میں ہو، میں اس کے پاس جاؤں گا اور وہ مسلسل باتیں کرتا رہا حتیٰ کہ کھڑا ہو گیا اور اس نے گھوڑوں کو نعل لگانے کا حکم دیا، پھر اس نے شجاع سے کہا جو تو دیکھ رہا ہے اس کی اپنے صاحب کو خبر کر دے اور حارث نے قیصر کو میرے حالات لکھے اور اس نے رسول اللہ سے جنگ کا جو عزم کیا تھا اس کی بھی اطلاع دی اور قیصر نے اس کی طرف لکھا کہ اس کی طرف نہ جا اور اُسے چھوڑ دے، اور وہ ایلیاء چلا گیا، شجاع بیان کرتا ہے کہ جب حارث کو قیصر کا جواب ملا تو اس نے مجھے بلا کر کہا تو اپنے صاحب کی طرف کب جانا چاہتا ہے؟ میں نے جواب دیا، تو اس نے مجھے سو مثقال سونا دینے کا حکم دیا اور رومی دربان مری نے بھی مجھ سے نیک سلوک کیا اور میرے لیے لباس اور خرچ کا حکم دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام کہنا، میں نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا، اس کی حکومت تباہ ہو گئی اور میں نے آپ کو مری کا سلام کہا اور جو باتیں اس نے کی تھیں وہ بھی بتائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے، ابن سعد کہتا ہے کہ شاہ حارث فتح مکہ کے سال ۸ھ میں فوت ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خط لے کر گیا، مقوقس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کا نہایت شاندار طریق سے استقبال کیا اور اس کی عزت کی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو بوسہ دیا۔

بیہقیؒ نے روایت کی ہے کہ شاہِ مقوقس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو وصول کرنے کے بعد جرنیلوں کی میٹنگ بلائی اور اس میٹنگ میں مقوقس نے حاطب سے پوچھا مجھے اپنے صاحب کے متعلق بتائیے کیا وہ نبی نہیں ہے؟ حاطبؓ نے جواب دیا بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے، اس نے کہا جب وہ ایسا ہے تو اس نے اپنی قوم پر بددعا کیوں نہیں کی کہ انہوں نے اسے اپنے شہر سے نکال دیا ہے، حاطب کہتا ہے میں نے کہا، کیا آپ گواہی نہیں دیتے کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول ہیں اس نے کہا ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، میں نے کہا، جب ان کی قوم نے ان کو صلیب دینے کے ارادے سے پکڑا تو انہوں نے ان پہ کیوں بددعا نہ کی کہ اللہ ان کو ہلاک کر دے پھر اللہ نے ان کو آسمان دنیا پہ اٹھا لیا اس نے مجھے کہا تو حکیم ہے اور حکیم کے پاس سے آیا ہے یہ تحائف ہیں ان کے ساتھ بھیجے میں......
.... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجتا ہوں اور میں تمہارے ساتھ محافظ بھیجتا ہوں جو تجھے حفاظت کے ساتھ تیرے مامن تک پہنچا دیں گے۔

مقوقس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کرنا۔

پھر مقوقس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خط لکھا جس میں آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کو تسلیم کیا نیز یہ بھی لکھا کہ وہ اپنی حکومت کے جانے کے خوف سے محفوظ نہیں اور مقوقس نے لکھا:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باسمک اللہ من المقوقس الی محمدؐ

امابعد! آپ کا خط ملا، میں نے پڑھا اور اس کے مندرجات کو سمجھا، آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ کو بہت فضیلت دی ہے اور آپ پر قرآن مبین نازل فرمایا ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے حالات سے ہم آگاہ ہیں ہم نے آپ کو سب سے قریب تر داعی الی اللہ اور سب سے زیادہ صادق پایا ہے اگر میں عظیم حکومت کا مالک نہ ہوتا تو سب سے پہلے آپ کے پاس چل کر آتا کیونکہ مجھے علم ہے کہ آپ خاتم الانبیاء، سید المرسلین اور امام المتقین ہیں [1]

کسریٰ کا نامۂ رسول کو پھاڑنا اور اللہ کا اس کی حکومت کو تباہ کرنا

شرق اوسط کے ملوک و اُمرا کو جو دعوت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی شاید اس کے جواب میں سب سے زیادہ سخت ردعمل ایران کے بادشاہ کسریٰ پرویز نے اختیار کیا، اس نے نامۂ نبوی کے ترجمہ سے قبل ہی اُسے پھاڑ دیا اور اس کا باعث یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کا آغاز اپنے نام سے کیا تھا پس کسریٰ نے غصے ہو کر خط کو پھاڑ دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کو جو خط لکھا اس کی عبارت درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

محمد رسول اللہ کی جانب سے ایران کے عظیم کسریٰ کی طرف —!

---

[1] الوثائق السیاسیہ از ڈاکٹر حمید اللہ ص ۱۰۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت کے پیروکار پر سلامتی ہو، اللہ اور اس کے رسول پہ ایمان لاؤ اور گواہی دو کہ خدائے واحد لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں تجھے دعوت الٰہی دیتا ہوں اور میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تاکہ میں زندہ لوگوں کو ڈراؤں اور کافروں کے متعلق خدا کا قول سچ ثابت ہو، اسلام قبول کرو تو محفوظ ہو جاؤ گے اور اگر تم نے انکار کیا تو مجوسیوں کا گناہ تم پہ ہوگا لہ

مورخین نے بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ آپ کا خط لے کر کسریٰ کے پاس پہنچا اور کسریٰ کو اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے محل کو سجانے کا حکم دیا پھر اس نے ایران کے عظیم آدمیوں کو اجازت دی پھر اس کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کو اجازت دی جب آپ کا نمائندہ اس کے پاس گیا تو کسریٰ نے حکم دیا کہ نامۂ نبوی کو قبضہ میں کر لیا جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص نمائندے نے کہا، خط کو اس وقت تک قبضہ میں نہ کیا جائے جب تک میں اسے آپ کے سپرد نہ کر دوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے یہی حکم دیا ہے، کسریٰ نے کہا اسے میرے قریب کرو اس نے اسے قریب کیا تو اس نے خط کو پکڑ لیا۔ پھر کسریٰ نے اپنے کاتب کو بلایا رجو حیرہ کے عربوں میں سے تھا، تو اس نے خط پڑھنا شروع کیا اس میں لکھا تھا کہ

لہ الوثائق السیاسیۃ ص ۱۱۰، البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ ص ۲۶۹، تاریخ طبری جلد ۲ ص ۶۵۴

سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۳۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"محمد رسول اللہ کی جانب سے ایران کے عظیم کسریٰ کی طرف" اس بات نے اُسے غضب ناک کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کا آغاز اپنے نام سے کیا تھا اور اس نے خط کے مضمون سے مطلع ہونے سے قبل ہی غصے سے چلاتے ہوئے اُسے پھاڑ دیا [1]، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سلوک کی اطلاع ملی جو کسریٰ نے آپ کے خط کے ساتھ کیا تھا، تو آپ نے فرمایا "اس نے اپنی حکومت کو تباہ کیا ہے۔" [2]

بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ کسریٰ نے مترجم کے پورا خط پڑھ دینے کے بعد، آپ کے خط کو چاک کیا اور غضب ناک ہو کر کہا وہ میری طرف یہ خط لکھتا ہے حالانکہ وہ میرا غلام ہے [3]

اور دیگر مورخین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطابات اور وثائق ومعاہدات کے سپیشلسٹوں نے بیان کیا ہے کہ کسریٰ پرویز نے اپنا غصہ فرو ہونے کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کو باہر نکال دینے کے بعد دوبارہ طلب کیا لیکن اس کے محافظوں کو اس کا پتہ نہ چلا، انہیں معلوم ہوا کہ وہ مدائن کو چھوڑ چکا ہے [4]

یمن پر کسریٰ کے گورنر کا حکم نہ ماننا اور اسلام لانا

کسریٰ نے حضرت نبی کریم

---

[1] البدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۹ [2] تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۶۵۵، سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۹ اس میں لکھا ہے کہ کسریٰ نے اپنی حکومت کو تباہ کر دیا۔

[3] تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۶۵۵، البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ صفحہ ۲۶۹

[4] سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور آپ کے خط کی تمزلق اور آپ کے نمائندے کو باہر نکال لینے پر اکتفا نہ کیا بلکہ صنعاء میں اپنے گورنر باذان کو حکم دیا جو یمن میں اس کی طرف سے بادشاہ تھا کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کے لیے ایک فوج بھیجے اور پھر آپ کو بحفاظت تمام اس کے پاس مدائن بھیج دے، شروع شروع میں باذان نے کسریٰ کے حکم پر عمل کیا اور اپنے خواص میں سے دو آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجے تاکہ وہ آپ سے یمن حاضر ہونے کی گذارش کریں تاکہ وہ آپ کو اپنے بادشاہ کسریٰ کے پاس بھیج دے۔

مگر باذان کے دونوں ایلچی، مدینہ سے اس کے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خبریں لے کر پہنچے جنہوں نے ——— باذان، کسریٰ سے بڑا عقلمند اور دُور اندیش تھا ——— باذان کو اور یمن میں اس کی حکومت کے ماتحت رہنے والے سب لوگوں کو اسلام میں داخل کر دیا اور یہ واقعہ شیرویہ کے اپنے باپ پر حملہ کرنے اور اُسے قتل کر دینے کے بعد ہوا۔

اور تاریخ کی بنیادی کتابوں میں ہے کہ کسریٰ نے باذان کو لکھا کہ اس آدمی کی طرف اپنے دو بہادر آدمیوں کو حجاز میں بھیج جو اُسے میرے پاس لائیں باذان نے اپنے آمدنی و مصارف کے وکیل بالویہ کو جو ایران کے حسابات کی جانچ پڑتال کرتا تھا اُسے اور اس کے ساتھ ایک ایرانی آدمی خرخسرہ کو بھیجا اور انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط لکھ کر دیا جس میں حکم دیا کہ آپ ان دونوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس جائیں چونکہ اللہ تعالیٰ باذان کو ہدایت دینا چاہتا تھا اس نے بالویہ سے کہا اس آدمی (یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور اس سے گفتگو کرو اور مجھے اس کی اطلاع دو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسریٰ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھمکانے پر مشرکین کا خوش ہونا

باذان کے دونوں ایلچی چل کر طائف پہنچے تو انہوں نے قریش کے کچھ آدمیوں کو نخب میں پایا جو طائف کے علاقے میں ہے تو انہوں نے ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا انہوں نے کہا وہ مدینہ میں ہیں پس وہ ان دونوں کی وجہ سے بہت خوش ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے، خوش ہو جاؤ کہ عنقریب شہنشاہ کسریٰ از خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی دعوت کے خاتمہ کا کام سنبھال لے گا۔

باذان کے دونوں ایلچیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اطلاع دینا کہ شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو قتل کر دیا ہے

یہ دونوں ایلچی چلتے چلاتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور بابویہ نے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ شہنشاہ کسریٰ نے باذان کو خط لکھا ہے جس میں اُسے حکم دیا ہے کہ وہ آپ کے پاس آدمی بھیجے جو آپ کو اس کے پاس لے جائیں اور باذان نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ میرے ساتھ چلیں اگر آپ نے ایسا کیا تو وہ آپ کے متعلق شہنشاہ کو ایسی بات لکھے گا جو آپ کو فائدہ دے گی اور وہ آپ کو گزند پہنچانے سے باز رہے گا اور اگر آپ نے انکار کیا تو آپ جانتے ہی ہیں کہ وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور آپ کے ملک کو برباد کر دے گا، طبری کا بیان ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان دونوں نے اپنی ڈاڑھیاں منڈائی ہوئی تھیں اور مونچھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھی ہوئی تھیں آپ نے دونوں کی طرف بہ نظر کراہت دیکھا پھر دونوں کے پاس آکر کہا تمہارا برا ہو کس نے تمہیں یہ حکم دیا ہے، دونوں کہنے لگے ہمارے رب نے ہمیں یہ حکم دیا ہے ـــــ یعنی کسریٰ نے ـــــ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم دیا ہے یعنی آپ نے دونوں سے فرمایا واپس چلے جاؤ اور کل میرے پاس آؤ، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان سے اطلاع ملی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا ہے اور اس نے اُسے فلاں مہینے میں فلاں رات کو اس کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد قتل کر دیا ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو منگل کی رات ۱۰ جمادی الاولیٰ کو ساتویں سال چھ گھڑیاں گزرنے کے بعد قتل کیا تھا [۱]

دوسرے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کے دونوں ایلچیوں کو بلا کر اطلاع دی کہ شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو قتل کر دیا ہے تو انہوں نے اس کو بڑی بات خیال کیا اور اسے عجیب بات سمجھا اور دونوں آپ سے کہنے لگے کیا آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں اُسے جانتے بھی ہیں؟ ہم نے آپ کو ملامت کی ہے جو اس سے آسان تر بات ہے، کیا ہم آپ کی جانب سے یہ بات لکھ دیں اور بادشاہ کو اس کی اطلاع دیں، آپ نے فرمایا ہاں! اُسے میری جانب سے یہ اطلاع دے دیں اور اُسے کہیں کہ میرا دین اور میری حکومت، کسریٰ کی حکومت تک پہنچے گی اور اونٹوں اور گھوڑوں کے پہنچنے کی جگہ تک پہنچے گی اور اسے یہ بھی کہنا کہ اگر تو اسلام لایا تو میں تجھے وہ کچھ دے دوں گا

---

[۱] تاریخ الرسل والملوک جلد ۲ ص ۶۵۶، طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو تیرے ماتحت ہے اور تیری قوم پر تجھے بادشاہ بنا دوں گا پھر آپ نے خرخسرہ کو ایک پیٹی دی جس میں سونا اور چاندی تھی جو کسی بادشاہ نے آپ کو ہدیہ دی تھی پھر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکل کر صنعاء میں باذان کے پاس آئے اور اُسے حالات بتلائے، اس نے کہا خدا کی قسم یہ بادشاہ کا کلام نہیں میں اس آدمی کو نبی خیال کرتا ہوں جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے، اب اس نے جو بات کہی ہے ہم اُسے دیکھتے ہیں اگر یہ سچ ہوئی تو اس میں کوئی کلام نہ ہوگا کہ وہ نبی مرسل ہے اور اگر ایسا نہ ہوا تو ہم اس کے متعلق رائے قائم کریں گے۔

شیرویہ کا باذان کو حکم دینا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعرض نہ کیا جائے

اسی اثناء میں باذان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان باتوں پر غور کر رہا تھا جو دونوں ایلچیوں نے اس کے پاس پہنچائی تھیں کہ شیرویہ ابن کسریٰ کا ایلچی اس کے پاس خط لے کر پہنچا جس میں لکھا تھا کہ

"میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور میں نے اُسے ایران کے لیے ناراض ہو کر قتل کیا ہے کیونکہ اس نے ان کے اشراف کو قتل کرنا اور فوجوں کو بلا جنگ کے سرحدوں میں روک رکھنا جائز سمجھ لیا تھا جس وقت میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو اپنے سے پہلوں کی طرح میری اطاعت کو لازم پکڑ اور جس آدمی کے متعلق کسریٰ نے آپ کو لکھا تھا اس کا خیال رکھ اور جب تک اس کے متعلق میری طرف سے حکم نہ آئے اُسے نہ چھیڑ۔"

اس وقت باذان کو یقین ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق نبی ہیں، اس نے کہا یہ آدمی رسول ہے پس وہ مسلمان ہو گیا اور یمن میں جتنے ایرانی موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے وہ بھی اس کے ساتھ مسلمان ہو گئے [1]

ابن کثیر البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ صفحہ ۲۷۰ پر بیان کرتا ہے کہ حافظ بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک ایرانی آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے اس شب تیرے رب کو قتل کر دیا ہے — یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ پر مسلط ہو کر اُسے قتل کر دیا ہے — اور آپ نے بتایا کہ کسریٰ نے اپنی بیٹی کو اپنا جانشین بنایا ہے آپ نے فرمایا وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جن کی بادشاہ عورت ہو [2]

شاہ یمامہ کا اسلام کے قریب ہونا اور مسلمان نہ ہونا

حاکم یمامہ ہوذہ بن علی کو دعوت رسول بہت اچھی لگی اور اس نے آپ کی اتباع کرنا قبول کیا لیکن اس نے شرط لگائی کہ آپ اُسے کچھ اختیارات دیں مگر آپ نے اس کی بات کو تسلیم نہ کیا۔

---

[1] دیکھیے تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۶۵۶ صفحہ ۶۵۴ صفحہ ۶۵۴، التنبیہ والاشراف صفحہ ۲۶۰-۲۵۹ البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۸، کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۵

[2] البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ صفحہ ۲۷۰، الوثائق السیاسیۃ صفحہ ۱۰۹، کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۶، سیرۃ حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۶ اور حمزہ اصفہانی نے اپنی کتاب تاریخ سنی ملوک الارض والانبیاء" میں بیان کیا ہے کہ ایرانیوں پر جو عورت اپنے بھائی شیرویہ کے بعد، اور شہرزاد کے بعد جو اکاسرہ کے گھرانے میں سے نہ تھا اور جن کی حکومتیں بالترتیب ۸ ماہ اور ۳۸ دن رہیں، بادشاہ بنی وہ بوزان دخت، بنت کسریٰ پرویز تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اس کی طرف خط لکھا :-

محمد رسول اللہؐ کی جانب سے علی بن ہوذہ کی طرف

"ہدایت کے پیروکار پر سلامتی ہو ، اس بات کو سمجھ لو کہ میرا دین عنقریب اونٹوں اور گھوڑوں کے پہنچنے کی جگہ تک پہنچ جائے گا اسلام قبول کرو اور محفوظ ہو جاؤ ، جو کچھ آپ کے ماتحت ہے میں وہ تمہیں دے دوں گا ۔"

ہوذہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب میں خط لکھا او اس میں تحریر کیا کہ

"آپ جس بات کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی ہے میں اپنی قوم کا شاعر اور خطیب ہوں اور عرب میرے مرتبہ سے ڈرتے ہیں آپ مجھے کچھ اختیارات دے دیں ، میں آپ کی اتباع کروں گا ۔"

ابن اثیر کا بیان ہے کہ ہوذہ بن علی نصرانی تھا اس کے پاس جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط آیا جس میں آپ نے اُسے دعوت اسلام دی تھی تو اس نے آپ کی طرف ایک وفد بھیجا جو آپ کو اطلاع دے کہ وہ اسلام میں اس شرط پر داخل ہونا قبول کرتا ہے کہ آپ اپنے بعد اُسے حکومت دے دیں جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شرط کی اطلاع ملی تو آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا ، نہ حکومت ملے گی نہ عزت اے اللہ اُسے کافی ہو جا تو وہ تھوڑے عرصہ بعد ہی مر گیا [1]

---

[1] کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ہوذہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا جواب دیا تو اس کے پاس نصاریٰ کا ایک عظیم آدمی موجود تھا، اس نے اسے کہا میں اپنی قوم کا بادشاہ ہوں اگر میں نے آپ کی اتباع کی تو میں بادشاہ نہیں رہوں گا، اس نے کہا خدا کی قسم اگر تو نے اس کی اتباع کی تو وہ تیرا مالک بن جائے گا اور اس کی اتباع ہی میں تیری بھلائی ہے اور وہ وہی عربی نبی ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی ہے اور ہمارے ہاں انجیل میں لکھا ہے، محمد اللہ کے رسول ہیں [1]

عمان کے دو بادشاہوں کا اسلام لانا

عمان کے دو بھائی بادشاہ تھے جن کا نام جیفر اور عبد تھا اور یہ دونوں جلندی کے بیٹے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی طرف خط لکھا اور عمرو بن العاص کو یہ خط دے کر ان کے پاس بھیجا اس میں آپ نے تحریر فرمایا :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

محمد بن عبداللہ کی جانب سے، جلندی کے بیٹوں جیفر اور عبد کی طرف

"ہدایت کے پیروکار پر سلامتی ہو، میں آپ کو دعوت اسلام دیتا ہوں، ایمان لاؤ تو محفوظ ہو جاؤ گے، میں تمام لوگوں کی طرف رسول ہوں تاکہ میں زندہ لوگوں کو ڈراؤں اور کافروں کے متعلق خدا کا قول سچ ثابت ہو، اگر تم دونوں نے اسلام کا اقرار کر لیا تو میں تم دونوں کو حاکم بنا دوں گا اور اگر تم نے اقرار اسلام سے

---

[1] سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکار کیا تمہاری حکومت تم سے جاتی رہے گی اور میرے سوار تمہارے صحنوں میں اُتریں گے اور میری نبوت تمہاری حکومت پر غالب آ جائے گی[1]

مورخین اور اصحاب حدیث نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن العاص نے عمان میں دونوں بادشاہوں کو منوا لیا اور انہوں نے عمرو بن العاص سے اسلام اور اس کی دعوت کی اصلیت اور اس کے مقاصد کی حقیقت اور اس کی تعلیمات کے اثرات پر طویل مباحثات کیے اور اس کے بعد وہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

عمرو بن العاص اور بادشاہ عمان عبد کے درمیان جو علمی گفتگو ہوئی اس کا کچھ حصہ درج ذیل ہے، عبد نے عمرو سے کہا، تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کب کی ہے؟ عمرو نے جواب دیا، قریب زمانے میں ہی کی ہے اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں کہاں مسلمان ہوا تھا؟ میں نے جواب دیا نجاشی کے پاس، اور میں نے اُسے بتایا کہ نجاشی مسلمان ہو چکا ہے۔

اس نے کہا، اس کی قوم نے اس کی حکومت کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے میں نے کہا انہوں نے اُسے تسلیم کیا ہے اور اس کی اتباع کی ہے، اس نے کہا بشپوں نے بھی، میں نے کہا ہاں، اس نے کہا اے عمرو جو کہ رہے ہو اس پر غور کرو، آدمی میں جھوٹ سے زیادہ ذلیل خصلت کوئی نہیں، میں نے کہا، میں نے جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی ہم اپنے دین میں اسے جائز سمجھتے ہیں، پھر اس نے کہا، میرا خیال ہے ہرقل کو نجاشی کے اسلام کا علم ہو چکا ہے میں نے جواب دیا ہاں، اس نے پوچھا اے عمرو تجھے کس بات سے پتہ چلا ہے میں

---

[1] سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۴، الوثائق السیاسیۃ صفحہ ۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا کہ نجاشی رضی اللہ عنہ اُسے ٹیکس دیا کرتا تھا [1] جب نجاشی نے اسلام قبول کر لیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر دی تو اس نے کہا خدا کی قسم اگر وہ مجھ سے ایک درہم بھی مانگے تو میں اُسے نہیں دوں گا، ہرقل کو اس کی بات کی اطلاع ملی تو اس کے بھائی نے اُسے کہا، کیا تو اپنے غلام کو اس حال میں چھوڑ دے گا کہ وہ تجھے ٹیکس نہ دے اور نیا دین اختیار کرے؟ ہرقل نے کہا، اس آدمی کو ایک دین پسند آیا ہے اور اس نے اُسے اختیار کر لیا ہے، مجھے اس سے کیا، خدا کی قسم اگر مجھے حکومت کا بخل نہ ہوتا تو میں بھی وہی کرتا جو اس نے کیا ہے اس نے کہا اے عمرو تو جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر غور کر، میں نے کہا خدا کی قسم میں نے تجھ سے سچ کہا ہے، عبد نے کہا مجھے بتاؤ وہ کن باتوں کا حکم دیتا ہے اور کن باتوں سے منع کرتا ہے میں نے کہا وہ اطاعت الٰہی کا حکم دیتا ہے اور اس کی نافرمانی سے منع کرتا ہے اور نیکی اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے اور ظلم و زیادتی کرنے، زنا کرنے، شراب پینے اور پتھروں، بتوں اور صلیب کی عبادت کرنے سے منع کرتا ہے۔

اس نے کہا وہ بہت اچھی باتوں کی دعوت دیتا ہے اگر میرا بھائی جیفر میری متابعت کرے تو ہم سوار ہو جائیں یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کریں لیکن میرا بھائی اپنی حکومت کے چھوڑنے میں بہت بخیل ہے اور وہ تابع ہو جائے گا، میں نے کہا اگر وہ مسلمان ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے اس کی قوم پر بادشاہ بنا دیں گے وہ مال داروں سے صدقہ لے کر محتاجوں کو دے دیتے ہیں اس نے کہا یہ بہت

---

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ شاہِ حبشہ، شہنشاہ ہرقل کے ماتحت تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھا خلق ہے، عمرو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال میں جو صدقات مقرر کیے ہیں میں نے اُن کے متعلق بھی اُسے بتایا۔

عمرو بن العاص بیان کرتا ہے کہ اس بحث کے بعد جو اس کے اور بادشاہ عبد کے درمیان ہوئی (وہ بڑا حلیم اور نرم طبیعت تھا) اور بادشاہ جیفر کے دربان کی ممانعت کے بعد، عبد نے اُسے اس کے بھائی جیفر کے پاس پہنچا دیا، عمرو نے اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دیا اُس نے اُسے اپنے بھائی عبد کو دے دیا اس نے بھی اُسے پڑھا، پھر جیفر نے کہا اس کے ساتھ کون لوگ ہیں؟ میں نے کہا لوگوں کو اسلام میں دلچسپی ہو گئی ہے اور انہوں نے اُسے دوسرے دین پہ ترجیح دی ہے اور انہوں نے اللہ کی راہنمائی سے اپنی عقل سے معلوم کر لیا ہے کہ وہ کھلی گمراہی میں تھے، مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے سوا کوئی آدمی اس خرجی میں باقی رہ گیا ہو، اگر آپ اسلام نہ لائے اور آپ نے حضور علیہ السلام کی پیروی نہ کی تو گھوڑے آپ کو روند ڈالیں گے اور تمہاری جماعت کو تباہ کر دیں گے، اسلام لاؤ اور محفوظ ہو جاؤ، حضور علیہ السلام تمہیں تمہاری قوم پہ گورنر مقرر کر دیں گے اور تمہارے پاس گھوڑے اور آدمی لے کر نہیں آئیں گے۔

اس نے کہا، آج جاؤ اور کل میرے پاس آؤ، جب دوسرا دن ہوا تو میں اس کے پاس گیا، اس نے مجھے اجازت دینے سے انکار کر دیا پس میں نے اس کے بھائی عبد کے پاس جا کر اطلاع دی کہ میں اس تک نہیں پہنچ سکا، اس نے مجھے اس تک پہنچا دیا، اس نے کہا آپ نے مجھے جس بات کی دعوت دی ہے میں نے اس میں غور و فکر کیا ہے، میں عرب کا کمزور ترین آدمی ہوں اگر میں کسی آدمی کو، جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے اس کا بادشاہ بنا دوں تو اس کے گھوڑے یہاں نہیں پہنچیں گے اور اگر وہ پہنچ گئے تو ایسی جنگ ہو گی جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسی جنگ سے اس کا واسطہ نہ پڑا ہوگا، میں نے کہا میں کل جا رہا ہوں، جب اُسے میرے جانے کا یقین ہوگیا تو اس کے بھائی عبد نے اس سے علیحدگی میں ملاقات کی —— اور وہ بڑا حلیم اور عقل مند تھا —— عمرو بیان کرتا ہے پھر صبح ہوئی تو اس نے میری طرف پیغام بھیجا اور اس نے اور اس کے بھائی نے اسلام قبول کر لیا اور تصدیق کی اور صدقات کو میرے سپرد کر دیا اور آپس کی حکومت کو بھی چھوڑ دیا اور وہ دونوں میری مخالفت کرنے والوں کے مقابلہ میں میرے مددگار بن گئے۔

یمن میں حمیر کا اسلام قبول کرنا

یمن میں حمیر کا بادشاہ حارث بن عبد کلال تھا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اس کے دونوں بھائیوں نعیم اور مسروح کی طرف خط لکھا جسے مہاجر بن ابی اُمیہ لے کر گیا اس خط کا متن یہ تھا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حارث، مسروح اور نعیم بن کلال حمیری کی طرف

اللہ اور اس کے رسول پہ ایمان لانے سے تم محفوظ ہو جاؤ گے اور یہ کہ خدا واحد لاشریک ہے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات کے ساتھ بھیجا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلمات سے پیدا کیا، یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا اللہ تین کا تیسرا ہے اور عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے۔

ملوک حمیر، دعوت اسلام کی قبولیت میں ذرا بھی متردد نہ ہوئے، انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط وصول کرنے کے بعد آپ کے پاس اپنے اسلام کے متعلق ایک وفد بھیجا یہ وفد حارث بن عبد کلال، نعیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عبد کلال اور ذی رعین، معافر اور ہمدان کے سردار نعمان پر مشتمل تھا لہ

غیر مسلم نجاشی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ حبشہ نجاشی کی طرف جو خط عمرو بن اُمیہ ضمری کے ہاتھ بھیجا تھا جس میں اُسے دعوت اسلام دی تھی وہ اصحمہ نجاشی نہ تھا جو ہجرت سے قبل حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ پہ مسلمان ہوا تھا، یہ وہ نجاشی تھا جس نے اس کے بعد حبشہ کی حکومت سنبھالی تھی اور یہ مسلمان نہیں ہوا تھا، حضرت امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں انس بن مالک کی روایت سے اس بات کو ثابت کیا ہے اور امام ابن حزم نے بھی اسے ثابت کیا ہے، اصحمہ نجاشی ہجرت سے قبل حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کے ہاتھ پہ مسلمان ہوا تھا اور اصحمہ کے مشورے سے عمرو بن العاص مسلمان ہوا تھا (ابن ہشام میں حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ پہ نجاشی کے اسلام کا واقعہ ملاحظہ فرمائیے)

اور یہ امر اس بات کے منافی نہیں کہ عمرو بن امیہ ضمری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط اصحمہ مسلم نجاشی کے پاس بھی لایا ہو جیسے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خط حبشہ کے اس نجاشی کے پاس لایا تھا، جس نے اسلام میں داخل ہونا قبول نہیں کیا تھا یہ وہ نجاشی ہے جو مسلمان اصحمہ کے بعد حبشہ میں اس کا جانشین بنا تھا کیونکہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا مسلم نجاشی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لانا، اصحاب مغازی سیر کے درمیان ایک متواتر امر ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی کتاب "الوثائق السیاسیۃ للعہد النبوی والخلافۃ

لہ امتاع الاسماع صد ۴۹۵، الوثائق السیاسیۃ صد ۱۰۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الراشدۃ" میں ان چاروں خطوط کی عبارات کا ذکر کرتا ہے جنہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے نجاشی کی طرف بھیجا تھا، ایک خط کی عبارت کی مختلف روایات ہوسکتی ہیں ہم ان میں سے اس نص کو منتخب کرتے ہیں پھر ہم نجاشی اصحمہ کے جواب کی عبارت کو بھی درج کریں گے جو اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا تھا اور یہ کہ وہ آپ پر ایمان لایا تھا اور اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔

نجاشی کے نام لکھے گئے نامۂ نبوی کی عبارت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

محمد رسول اللہ کی جانب سے نجاشی اصحم کی طرف

"میں تمہارے ساتھ اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ بادشاہ، پاک، سلامتی دینے والا، امن دینے والا اور نگہبان ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم روح اللہ اور اس کا کلمہ تھے جسے اللہ تعالیٰ نے پاک دامن، پاکیزہ، مریم بتول کی طرف القاء کیا تھا اور انہوں نے حضرت عیسیٰ کو حمل میں لیا تھا، پس اللہ نے اس کو اپنی رُوح اور پھونک سے ایسے ہی پیدا کر دیا جیسے آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا میں آپ کو خدائے واحد لاشریک اور اس کی اطاعت سے محبت کرنے کی دعوت دیتا ہوں میری اتباع کرو اور جو میرے پاس آیا ہے اس پر ایمان لاؤ کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور میں آپ کے پاس اپنے عمزاد جعفر کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیج رہا ہوں، پس جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کی مہمان نوازی کرنا اور سرکشی کو چھوڑ دینا، میں آپ کو اور آپ کی فوج کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں، میں نے مشورہ دے دیا ہے اور خیر خواہی کر دی۔ ہے میرے مشورے کو قبول کر د ہدایت کے پیروکار پر سلامتی ہو۔"

نجاشی کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا جواب

جس طرح اصحاب مغازی نے نجاشی کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط کئی صیغوں میں بیان کیے ہیں اسی طرح انہوں نے نامہ نبوی کے جواب میں نجاشی نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا ہم نجاشی کے جوابات میں سے اس صیغے کو اختیار کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

محمد رسول اللہ کی طرف، نجاشی اصحم بن الجبر کی جانب سے

"اے نبی اللہ تجھ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، اس خدا کی طرف سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی نے اسلام کی طرف میری رہنمائی کی ہے، اما بعد! یا رسول اللہ مجھے آپ کا وہ خط مل گیا ہے جس میں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا ہے، زمین و آسمان کے رب کی قسم آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا ہے، زمین و آسمان کے رب کی قسم آپ نے حضرت عیسیٰ کی جو شان بیان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس سے وہ غلافِ خرما سے بھی بڑھ کر نہیں جیسا آپ نے بیان کیا ہے وہ ویسے ہی ہیں، آپ نے اپنے عمزاد اور اس کے اصحاب کے ساتھ جو پیغام ہماری طرف بھیجا ہے ہم نے اُسے سمجھ لیا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے صادق اور مصدق رسول ہیں، ہم نے آپ کی بیعت کر لی ہے اور آپ کے عمزاد اور اس کے اصحاب کی بھی بیعت کی ہے اور میں اس کے ہاتھ پہ اللہ رب العالمین کے لیے مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے آپ کی طرف اپنے بیٹے ارھا بن اصحم بن ابجر کو بھیجا ہے، میں صرف اپنی جان کا مالک ہوں اگر آپ چاہیں کہ میں آپ کے پاس آؤں تو یا رسول اللہ میں ایسا بھی کر دوں گا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کہتے ہیں وہ حق ہے، یا رسول اللہ آپ پر سلامتی ہو[1]

جبلہ بن الایہم کا اسلام لانا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیگر ملوک و امراء کو بھی خطوط لکھ کر دعوتِ اسلام دی تھی یا ان کی طرف خاص نمائندے بھیجے تھے اور ان میں سے اکثر مسلمان ہو گئے تھے ان بادشاہوں میں سب سے اہم جبلہ بن الایہم غسان کا بادشاہ تھا۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبلہ کو دعوتِ اسلام کا خط لکھا اور جبلہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ وہ

---

[1] زاد المعاد جلد ۳ صـ ۱۲۸، صبح الاعشیٰ جلد ۶ صـ ۳۶۶، الوثائق السیاسیۃ صـ ۷۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہے مگر کسی مورخ نے دونوں خطوں میں سے کسی خط کی عبارت درج نہیں کی ؎۱

شرقِ اوسط کے ملوک و امراء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چیت اور منطقہ کی تاریخ کے دھارے میں انقلاب کا آغاز

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دانائی اور دُور اندیشی سے اپنے اور جزیرہ عرب کی طاقت ور ترین بُت پرست قوت کے درمیان صلح قائم کر کے کامیابی حاصل کی اس بات نے آپ کو موقع فراہم کیا کہ آپ سب سے پہلے خیبر میں یہودی وجود کا خاتمہ کریں پھر اس موقع نے آپ کو یہ قوت بخشی کہ آپ (حکومتی رنگ میں) اپنی دعوت کی آواز کو جزیرہ عرب کی حدود سے پار لے جائیں اور روم و ایران اور حبشہ کے بادشاہوں سے تعلقات استوار کریں اور انہیں اسلام میں داخل ہونے اور مخلوق کی عبادت چھوڑ کر خالق کی عبادت کرنے کی دعوت دیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نے اپنے خاص نمائندوں کے ذریعے جزیرہ عرب کے اندر اور باہر اپنے خطوط بھیجے .... اس بات کو دعوتِ اسلامی کی فعالیت کی تاریخ میں اہم انقلاب کا نقطہ تصور کیا جاتا ہے، یہ دعوت، صلح حدیبیہ تک (مصالحانہ کوششوں اور حربی معرکوں میں) اس دُور دراز جزیرہ کے محدود علاقوں میں

؎۱ طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۲۶۵، الوثائق السیاسیہ صفحہ ۹۸، جبلہ مسلمان ہو گیا تھا مگر حضرت عمرؓ کی خلافت میں مرتد ہو گیا تھا اس کا واقعہ بہت مشہور ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منحصر تھی اور وہ علاقے بعض نجدی قبائل کے تھے جو مدینہ کے مشرق میں واقع ہیں اور حجاز کے وسطی اور مغربی علاقے تھے ، اسلام اور بت پرستی کے درمیان (صلح حدیبیہ تک) ایک جانب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسری جانب قریش کی طرف سے حجاز کے علاقے اور نجد کے دُور دراز علاقے میں قبائل غطفان میں مغربی پٹی میں کشمکش ہو رہی تھی ، مزید برآں بعض جاسوس گشتی پارٹیاں بھی شمال کے منتشر علاقوں اور مشرقی حجاز کے بعض علاقوں میں تنگ دائرے کے اندر کام کر رہی تھیں۔

اور صلح حدیبیہ کے بعد اور خیبر کے استعماری یہودیوں کی مسلح قوت کے خاتمہ کے بعد (جو ان دخیلوں کا آخری قلعہ تھا) دعوتِ اسلامی کی سرگرمیاں وسیع ہو گئیں اور اس کی کارروائیاں بھی (خواہ وہ تبلیغی اور انتہاہی میدانوں میں تھیں یا حربی میدانوں میں) قابل لحاظ حد تک بڑھ گئیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد جزیرہ عرب کے اندر اور باہر شرقِ اوسط میں کوئی امیر اور بادشاہ ایسا نہ رہ گیا تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دعوت اسلام کا خط نہ ملا ہو اور آپ نے اُسے عدم قبول کے انجام سے متنبہ نہ کیا ہو ، اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرقِ اوسط کے ملوک واُمراء کی طرف جو خطوط بھیجے ، وہ ان ملوک و امراء کے تختوں کو ہلانے کا آغاز تھا جنھوں نے تکبر کیا تھا اور دعوتِ حق کو ٹھکرایا تھا اور اس آغاز کا انجام یہ ہوا کہ جن علاقوں پہ یہ ملوک اور امراء حکمرانی کرتے تھے ان علاقوں کو مسلمان فاتحین کے ہاتھوں ایسے اہم حالات سے دوچار ہونا پڑا جنھوں نے خلفائے راشدین کے عہد میں اور ان کے بعد آنے والے ملوک و خلفائے اسلام کے عہد میں نہ صرف شرقِ اوسط کی تمام تاریخ بلکہ تمام دنیا کی تاریخ کے دھارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بدل کر رکھ دیا، ان کی فوجوں کے ہراول دستے فرانس کے قلب اور آسٹریا کے شہر ویننا کے دروازوں تک جا پہنچے اور مغرب میں وارسا اور خلیج بنگال اور وسطی چین اور مشرق میں روس کے وسط تک جا پہنچے۔

(۹)

ہوازن کی طرف سریہ شجاع بن وہب

ربیع الاوّل ۸ھ

یہ ایک جنگی گشتی پارٹی تھی جو شجاع بن وہب کے انتظام کے تحت ہوازن کی طرف گئی اور ہوازن کے قبائل حجاز میں رہنے والے قبائل میں سب سے زیادہ طاقت ور تھے جو مسلمانوں پر گردش روزگار کے منتظر رہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقتاً فوقتاً ان کی نبض چھوتے اور انہیں خوف زدہ کرنے کی کوشش کرتے اور ان کے علاقے میں ان پر غارت گری کرتے تاکہ وہ مسلمانوں کو حریص نگاہوں سے نہ دیکھیں یا ان کو کمزور خیال نہ کریں۔

اور مدینہ سے دیارِ ہوازن کے دُور ہونے کے باوجود جہاں پر طائف، نجد اور مکہ کے درمیان تکون پڑتی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرایا کو بھیجا کرتے تھے جو دیارِ ہوازن کے درمیان گھوم پھر آتے، ہوازن نے ہی بعد میں مسلمانوں کے خلاف عہد نبوی کا سخت ترین معرکہ لڑا، جسے معرکہ حنین کہتے ہیں جس میں بارہ ہزار مسلمان، بیس ہزار ہوازنیوں سے بھڑ گئے۔

ربیع الاوّل ۸ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شجاع بن وہب کی کمان میں چوبیس آدمیوں کا ایک سریہ، دیار بنی عامر کی طرف طائف کے مشرق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رہنے والے ہوازن کی طرف بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ وہ جنگی غارت گری میں ان کے علاقے کو پامال کر دے۔

پس دلیر سالار نے ارادہ کر لیا اور اپنے جوانوں کے ساتھ مارچ کر گیا وہ اپنے آپ کو زیادہ خفیہ رکھنے کے لیے دن کو چھپ رہتا اور رات کو چلتا، عہد نبوی میں سرایا اور جنگی گشتی پارٹیوں کے تمام سالار اس طریق کو اختیار کرتے تاکہ دشمن پہ اچانک حملہ کر دیں کیونکہ فوج کے قانون میں اچانک حملہ کرنا (ہر زمان مکان میں) مقاصد کے حصول میں کامیابی کے اہم اسباب میں سے ہے۔

حملے کی کامیابی

اور دلیر سالار اپنے حملے میں کامیاب ہو گیا اور پوشیدگی کا عامل اس کی کامیابی کا اہم عوامل میں سے تھا اس نے السی کے علاقے میں غفلت کی حالت میں لوگوں پہ ان کے گھروں میں صبح کے وقت حملہ کر دیا اور بہت سی بھیڑ بکریوں اور اونٹوں پہ قبضہ کر لیا، مؤرخین نے بیان نہیں کیا کہ انہیں اس حملہ میں جنگ سے دوچار ہونا پڑا ہو، معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مسلمانوں کے ڈر سے بھاگ گئے، مدینہ اور دیار بنی عامر کے درمیان فاصلہ کی دُوری کی وجہ سے یہ سریہ پندرہ دن غائب رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کو آزاد کرنا

شجاع بن وہب کے جوانوں کے ہاتھوں میں غارت گری کے دوران کچھ عورتیں بھی آئیں[1] وہ انہیں

---

[1] عورتوں کو قیدی بنانے اور قیدیوں کو غلام بنانے کے متعلق جو شبہات دشمنان اسلام نے پیدا کیے ہیں اور حربی غلام کے اسلامی موقف پر جو اعتراضات انہوں نے کیے ہیں ہم نے اپنی چوتھی کتاب "غزوہ بنی قریظہ" کی ایک خاص فصل میں ان کا رد کیا ہے جو شخص اس کی تفصیل معلوم کرنا چاہتا ہو وہ اس کا مطالعہ کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی غنائم کے ساتھ مدینہ سے آئے علاوہ ازیں جن بنی عامر پہ غارت گری کی گئی تھی ان کا ایک وفد بھی اپنے اسلام کا اعلان کرتے ہوئے مدینہ آیا پھر انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیدی عورتوں کے متعلق گفتگو کی، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سالار شجاع بن وہب اور اس کی گشتی پارٹی کے جوانوں سے ان کے بارے میں بات کی اور ان سے گزارش کی کہ وہ ان عورتوں کو ان کے اہل کی طرف واپس کر دیں تو سب نے اسی طرح کر دیا[1]

(۱۰)

کدید کی طرف سریہ غالب بن عبداللہ

صفر ۸ھ

یہ ایک جنگی گشتی پارٹی تھی جو دس سے زیادہ جوانوں پر مشتمل تھی جسے امیر غالب بن عبداللہ بنی ملوح کے بت پرستوں کے دیار تک لے گیا جو بنی لیث کے بطن سے ہیں، غربی ساحل کے قبائل (غفار کے سوا) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت جنگ میں تھے اور بنی ملوح بڑی طاقت تھے اور مسلمان ڈرتے تھے کہ کہیں وہ مسلمانوں پہ غارت گری یا کسی علاقے میں ان پہ زیادتی نہ کر دیں، اس لیے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صـ۷۵۳، طبقات ابن سعد جلد ۲ صـ۱۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کیا کہ معرکہ کو بنی ملوح کے دیار میں منتقل کر دیں۔ جیسا کہ آپ کا طریق تھا کہ آپ بت پرست قبائل کو نیچا دکھانے اور ان کی تادیب کے لیے ایسا کیا کرتے تھے۔

آپ نے اپنے اصحاب کا ایک دستہ بنایا اور اس کی کمان غالب بن عبداللہ کو سونپی جس نے عہد نبوی میں بت پرست اعراب کے خلاف متعدد کامیاب تادیبی دستوں کی قیادت کی تھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق اس گشتی پارٹی نے ماہ صفر میں مدینہ سے مارچ کیا اور جب غالب بن عبداللہ اپنے جوانوں کے ساتھ قدید مقام پر پہنچا جو جزیرہ کے عربی ساحل پر حجاز کے جنوب میں واقع ہے تو سریہ کے ہراول دستے کی ایک آدمی سے مڈبھیڑ ہو گئی جس کا نام حارث بن مالک بن البرصاء تھا، ہراول دستے نے اسے اس خوف سے گرفتار کر لیا کہ کہیں وہ دشمن کا جاسوس نہ ہو۔

انھوں نے اُسے تحفظ کے لیے گرفتار کیا وہ مسلمان تھا

جب ہراول دستے نے حارث بن مالک کو گرفتار کیا تو اُس نے اپنی گرفتاری پر احتجاج کیا کہ وہ تو اسلام لانے کے لیے آیا ہے لیکن سریہ کے سالار نے اس کی تکذیب نہ کی بلکہ اس کے تحفظ میں زیادہ احتیاط کرنے کا حکم دیتے ہوئے کہا اگر تو اسلام کے لیے آیا ہے تو ایک شب کی بندش تجھے تکلیف نہیں دے گی پھر سالار نے حکم دیا کہ اس آدمی کو مضبوطی سے باندھ دیا جائے اور اُسے سریہ کے ایک آدمی سوید بن صخر کی نگرانی میں چھوڑ دیا اور غالب نے سوید کو حکم دیا کہ اگر حارث اس سے جھگڑا کرے تو وہ اسے قتل کر دے اس نے اُسے یہ الفاظ کہے کہ

"اگر یہ تجھ سے جھگڑے تو اس کا سر قلم کر دینا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس جنگی گشتی پارٹی کا ایک فرد کدید کی جانب اس کے جوانوں کی کارروائیوں کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

پھر ہم چلے اور غروب آفتاب کے وقت کدید پہنچ گئے اور وادی کی جانب روپوش ہو گئے تھے مجھے میرے ساتھیوں نے اپنا دیدبان بنا کر بھیجا پس میں ایک ٹیلے پہ آیا جو ایک شہر پہ جھانکتا تھا اور میں وہاں سے انہیں دیکھ سکتا تھا میں نے اس پہ چڑھنا شروع کیا اور اس کی چوٹی پہ پہنچ گیا پھر میں منہ کے بل گر پڑا اور خدا کی قسم میں دیکھ رہا تھا کہ اچانک ان میں سے ایک شخص خیمے سے نکلا اور اپنی عورت سے کہنے لگا خدا کی قسم میں اس ٹیلے پہ ایک وجود کو دیکھ رہا ہوں جسے میں نے آج دن کے پہلے حصے میں نہیں دیکھا پس تو اپنے برتنوں کی طرف دیکھ کر ان سے کتے کوئی چیز نہ لے گئے ہوں، اس نے کہا خدا کی قسم میرے برتنوں سے کوئی چیز ضائع نہیں گئی، اس نے کہا مجھے میری کمان اور تیر دے دو اس نے اُسے اس کی کمان اور دو تیر دے دیے پس اس نے ایک تیر چھوڑا خدا کی قسم وہ میرے پہلو سے آ لگا اور میں نے اُسے کھینچ کر نکالا اور رکھ لیا اور اپنی جگہ پہ ٹک کر بیٹھ گیا پھر اس نے مجھے دوسرا تیر مارا وہ بھی اسی طرح میرے پاس آ گیا اور میں نے اُسے رکھ لیا اور اپنی جگہ ٹک کر بیٹھ گیا، اس نے اپنی بیوی سے کہا خدا کی قسم اگر وہ اپنی جگہ سے ہلنے والا ہوتا تو وہ حرکت کرتا، تیرا باپ نہ رہے اس کو میرے دونوں تیر لگ گئے ہیں جب تو صبح کو اُٹھے تو دونوں تیروں کے پیچھے جانا کہیں کتے ان کو چبا نہ ڈالیں پھر وہ اپنے خیمے میں داخل ہو گیا اور قبیلے کے اُونٹ اور بکریاں بھی شام کو آ گئیں پس اُنہوں نے انہیں دوہا اور بیٹھ گئے پس جب وہ مطمئن اور پُرسکون ہو گئے تو ہم نے ان پہ غارت گری کر دی اور جنگ کرنے والوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قتل کر دیا اور بچوں کو قید کرلیا اور اونٹوں اور بکریوں کو ہانک لیا اور ہم مدینہ کی جانب نشیب میں چلنے لگے یہاں تک کہ ہم ابوالبرصاء کے پاس سے گذرے اور ہم نے اُسے اُٹھالیا اور اپنے ساتھی کو بھی اُٹھالیا اور قوم کا داد خواہ نکل کر ہمارے پاس آیا جس پر ہمیں قدرت نہ تھی اور انہوں نے ہماری طرف دیکھا اور ہمارے اور ان کے درمیان وادی حائل تھی اور وہ ہماری طرف آرہے تھے اور خدا تعالیٰ وادی میں اتنا پانی لایا جس نے اس کے دونوں کناروں کو پڑ کر دیا اور خدا کی قسم ہم نے اس سے پہلے نہ بادل دیکھا نہ بارش، پس وہ اس قدر پانی لایا کہ کوئی شخص اس کو پار کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا اور میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر ہماری طرف دیکھ رہے تھے اور ہم اس گھاٹی پر چڑھ گئے جو قدید پر جھانکتی ہے اور ہم نے ان کو فتنہ میں ڈال دیا اور وہ ہم کو ڈھونڈنے کی سکت بھی نہ رکھتے تھے مجھے اپنے امیر غالب کے یہ رجزیہ اشعار نہیں بھولتے۔

ابوالقاسم نے سرسبز زمین میں جس کے پودے بہت گھنے ہیں اور اس کے اوپر کا حصّہ سنہرے رنگ کی طرح زرد ہے مجھ پر فخر کرنے سے انکار کر دیا اور یہ بات دُرست ہے آپ نے جھُوٹ نہیں بولا۔

(۱۱)

ذات الملاح کی طرف کعب بن عمیر کا دستہ

ربیع الاوّل ۸ھ

ربیع الاوّل ۸ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عمیر کو اپنے چودہ (۱۴) صحابہ کے ساتھ شمال کی جانب وادی القریٰ کے پیچھے بھیجا مگر کسی مورخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ کس وجہ سے آپ نے یہ تھوڑے سے آدمی چھ سو میل سے زیادہ کی مسافت پر بھیجے (یہ دستہ شام کے علاقے میں ذات الملاح تک پہنچا جو جزیرہ عرب سے باہر ہے) ظن غالب ہے کہ کعب بن عمیر اور اس کے ساتھیوں کا دستہ ایک مصالحاتی دستہ تھا جس کا اہم کام تبشیر اسلام تھا۔ جس کے جوانوں کو شامی علاقے میں جانے کا مکلف کیا گیا تھا، مورخین نے بیان کیا ہے کہ کعب بن عمیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ سے مارچ کر گیا، اور یہ لوگ شام کے علاقے میں ذات الملاح تک پہنچ گئے وہاں پر انہوں نے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی (مورخین نے بیان نہیں کیا کہ وہ کون تھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غسانسنہ عیسائی تھے) اور وہ بہت زیادہ تھے انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر حملہ کر دیا، اصحابؓ نے اپنی جانوں کا دفاع کیا، اور ان لوگوں سے شدید جنگ کی، مگر چودہ کے چودہ صحابہؓ نے جام شہادت نوش کیا صرف ایک صحابی رات کے دوران بچ گیا اس نے اپنی جان پر مشقت برداشت کر کے مدینہ آ کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی اور جن لوگوں نے کعب بن عمیر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا تھا وہ سب کے سب سوار تھے، انہوں نے اچانک ان پر حملہ کر کے ان کو گرفت میں لے لیا (حالانکہ ابن عمیر انہیں دعوتِ اسلام دینے آیا تھا اور انہوں نے اس کے جواب میں اس پر اور اس کے اصحاب پر تیروں کی بارش برسا دی اور ان پر حملہ کر کے ان کو تباہ کر دیا۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ پر یہ بات گراں گزری اور آپ نے ان کی تادیب کے لیے اپنے صحابہ کی ایک فوج بھیجنے کا فیصلہ کیا لیکن اس کے بعد آپ نے یہ فیصلہ بدل دیا کیونکہ آپ کو یہ اطلاع مل گئی تھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ حملہ آور کسی دوسری جگہ چلے گئے ہیں [1]

---

[1] سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۳، مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۵۲، طبقات ابن سعد الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصلِ سوم

معرکۂ موتہ[1]

- معرکہ کے اسباب۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوج کے لیے تین سالار مقرر کرنا۔
- حدودِ شام کو پار کرنے والی پہلی فوج۔
- فوج کے سالاروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات۔
- دشمن کی فوجوں کی ضخامت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے بعد فوج کا معان میں توقف کرنا۔
- جنگ کے متعلق سالاروں کے نقطۂ نظر میں اختلاف۔

---

[1] موتہ کے متعلق یاقوت کہتا ہے کہ یہ حدودِ شام کی سیاہ وسفید داغوں والے علاقے کی ایک بستی ہے اور شام کے بلند مقامات میں سے ہے جہاں پر تلواریں بنتی ہیں اور مشرقی تلواریں اسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں، کثیر عزہ اپنے اشعار میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جب لوگ تجھ سے کسی بات کا سودا کریں تو اس بات کی ناک میں ایک سوراخ ہوتا ہے جس پہ چادر پڑی ہوتی ہے خدا نے ملند بینی لوگوں کو تلواریں قرار دیا ہے جنہیں موتہ میں صیقل گر صیقل کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- رومیوں سے جنگ کرنے پر اتفاق۔
- خوف ناک معرکہ۔
- اسلامی فوج کے تینوں سالاروں کا قتل ہونا۔
- فوج کی شکست کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید کا کمان سنبھالنا۔
- حضرت خالد کا مضبوط تدبیر سے فوج کو تباہی سے بچانا۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خالدؓ کی ریٹائرمنٹ کی مہارت کی قدردانی کرتے ہوئے ان کو اسلام کا پہلا اور اعلیٰ تمغہ عطا کرنا۔
- معرکۂ موتہ کے نتائج کی قیمت۔
- معرکہ ذات السلاسل، معرکۂ موتہ کا پھیلاؤ ہے۔

فلسطین اور بلقاء جزیرہ عرب کا طبعی پھیلاؤ ہے اور خصوصاً اردن کا علاقہ، شمالی جانب سے جزیرہ عرب کی طبعی حدود سے ملحق ہے اور اردن کو اس عہد میں (فلسطین اور لبنان کی طرح) شام کہا جاتا تھا کیونکہ وہ مشرقی رومی شہنشاہیت (بازنطینی) کے مقبوضات میں شامل تھا۔

جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرق اوسط کے ملوک اور اُمراء سے رابطہ کر کے ان کو دعوتِ اسلام دینے کے متعلق سوچا اور اس نظریہ پر عمل کیا تو ان ملوک میں سرفہرست (قسطنطنیہ کا بادشاہ ہرقل تھا) جسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط قدس میں ملا جہاں وہ ایرانی فوجوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد پا پیادہ حج شکرانہ ادا کرنے آیا ہوا تھا اور ہم نے اس کتاب کے گذشتہ صفحات میں بیان کیا ہے کہ اس عظیم شہنشاہ نے کس طرح علماء اور جرنیلوں کو اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کی اور خود وہ کیسے حلقہ بگوش اسلام ہوا (جیسا کہ یعقوبی بیان کرتا ہے) اور اس نے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بازنطینی کامن ویلتھ

اور بازنطینی تاج سے وابستہ بادشاہوں ہیں جسے آج کل کی زبان میں کامن ویلتھ کہتے ہیں غسانسنہ کے عظیم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ حارث بن ابی شمر غسانی بھی شامل تھا جس کا ہیڈ کوارٹر جولان تھا اور یہ عرب عیسائی بادشاہ رومیوں کے نام سے جولان[1] بصریٰ اور ان تمام علاقوں پر جو جنوب سے جزیرہ عرب کی حدود تک پھیلے ہوئے ہیں حکومت کرتا تھا اور حارث بن ابی شمر کو بڑی آزادی حاصل تھی اور اس کے پاس غسانی عیسائی عربوں کی بہت بڑی فوج بھی تھی جو بعض مورخین کے نزدیک ایک لاکھ جانبازوں پر مشتمل تھی اور یہ عیسائی عرب (عربوں کی طرح) ممتاز جنگجو تھے اور بازنطینی شہنشاہیت کے ساتھ وابستگی نے انہیں اس خوبی میں اور بھی بڑھا دیا تھا کیونکہ اس نے انہیں بہت سے فوجی فنون و قواعد سے آراستہ کر دیا تھا جن سے شہنشاہیت کی وہ فوج ممتاز تھی جو کئی صدیوں سے ایران کی قدیم شہنشاہیت کی فوجوں سے دنیا میں بالادستی حاصل کرنے پہ برسرِ پیکار رہتی تھی یہ دوسری شہنشاہیت بھی حکومت، سیادت اور جنگ میں بڑی مہارت رکھتی تھی۔

شاہِ بصریٰ اور جولان کی جانب جانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کا قتل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بصرہ اور جولان

---

[1] جُولان (جیم کی زبر کے ساتھ) یاقوت کہتا ہے کہ شام میں حوران کی جانب ایک پہاڑ ہے جو بازنطینی شہنشاہیت سے وابستہ غسانی بادشاہوں کا مقام ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بادشاہ حارث بن ابی شمر غسانی کی جانب اپنے ایک صحابی حارث بن عمیر ازدی کو ایک خط دے کر بھیجا جس میں آپ نے اُسے دعوت اسلام دی تھی پس وہ حدودِ شام سے گزر گیا اور بلقاء میں موتہ بستی کے پاس اُسے شرحبیل بن عمرو غسانی ملا جو حارث بن ابی شمر کا عامل امیر تھا، شرحبیل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی سے کہا، شاید تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایلچی ہے، اس نے کہا ہاں، پس شرحبیل نے اُسے باندھ دیا اور پھر بندھے ہونے کی حالت میں اُسے قتل کر دیا۔

واقدی نے اپنی سند سے عمر بن الحکم سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر ازدی کو ایک خط دے کر بصریٰ کے بادشاہ کے پاس بھیجا، جب وہ ایلچی موتہ پہنچا تو شرحبیل بن عمرو غسانی اُسے ملا اور اس نے اس سے پوچھا تو کہاں جانا چاہتا ہے اس نے جواب دیا شام جانا چاہتا ہوں، اس نے کہا شاید تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایلچی ہے اس نے جواب دیا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی ہوں، پس اس نے اُسے باندھنے کا حکم دے دیا اور اُسے مضبوطی سے باندھ دیا گیا پھر اس نے آگے بڑھ کر اُسے قتل کر دیا، اس کے علاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایلچی قتل نہیں ہوا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی اطلاع ملی تو آپ کو بہت دُکھ ہوا[1]

شام میں رسد پانے والے عربوں کے ہاتھوں پندرہ صحابہؓ کا قتل

علاوہ ازیں عرب عیسائیوں کے کچھ سپاہیوں نے جو بازنطینی کا من ویلتھ کے

---

[1] تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۳۶، مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماتحت تھے ایک پرامن جماعت پر حملہ کرکے جو ارض شام میں عربوں کو دعوت اسلام دینے گئی تھی اس کے تمام افراد کو فریب کاری سے ذات الطلح میں قتل کر دیا جیسا کہ اس کتاب میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے ... جس علاقے میں چودہ صحابہ کو قتل کیا گیا وہ شام کے جنوب میں اردن کا بلقاء میں واقع ہے جو بازنطینی تاج کے مقبوضات میں ہے اور یہ وہ علاقہ ہے جہاں حارث بن ابی شمر غسانی، مشرقی رومی شہنشاہیت کے نام سے حکومت کرتا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر یہ تمام فریب کارانہ مظالم ــــ جن میں عیسائی غسانی بادشاہ حارث بن ابی شمر کا مسلمانوں کو جنگ کی دھمکی دینا بھی شامل ہے، جب اس کے جاسوسوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور شاہ حارث کی طرف آپ کے ایلچی کو قتل کر دیا تو اس کے بعد اس نے کہا میں اس کی طرف (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) جانے والا ہوں ــــ معلوم ہوتا ہے یہ سب مظالم اور جزیرہ سے جنگ کرنے اور مدینہ پر قبضہ کرنے کی دھمکیاں رومی شہنشاہیت کی طرف سے اس کے ایجنٹ حارث بن ابی شمر کے ہاتھوں دی جا رہی تھیں جو غزوہ موتہ کا سب سے بڑا سبب تھا۔

اگر ان ظالمانہ کاروائیوں پر مسلمان خاموش رہتے تو قسطنطنیہ کی وزارت جنگ کو، اسلام کے دارالخلافہ مدینہ پر قبضہ کرنے کے لیے جزیرہ عرب کی حدود کو پار کرنے کی مزید جرأت مل جاتی، خصوصاً اس لیے کہ ہرقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خط کے جواب میں کہ آپ نے اُسے اور اُس کی قوم کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی ایک مثبت موقف اختیار کیا تھا جس کی وجہ سے رومی شہنشاہیت کے متعصب جرنیلوں اور سالاروں پہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلق و اضطراب سے حملہ کر دیا تھا۔

جنوب اور اواسط شام میں بازنطینی تاج سے وابستہ عیسائی عرب بادشاہوں کے تصرفات سے اور رومی شہنشاہیت کے ارکان کے تصرفات سے اس تباہ کن جنگ کے عزم کی بُو سونگھی جا سکتی ہے جو انہوں نے مدینہ اور تمام جزیرہ پر قبضہ کرنے اور اُسے قسطنطنیہ کے ماتحت ایک نیا صوبہ بنانے کے لیے کیا تھا، ان دنوں خاص طور پر رومی فوج کو ایرانی شہنشاہیت کی فوجوں پر تباہ کن فتح حاصل کرنے کا نشہ چڑھا ہوا تھا کیونکہ اس نے شہنشاہ ہرقل کی کمان میں اس فتح سے ان تمام علاقوں کو واپس لے لیا تھا جنہیں بازنطینی شہنشاہیت کے مقبوضات سے ایرانیوں نے چھین لیا ہوا تھا۔

اہم فیصلہ اس لیے (واللہ اعلم) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ ایک عظیم فوجی دستہ بھیجنا ضروری ہے جو بازنطینی کا من ولیتھ کے دائرہ میں آنے والے ڈھوکا باز عرب عیسائیوں کی گوشمالی کے لیے جنگ کرتا ہوا شام کے علاقے کو پامال کر ڈالے اور مسلمان عملی طور پر رومی حکمرانوں پر ثابت کر دیں کہ جزیرہ عرب ان رومیوں یا ان کے غسانی مددگاروں کی سوچ سے کہیں زیادہ مضبوط اور محفوظ ہے جو اس کی حدود کو پار کرنے کے متعلق سوچتے رہتے ہیں اس مقصد کی تکمیل کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تین ہزار بہترین جانباز صحابہ کو جمع کیا اور اس اجتماع کی غرض کو اس وقت واضح کیا جب فوج نے مدینہ سے کئی میل باہر جا کر جرف[1] مقام پر پڑاؤ کیا، وہاں جا کر رسول کریم

---

[1] جُرُف، راصد الاطلاع میں ہے کہ مدینہ سے شام کی جانب تین میل پر ایک جگہ ہے جہاں حضرت عمرؓ بن الخطاب اور اہل مدینہ کے اموال تھے اسی طرح جیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج اور اس کے سالاروں کو بتایا کہ وہ جزیرہ کی حدود کو پار کر جائیں اور شامی علاقے کو پامال کریں اور وہاں پر ان اعدائے اسلام سے جنگ کریں جنہوں نے آپ کے اصحاب سے خیانت کی ہے۔

فوج کے سالاروں کا تقرر

جُرف کے علاقے میں جہاں فوج پڑاؤ کیے ہوئے تھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فوج کے سالار اعلیٰ تھے ایک زبانی حکمنامہ صادر فرمایا جس کے مطابق آپ نے فوج کے تین سالار مقرر فرمائے جو یکے بعد دیگرے کمان سنبھالیں گے اور وہ تین سالار حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حکم نامہ میں فرمایا کہ زید بن حارثہ لوگوں کے امیر ہوں گے، اگر وہ قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی قتل ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے، پھر آپ نے حکم دیا کہ ان تینوں کے قتل ہو جانے کے بعد کمان کا مسئلہ دستوں کے سالار اور قبائل کے سرداروں کے مشورہ سے طے ہو گا وہ جس کو چاہیں سالار عام منتخب کر لیں آپ نے فرمایا اگر عبداللہ بن رواحہ قتل ہو جائیں تو مسلمان باہمی رضامندی سے اپنا ایک امیر مقرر کر لیں۔

۶

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۷) عراق میں ایک مقام کا نام جُرف ہے اور مکہ کے قریب بھی ایک جگہ جُرف ہے جہاں پہ ہذیل اور سلیم کے درمیان معرکہ ہوا تھا اسی طرح یمامہ کی طرف بھی ایک جگہ جرف ہے اور یمن میں بھی ایک جگہ جرف ہے (مراصد الاطلاع)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیادت میں حضرت زیدؓ کے مقدم کرنے پر حضرت جعفرؓ کا معارضہ

حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے فوج کی قیادت میں حضرت زیدؓ کی تقدیم پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نظر ثانی کرنے کا اظہار کیا، حافظ بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقرری کا حکم نامہ صادر فرمایا تو حضرت جعفر نے اُچھل کر کہا یا رسول اللہ میں تو پسند نہیں کرتا کہ آپ زیدؓ کو مجھ پر افسر مقرر کریں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ تمہیں معلوم نہیں کہ اس میں کیا بہتری ہے، پس زیدؓ نے تعمیل حکم کی اور چلا گیا۔

جمعہ کے روز فوج کا مارچ .... اور جہاد کی فضیلت

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ جمعہ کے روز نماز سے قبل، فوج نے موتہ کی طرف مارچ کیا اور مدینہ کے نواح میں جرف مقام پہ فوج کے پڑاؤ کرنے کے بعد حضرت عبداللہؓ بن رواحہ مدینہ میں پیچھے رہ گئے تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھیں، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آگاہ کیا کہ مسلمان جو کام بھی کرتا ہے جہاد فی سبیل اللہ اس سے افضل ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو فوج سے پیچھے رہ جانے کے بعد دیکھ کر فرمایا۔ تمہیں کس بات نے فوج سے پیچھے رکھا ہے انہوں نے کہا میں آپ کے ساتھ جمعہ پڑھنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا، صبح اور شام کو جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور ایک دوسری روایت جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے اس میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن رواحہؓ سے فرمایا، تجھے صبح کے وقت اپنے ساتھیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ جانے سے کس چیز نے روکا ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں نے چاہا کہ آپ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ لوں پھر میں ان کے ساتھ جا ملوں گا، آپ نے فرمایا۔

"اگر تو زمین کی تمام چیزوں کو خرچ کر دے تو بھی تو ان کے صبح کے وقت جانے کے ثواب کو نہیں پا سکتا" اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔"

موتہ کی طرف فوج کے مارچ کی تاریخ اور اس کی تعداد

جس فوج نے اجتماع کی تکمیل کے بعد موتہ کی طرف مارچ کیا اس کی تعداد تین ہزار جانبازوں پر مشتمل تھی اور اس نے ماہ جمادی الاولیٰ ۸ھ کو جمعہ کے روز مارچ کیا تھا۔

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ عمرۃ القضیہ کے بعد رسول کریم ذوالحجہ کے بقیہ ایام مدینہ میں ہی ٹھہرے رہے اور مشرکین اس ذوالحجہ کے متصرف رہے اور محرم، صفر اور ربیع الاوّل اور ربیع الثانی کے بھی متصرف رہے۔ آپ نے جمادی الاولیٰ میں ان آدمیوں کی خاطر جو موتہ میں شہید ہوئے۔ تھے ایک فوج شام کی طرف بھیجی وہ کہتا ہے کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاولیٰ ۸ھ میں موتہ کی طرف ایک فوج بھیجی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام حاصل کرنا اور شہادت کی تمنا کرنا

تیسرے سالار حضرت عبداللہ بن رواحہؓ زاہد عبادت گزاروں میں سے تھے اور اس کے علاوہ بہترین شاعر بھی تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فوج کو الوداع کہا تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا :-

یا رسول اللہ مجھے کوئی حکم دیجیے جسے میں یاد رکھوں۔ آپ نے فرمایا کل تو ایسے شہر کو جانے والا ہے جس میں سجدے بہت کم ہوتے ہیں پس تو کثرت سے سجدے کرنا، عبداللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ مزید حکم فرمائیے، آپؐ نے فرمایا، خدا کو یاد کرنا وہ تیری مطلوبہ چیز میں تیرا مددگار ہوگا، پس عبداللہؓ آپ کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے گئے پھر واپس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ اللہ ایک ہے اور توحید کو پسند کرتا ہے آپ نے فرمایا اے ابن رواحہ، بس کہ جب تو عاجز ہو جائے تو اگر تو نے دس آدمیوں سے برائی کی ہو تو ایک سے نیکی کرنے سے عاجز نہ ہونا، ابن رواحہؓ نے عرض کیا، اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کروں گا[1]

سالار عبداللہؓ بن رواحہ کا آگ کے خوف سے رونا

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ

جب عبداللہ بن رواحہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء کے ساتھ الوداع کیا گیا تو آپ رو پڑے، لوگوں نے پوچھا اے ابن رواحہ تجھے کیا بات رلاتی ہے، انہوں نے کہا خدا کی قسم نہ مجھے دنیا کی محبت ہے اور نہ تم سے عشق ہے لیکن میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب الٰہی کی ایک آیت پڑھتے سنا ہے جس میں اللہ تعالیٰ آگ کا ذکر کرتا ہے کہ ان منکم الا واردھا کان علیٰ ربک حتما مقضیا[2] یعنی تم میں سے ہر کوئی آگ میں وارد ہوگا یہ تیرے رب کا قطعی

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۵۸

[2] سورہ توبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ ہے، مجھے معلوم نہیں کہ وار دہونے کے بعد میری واپسی کیسے ہو گی، مسلمانوں نے کہا اللہ تمہارے ساتھ ہو اور وہ اُسے تم سے دُور کرے اور تم ہماری طرف صالح ہو کر آؤ۔

اور عبداللہ بن رواحہؓ نے تمنائے شہادت کرتے ہوئے کہا ؎

"لیکن میں خدائے رحمان سے مغفرت کا طالب ہوں اور ایسی دبیع ضرب کا جو خون کی جھاگ نکال دے یا حران کے ہاتھوں نیزے کے ایسے زخم کا جو آنتوں اور جگر کے آرپار ہو جائے، اور جب لوگ میری قبر کے پاس سے گزریں تو کہیں اللہ نے اس غازی کو ہدایت دی ہے اور یہ ہدایت پا گیا ہے۔"

پھر عبداللہ بن رواحہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس وقت فوج جانے کے لیے تیار ہو چکی تھی آپ نے اُسے الوداع کیا پھر عبداللہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے کہا ؎

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خوبی عطا فرمائی ہے اُس پر موسیٰ علیہ السلام کے ثابت قدم رکھنے کی طرح آپ کو ثابت قدم رکھے اور مدد کرے میں نے آپ میں وہ بھلائی دیکھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشی ہے اور میری فراست نے آپ کے دیکھنے والوں سے اختلاف کیا ہے آپ رسول ہیں اور جو شخص آپ کے عطایا اور چہرے سے محروم ہو جائے قضا و قدر نے اس سے کوتاہی کی ہے۔"

پھر لوگ نکلے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نکلے اور جب آپ نے فوج کو الوداع کہا اور واپس آنے لگے تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا ؎

"جس شخص کو میں کھجوروں کے درختوں میں چھوڑے جا رہا ہوں وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہترین مشایعت کرنے والا اور دوست ہے اس پر بعد میں سلامتی نازل رکھنا۔"

سالاروں کی تقرری کے متعلق ایک یہودی عالم کی گفتگو

واقدی نے مغازی میں بیان کیا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صیغے کے مطابق فوج کے سالاروں کا تقرر کیا تو اس وقت نعمان بن فنخص یہودی بھی موجود تھا اس نے کہا "اے ابوالقاسم اگر آپ نبی ہیں تو آپ نے جن لوگوں کا نام لیا ہے اگر وہ تھوڑے ہیں یا زیادہ وہ سب کے سب شہید ہو جائیں گے، بنی اسرائیل کے انبیاء جب کسی آدمی کو قوم کا لیڈر مقرر کرتے پھر کہتے کہ اگر فلاں مارا گیا، تو اگر وہ سو آدمی کا نام بھی لیتے تو وہ سب کے سب مارے جاتے۔"

پھر وہ یہودی حضرت زیدؓ بن حارثہ سے کہنے لگا، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہیں تو تو وصیت کر دے تو کبھی ان کی طرف واپس لوٹ کر نہیں آئے گا، حضرت زیدؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ راست باز نبی ہیں۔

حضرت خالدؓ بن ولید کا پہلی بار مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرنا

حضرت خالدؓ بن ولید جو مشہور شہسوار تھے وہ بھی اس فوج کے ایک سپاہی تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس فوج میں جمع کیا اور حضرت خالدؓ کو اسلام میں داخل ہوئے ابھی تین ماہ ہی ہوئے تھے پس موتہ کا تباہ کن معرکہ، پہلا معرکہ ہے جس میں حضرت خالد بن ولید مجاہد فی سبیل اللہ بن کر شامل ہوئے اور جب تینوں سالار جنگ میں قتل ہو گئے (جیسا کہ ابھی بیان ہو گا) تو فوج کے سرکردہ لوگوں نے اس کی کمان حضرت خالدؓ کے سپرد کر دی، آپ نے ریٹائرمنٹ کی کاروائی اس شاندار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریق پر کی جو آپ کی بہترین حربی مہارت پر دال ہے اور جب آپ فوج کو کسی قابل ذکر نقصان کے بغیر کامیابی کے ساتھ واپس لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیف اللہ کا لقب عطا فرمایا یہ تاریخ اسلام میں کسی سالار کو دیا جانے والا پہلا تمغہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب کرنا اور تاریخ کا سب سے اعلیٰ اور عادلانہ قانون جنگ وضع کرنا

فوج کے سالاروں کی تقرری کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج سے خطاب کیا جو عادلانہ جنگ کے انتہائی ترقی یافتہ قانون پر مشتمل تھا، اس قانون کے مقابلہ سے آج تک کے تمام قوانین و ضوابط، دشمنوں کے معاملے میں انصاف کرنے اور غیر انسانی سلوک سے اجتناب کرنے کے لحاظ سے عاجز ہیں یعنی عورتوں، بچوں اور معذوروں اور مذہبی لوگوں کو کسی قسم کی ایذا پہنچانے سے باز رہنے کے لحاظ سے اس خطاب کی اہمیت کے پیش نظر جو بعد میں عادلانہ جنگوں کا سب سے بڑا دستور قرار پایا، ہم اس کا مکمل متن درج کرتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطاب میں اپنی فوج کے سپاہیوں اور سالاروں سے فرمایا۔

"میں آپ لوگوں کو اللہ کا تقوے اختیار کرنے اور اپنے ساتھی مسلمانوں سے بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں، اللہ کا نام لے کر فی سبیل اللہ جنگ کرو، اللہ کا انکار کرنے والوں سے جنگ کرو، حد سے نہ بڑھو اور نہ خیانت کرو اور بچوں کو قتل نہ کرو"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ نے سالارِ عام اور فوج کے ذمہ داران سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جب تو اپنے مشرک دشمنوں سے ملے تو انہیں تین باتوں میں سے ایک بات کے اختیار کرنے کی دعوت دینا اور وہ ان میں سے جس بات کا تجھے جواب دیں اُسے قبول کرنا اور ان کو ایذا دینے سے باز آنا، انہیں اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دے اگر وہ ایسا کریں تو ان کی بات کو مان لینا اور ان کو تکلیف دینے سے باز رہنا پھر انہیں اپنے گھروں سے مہاجرین کے گھروں کی طرف دعوت دینا اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بتا دینا کہ جو حقوق اور ذمہ داریاں مہاجرین پہ ہیں وہی حقوق اور ذمہ داریاں ان پر بھی لاگو ہیں اور اگر وہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور اپنے گھروں میں رہنا پسند کریں تو انہیں بتا دینا کہ وہ مسلمانوں کے اعراب کی طرح ہوں گے ان پر حکم الٰہی نافذ ہوگا، اور انہیں غنیمت اور تقسیم سے کوئی حصہ نہیں ملے گا ہاں اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کریں تو انہیں غنیمت سے حصہ ملے گا اور اگر وہ انکار کریں تو انہیں جزیہ دینے کی دعوت دے اگر وہ ایسا کریں تو ان کی بات مان لینا اور ان کے در پئے آزار نہ ہونا اور اگر جزیہ دینے سے انکار کریں تو اللہ سے مدد طلب کر کے ان سے جنگ کرنا اور تمہیں گرجوں میں کچھ لوگ ملیں گے جو لوگوں سے الگ تھلگ ہوں گے ان سے معترض نہ ہونا اور تمہیں کچھ اور لوگ بھی ملیں گے جن کے سروں میں شیطان نے انڈے دینے کی جگہیں بنائی ہوں گی انہیں تلواروں سے اکھاڑ پھینکنا۔ کسی عورت، دودھ پیتے بچے اور پیر فرتوت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتل نہ کرنا اور نہ کھجوروں کے درختوں کو برباد کرنا اور نہ درختوں کو کاٹنا اور نہ گھروں کو منہدم کرنا"۔[1]

جنگ کے شان دار دستور کے پاس ... کچھ وقت

کامل ہمہ گیری کے ساتھ

شان دار اختصار کا کیا کہنا .... اس میں جنگی آداب کے احکام بھی ہیں اور عسکری بلندی کے اسباق بھی ... جنگ نہ کرنے والی عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کے ساتھ انسانی سلوک اور نرمی کرنے کی مضبوط بنیادیں بھی اور ایسی اعلیٰ تربیات، کہ آغاز تاریخ سے لے کر آج تک کسی اُمت نے سید البشر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا، نہ کسی سے ایسی باتیں سُنی ہیں اور نہ یاد رکھی ہیں۔

عہد حاضر میں ترقی یافتہ اقوام، عسکری بلندی کے قانون کی پابندی کے میدان میں ابھی کوشش ہی کر رہی ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں عسکری بلندی کے قانون کے جو مضبوط اصول و قواعد وضع کیے ہیں جس کے بموجب اسلام نے مسلمان جانباز پر فرض قرار دیا ہے کہ وہ جنگی حالات میں اپنے دشمنوں سے اس کے مطابق سلوک کرے اس کے مقابلہ میں عہد حاضر کی ترقی یافتہ اقوام بھی گھٹنوں کے بل چل رہی ہیں۔

مسلمان کا سلوک اسلام کے حق میں اور اس کے خلاف حجت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا اس جنگی دستور پر عمل پیرا ہونا، ان اہم اسباب میں سے ایک عظیم سبب تھا جس سے غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ ص۷۵۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگئی اور وہ اس میں اپنی مرضی سے خوشی خوشی داخل ہو گئے کیونکہ انہوں نے ان اصحاب کرام میں حقیقت اسلامیہ متمثل دیکھا تھا جن کی قرآن کریم نے تربیت کی تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ادب سکھایا تھا اس لحاظ سے اسلام کی طرف منسوب ہونے والا شخص (اپنے سلوک سے) اس شخص کے سامنے جو اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں، اس دین سے نیکی اور برائی کر سکتا ہے۔

مسلمانوں کا فوج کو الوداع کرنا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کے سالار کے جھنڈا باندھا جس کا رنگ سفید تھا اور مسلمان کھڑے ہو کر فوج کو الوداع کرنے لگے اور ان کے لیے دعا کرنے لگے کہ

"اللہ تعالیٰ تمہارا دفاع کرے اور تم کو صالح اور غانم ہونے کی حالت میں واپس لائے۔"

اس طرح مسلمانوں کے تین ہزار بہترین جانباز مدینہ سے چلے گئے، اور یہ سب سے بڑی فوج تھی جو آج تک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء کے مطابق ایک کمان کے تحت جمع ہوئی تھی۔

مدینہ کے رومی جاسوسوں کا انہیں جنگ کی خبر پہنچانا

جنگ کے سالار (جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا) پوشیدہ رہنے اور دشمنوں کو شام میں غفلت کے وقت گرفت میں لانے کی کوشش کرتے تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ منافقین مدینہ اور یہود کے ففتھ کالم نے مسلمانوں کو اکٹھا ہونے اور ان کے شام کی طرف مارچ کرنے کی خبر اڑا دی تاکہ وہ اپنے بچاؤ کا سامان کر لیں۔

www.KitaboSunnat.com

جزیرہ کے شمال میں رومیوں کے جاسوس

شرجیل بن عمرو ازدی جزیرہ عرب سے ملحق شام کے جنوبی علاقوں پر رومیوں کا گورنر تھا جسے مدینہ کے رومی جاسوسوں سے، نبوی فوج کے مارچ کرنے کی اطلاع ملی، اس نے رومیوں کو اطلاع دینے کے لیے آدمی بھیجا کہ مسلمان شام کی طرف مارچ کر رہے ہیں پھر وہ رومیوں کے دوست قبائل سے شام کے جنوب میں فوج اکٹھی کرنے لگا، پھر خود اس نے اسی وقت اپنے بھائی سدوس کو اپنے بعض آدمیوں کے ساتھ ہراول دستے کے طور پر بھیجا کہ وہ اس کے لیے اسلامی فوج کی خبریں معلوم کریں۔

اسلامی فوج مسلسل مارچ کرتی ہوئی وادی القریٰ میں اتر گئی، یہاں اس نے کئی دن تک آرام کیا پھر اس نے شمال کی جانب مسلسل مارچ شروع کر دیا۔

دشمنوں کے سالار کے بھائی کا قتل

اسلامی فوج کے ہراول جاسوس دستوں کی، سدوس اور اس کے جاسوس دستے سے مڈبھیڑ ہو گئی اور وہ جزیرہ کے اندر ان سے گتھ گئے (معلوم ہوتا ہے وہ بھی جاسوسی کر رہے تھے) پس مسلمانوں نے رومیوں کے ایجنٹ سالار (شرجیل بن عمرو جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو قتل کیا تھا) کے بھائی کو قتل کر دیا، اپنے بھائی کے قتل کے بعد شرجیل سخت خوف زدہ ہو گیا اور قلعہ بند ہو گیا اور اس نے رومیوں کی طرح کمان سے مدد طلب کی جو اس وقت ہرقل کے ساتھ بیت المقدس میں موجود تھی، اس کمان نے بہت بڑی فوجوں کے ساتھ شرجیل کی امداد کرنے میں جلدی کی۔

رومی فوج کی تعداد

واقدی نے بیان کیا ہے کہ رومیوں نے مسلمانو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مقابلہ کرنے کے لیے ایک لاکھ جانبازوں کو جمع کیا جو سب کے سب رسد پانے والے عیسائی عرب (بلی، بہراء، وائل، بکر، لخم اور جذام) اور غسان تھے اور ان رسد پانے والوں کے جمع ہونے کی جگہ مآب شہر تھا اور ان کا سالار قبیلہ بلی کا مالک نام آدمی تھا [1]

کیا ہرقل ہی موتہ میں مسلمانوں سے لڑا تھا

رومیوں نے خود بھی مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے شہنشاہ ہرقل کی کمان میں ایک لاکھ رومیوں کو جمع کیا تھا یہ دوسری فوج تھی جس نے مآب شہر میں پڑاؤ کیا تھا [2]

بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ جو شخص ایک لاکھ رومیوں کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے چلا تھا وہ شہنشاہ ہرقل کا بھائی تیوڈر تھا، اور یہی زیادہ درست بات ہے کیونکہ جب سے شاہ ہرقل کے پاس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط آیا تھا اس کے تصرفات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مسلمانوں سے مقابلہ کا خواہاں نہ تھا، وہ ان کے دین میں داخل ہونے یا ان کو جزیہ دینے کا خواہاں تھا جیسا کہ تاریخ طبری میں مفصل بیان ہوا ہے۔

مسلمانوں کا معان میں مشورہ کے لیے توقف کرنا

اسلامی فوج وادی القریٰ سے مسلسل مارچ کرتی ہوئی تبوک کے پاس سے جزیرہ کی حدود کو پار کر کے شام کے علاقے میں گھس گئی یہاں تک کہ معان شہر تک پہنچ گئی جو اُردن کے

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ ص ۲۶۰

[2] تاریخ طبری جلد ۳ ص ۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلقاء کا علاقہ ہے، وہاں پر سالارِ عام زید بن حارثہ کو اپنے فوجی جاسوسوں سے جنہیں آپ نے دشمن کے علاقے میں ضروری معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجا تھا، اطلاع ملی۔۰۰۰۰ اس اطلاع سے انہیں معلوم ہوا کہ رومی دو لاکھ جانبازوں کے ساتھ جن کی مدد ہزاروں مسلح سوار کر رہے ہیں، مآب کے علاقے میں اپنے جمع ہونے کی جگہ کی طرف آ رہے ہیں۔

اس اہم اطلاع کے جائزہ کے وقت سالارِ عام کے سامنے اُچھل کر یہ سوال آ گیا کہ کیا تین ہزار جانبازوں کے لیے دو لاکھ جانبازوں کو شکست دینا اور ان پر غالب آنا تو کجا، ان کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا اور ڈٹے جانا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔

اور ذمہ دار سالار عام نے اس چھوٹی سی فوج کے متعلق اس سوال کا جواب دینے میں جلدی نہیں کی بلکہ اس نے اس اہم سوال کا قطعی جواب سننے کے لیے فوج کے تمام اُمراء اور دستوں کے سالاروں اور قبائل کے سرداروں کو ایک فوری میٹنگ میں بُلایا تاکہ اس عظیم انقلاب کے متعلق بحث کرے جس کے انتظار کا کوئی وقت نہ تھا۔

معان میں فوجی عدالت

اس فوجی عدالت میں جس میں فوج کے تمام سالار موجود تھے سالار عام نے ان تمام تفاصیل کو پیش کیا جو فوجی جاسوسوں نے دشمن کی طاقت اور اس کے جمع ہونے کی جگہ کے متعلق پہنچائی تھیں اور اس نے ان سے اپیل کی کہ وہ اس خطرناک صورتِ حال کے مقابلہ کے لیے قطعی فیصلہ کریں، رومی اور ان سے رسد پانے والے ان کے ماتحت ایک بڑے غوغا جرار لشکر میں جمع ہو گئے ہیں جو دو لاکھ جانبازوں پر مشتمل ہے جب کہ اسلامی فوج تین ہزار جانبازوں سے زیادہ نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معان میں فوجی سالاروں کا اختلاف

اس صورت حال کے متعلق بحث کے دوران اسلامی فوج کے سالار دو حصوں میں منقسم ہو گئے ایک حصے کی رائے تھی کہ انتظار کیا جائے اور رومیوں سے اس وقت تک مقابلہ نہ کیا جائے جب تک وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نازک صورت حال سے آگاہ نہ کر لیں جس کا وہ مقابلہ کر رہے ہیں نیز وہ آپ سے مدد بھی طلب کریں اور اس خوف ناک فوج سے مقابلہ کرنے کے لیے آپ سے اجازت بھی لیں کیونکہ اس فریق کے نزدیک ایک فیصلہ کن معرکہ میں تین ہزار جانبازوں کا دو لاکھ فوج سے گتھم جانا جنگی تاریخ کی سب سے خطرناک جنگ تھی اس لیے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ آنے تک انتظار کرنے کی رائے کے حامل تھے کیونکہ آپ فوج کے سالار اعلیٰ تھے اور مدینہ میں تھے۔

دوسرے فریق کی رائے تھی کہ نتائج خواہ کچھ بھی ہوں، دشمن سے جلد بھڑ جانا چاہیے کیا فتح یا شہادت دونوں ہی مسلم مجاہد فی سبیل اللہ کی کامیابی نہیں ہیں؟ پس اسی وقت جنگ ہونی چاہیے اور کامیابی مسلمانوں کے نزدیک جہاد کے مفہوم کے قیاس کے مطابق ہوتی ہے۔

اور سالار عام کا دوسرا نائب عبداللہ بن رواحہؓ انصاری ان پُرجوش سالاروں کے فریق کا سرخیل تھا جو مدینہ کی ہائی کمان کی اطلاع معلوم کیے بغیر اور اس کی مدد کا انتظار کیے بغیر دشمن سے فوراً جنگ کرنا چاہتے تھے کیونکہ اس فریق کا خیال تھا کہ رومی اور ان کے حلیف اور ان کے رسد پانے والے (ان کے قریب) آگئے تھے، مسلمانوں کو مدینہ پہنچنے تک بالکل نہیں چھوڑیں گے بلکہ جس قدر ممکن ہو سکا ان پر حملہ کر دیں گے خصوصاً اس لیے کہ اسلامی فوج پچاس میل سے بھی زیادہ شام کے اندر گھس گئی تھی، جسے رومی اپنی عظیم شہنشاہیت کا جواپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو دُنیا کی طاقت ور ترین حکومت سمجھتی تھی ایک مملوکہ علاقہ سمجھتے تھے، فوجی نقطہ نگاہ سے منطق فریق ثانی کے حق میں تھی کیونکہ اسلامی فوج، رومی فوجوں کے اکٹھے ہونے کی جگہ سے قریب مسافت پہ تھی، خطرناک فوجی حالات دو باتوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کو حتمی قرار دیتے تھے ان دونوں کے سوا، کوئی تیسری بات نہ تھی۔

اپنے دشمنوں سے مقابلہ کیے بغیر مسلمانوں کا جزیرہ عرب کی طرف واپس آنا عملاً ناممکن تھا اور سالارِ اعلیٰ کی ہدایات میں کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی جس سے واپسی کے جواز پہ استناد کیا جا سکے۔

اب رہی رومیوں کے ساتھ ٹکرا جانے کی بات، تو اگر مسلمان ان سے ٹکراؤ میں جلدی نہ کرتے تو وہ مسلمانوں پہ حملہ کر دیتے کیونکہ وہ معان شہر میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

فوجی ارکان کا رومیوں سے جنگ کرنے پر اتفاق

فوج کے جنگی بورڈ کے ارکان کے درمیان معان میں جو بحث وتمحیص ہوئی اس میں پورے دو دن گزر گئے اس کے بعد بورڈ کے اکثر ارکان کی رائے اس طرف ہوگئی کہ مدینہ سے کوئی ہدایات لیے بغیر فوری طور پہ جنگ کرنے کی رائے کو اختیار کر لیا جائے اور سالارِ عام کے دوسرے نائب عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ نے جو موقف اختیار کیا تھا کہ بغیر کسی تردد کے رومی فوجوں سے جنگ کی جائے اس کا فوجی ارکان کے قطعی اور متفقہ فیصلہ کرنے پہ بڑا اثر ہوا۔

ارکان کی انجمن کے اجتماع میں ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی تقریر

دوسرے روز فوج کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سالاروں اور قبائل کے سرداروں کی آخری نشست میں حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے کھڑے ہو کر اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے اور لوگوں کو بغیر کسی تردد کے دشمن سے فوری طور پر جنگ کرنے کی دعوت دیتے ہوئے کہا :-

"اے لوگو! قسم بخدا جس بات کو تم ناپسند کرتے ہو اُسی کے لیے تو تم شہادت کی تلاش میں نکلے ہو اور ہم لوگوں سے تعداد، قوت اور کثرت کے ساتھ جنگ نہیں کرتے، ہم تو صرف ان سے اس دین کے باعث جنگ کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرفراز فرمایا ہے، خدا کی قسم ہم نے جنگ بدر کے روز دیکھا کہ ہمارے پاس ایک گھوڑا تھا، پس ہمارے ساتھ چلو، دو اچھی باتوں میں سے ایک بات ہمیں ضرور حاصل ہوگی یا تو ہم ان پر غالب آجائیں گے اس بات کا وعدہ ہم سے ہمارے نبی نے کیا ہے اور آپ کا وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے اور یا شہادت حاصل کریں گے اور جنت میں اپنے بھائیوں کے ساتھ جا ملیں گے"[1]

معان میں نقطہ ہائے نظر کے اختلاف کے متعلق ائمہ تاریخ کا بیان

مقریزی اپنی کتاب امتاع الاسماع کے ص ۳۴۴ پر بیان کرتا ہے کہ

"مسلمان چلے گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ حارث بن عمیر کے مقتل تک پہنچیں اور دشمن نے بھی یہ بات سُن لی اور ان کے لیے فوج جمع کی ایک ازدی آدمی جسے شرجیل بن عمرو

---

[1] تاریخ طبری جلد ۳ ص ۳۷، مغازی الواقدی جلد ۲ ص ۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غسانی کہا جاتا ہے کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے ہراول دستے بھیجے اور اپنے بھائی سدوس بن عمرو کو بھی پچاس جوانوں کے ساتھ بھیجا اور وہ وادی القریٰ میں مسلمانوں سے ملے پس مسلمانوں نے اس سے جنگ کی اور اُسے قتل کر دیا اور وہ شام کے علاقے میں معان میں فروکش ہو گئے اور انہیں اطلاع ملی کہ ہرقل بھی بلقاء کے مآب میں ایک لاکھ رومیوں کے ساتھ اُترا ہے اور اس کے ساتھ بہراءِ وائل، بکر، لخم اور جذام کے ایک لاکھ آدمی ہیں جن کا سربراہ بلی کا ایک آدمی مالک بن رافلہ ہے۔"

پس انہوں نے دو راتیں قیام کیا اور چاہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دیں کہ یا تو انہیں واپس بُلا لیں اور یا انہیں مزید آدمی بھیجیں پس عبداللہ بن رواحہ نے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا۔

"خدا کی قسم ہم لوگوں سے تعداد کی کثرت، ہتھیاروں کی کثرت اور گھوڑوں کی کثرت کے ساتھ نہیں لڑتے بلکہ اس دین کے ساتھ لڑتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرفراز فرمایا ہے، چلے چلو، خدا کی قسم ہم نے دیکھا ہے کہ جنگ بدر کے روز ہمارے پاس صرف دو گھوڑے اور جنگ اُحد کے روز صرف ایک گھوڑا تھا، دو اچھی باتوں میں سے ایک ہمیں ضرور حاصل ہو گی یا ہم ان پر فتح پا لیں گے، اس بات کا وعدہ ہم سے ہمارے نبی نے کیا ہے اور آپ کا وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے اور یا ہم شہید ہو جائیں گے اور جنت میں اپنے بھائیوں سے جا ملیں گے۔"

پس اس نے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی اور وہ موتہ کی جانب چل پڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس انہوں نے مشرکین کو دیکھا کہ ان کے پاس اس قدر فوج، ہتھیار، گھوڑے، دیباج، ریشم اور سونا ہے کہ وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے، حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اس معرکہ میں شامل تھا میری نظر چندھیا گئی، ثابت بن اقرم نے کہا ابوہریرہؓ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ گویا تو بہت سی فوج کو دیکھ رہا ہے میں نے جواب دیا ہاں، اس نے کہا تو ہمارے ساتھ بدر میں نہ تھا، ہم کثرت سے کامیاب نہیں ہوتے۔

اور ابن اسحٰق سیرت ابن ہشام جلد ۴ کے ص۱۷ اور اس کے بعد بیان کرتا ہے کہ

"پھر مسلمان چلے گئے اور معان میں فروکش ہوئے اور لوگوں کو اطلاع ملی کہ ہرقل شام کے علاقے میں مآب مقام پر ایک لاکھ رومیوں کے ساتھ اُترا ہے اور اس کے ساتھ لخم، جذام، قین، بہراء اور بلی قبیلہ کے ایک لاکھ آدمی بھی شامل ہو گئے ہیں، ان کا سربراہ بلی کا ایک آدمی مالک بن رافلہ ہے۔"

جب مسلمانوں کو یہ اطلاع ملی تو اُنہوں نے دو راتیں قیام کر کے اپنے معاملے میں غور کیا اور کہنے لگے ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھ کر اپنے دشمن کی تعداد کے متعلق اطلاع دیتے ہیں یا تو آپ ہمیں اپنے آدمیوں سے مدد دیں گے ورنہ ہمیں کوئی حکم دیں گے جس پر ہم عمل کریں گے، پس حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور کہا:۔

"اے لوگو! قسم بخدا جس بات کو تم ناپسند کرتے ہو اسی کے لیے تو تم شہادت کی تلاش میں نکلے ہو اور ہم لوگوں سے تعداد، قوت اور کثرت کے ساتھ جنگ نہیں کرتے ہم تو صرف ان سے اس دین کے ساتھ جنگ کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرفراز فرمایا ہے پس ہمارے ساتھ چلو، ہمیں دو اچھی باتوں میں سے ایک بات ضرور حاصل ہوگی یا غلبہ یا شہادت۔"

لوگوں نے کہا خدا کی قسم ابن رواحہؓ نے درست فرمایا ہے پس لوگ چل پڑے اور ابن رواحہؓ نے ان کے اس محدود موقف کے بارے میں کہا ہے کہ ؎

"ہم گھوڑوں کو اجا اور فرع سے لائے ہیں اور گھاس کھا کھا کر ان کی کوکھیں موٹی ہو گئی ہیں ہم نے ان کے سموں کو پتھروں سے بچانے کے لیے نرم چمڑے سے ان کی نعل بندی کی ہے گویا اس کی سطح دھوڑی کی بنی ہوئی ہے، یہ گھوڑے دو راتیں معان میں مقیم رہے پھر اس کمزوری کے بعد انہیں قوت و نشاط حاصل ہوگئی ہم چلے تو گھوڑے دوڑ رہے تھے اور اپنے نتھنوں سے گرم ہوا نکال رہے تھے آب کے باپ کی قسم، ہم ضرور مآب میں آئیں گے خواہ وہاں پہ عربی اور رومی موجود ہوں، ہم نے ان کی لگاموں کو تیار کیا اور وہ ترش رُو ہو کر آئے اور غبار ان کے رنگوں سے مل جُل گیا، اور وہ ایسی پُر غوغا فوج کے ساتھ آئے کہ جب خود اس میں نمایاں ہوتے تو ان کے اوپر کا حصہ ستاروں کی طرح معلوم ہوتا، پس نیزوں نے آسودہ زندگی کو طلاق دے دی، چاہے نکاح کرے یا بغیر نکاح کے رہے۔"

اور اشخر یمنی بہجۃ المحافل جلد ۱ صفحہ ۳۹ پہ بیان کرتا ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو امیر بنایا اور فرمایا اگر زیدؓ قتل ہو جائیں تو جعفرؓ امیر بن جائیں اور اگر جعفرؓ قتل ہو جائیں تو عبد اللہؓ بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواحہ امیر بن جائیں، حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں اس غزوہ میں ان کے ساتھ تھا، ہم نے حضرت جعفر بن ابی طالب کو تلاش کیا تو ہم نے انہیں مقتولین میں پایا اور ہم نے ان کے جسم میں نوے سے زیادہ نیزوں اور تیروں کے زخم دیکھے اور ان کی جنگ کے حالات میں یہ بات بھی ہے کہ جب وہ معان پہنچے تو انہیں اطلاع ملی کہ ہرقل، بلقاء کے علاقے میں مآب مقام پہ ایک لاکھ رومیوں اور ایک لاکھ لخم، جذام، قین، بہرا اور بلی کے مستعربہ کے ساتھ اُترا ہے — اور مسلمان صرف تین ہزار تھے، انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کر کے ان کا حکم حاصل کیا جائے پس عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی اور کہا اے لوگو! دو اچھی باتوں میں سے ایک بات ہمیں ضرور حاصل ہوگی یا فتح حاصل ہوگی یا شہادت، لوگوں نے کہا عبداللہ نے سچ کہا ہے پس وہ چل پڑے اور موتہ میں جنگ کی،

اور ابن سعد، الطبقات الکبریٰ جلد ۲ صـ ۱۲۸ پہ بیان کرتا ہے کہ

"جب مسلمان چلے تو دشمن نے ان کے مارچ کے متعلق سُن لیا اور انہوں نے ان کے لیے اکٹھ کیا اور شرجیل بن عمرو نے ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کو جمع کیا اور اپنے آگے دشمن کے حالات معلوم کرنے والے دستے بھیجے اور مسلمان شام کے علاقے میں معان مقام پہ اُترے اور لوگوں کو معلوم ہوا کہ ہرقل بلقاء کے علاقے میں مآب مقام پہ ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ اُترا ہے جن میں بہراء، وائل، بکر، لخم اور جذام کے آدمی شامل ہیں، پس مسلمان اپنے معاملے میں غور کرنے کے لیے دو راتیں وہاں ٹھہرے رہے اور کہنے لگے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھ کر حالات کی خبر دیتے ہیں اور عبداللہ بن رواحہ نے آگے چلنے پہ ان کی حوصلہ افزائی کی اور وہ موتہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف چلے گئے اور مشرکین انہیں ملے، ان کے پاس اتنے آدمی ہتھیار، گھوڑے دیباج، ریشم اور سونا تھا کہ کوئی آدمی ان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا پس مسلمانوں اور مشرکوں کی جنگ ہوگئی۔"

اور واقدی اپنی کتاب مغازی جلد ۲ ص۷۵۹ پر بیان کرتا ہے کہ

مسلمان، مدینہ سے چلے اور حارث بن عمیر کے مقتل پر پہنچنے سے قبل ہی دشمن کو ان کے مارچ کی اطلاع مل گئی، جب مسلمان مدینہ سے چلے تو دشمن نے ان کے مارچ کے متعلق سن لیا اور اس نے فوج کو اکٹھا کیا اور ازد کے ایک آدمی شرجیل نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور اپنے آگے جاسوس دستے بھیجے ــــ اور مسلمانوں نے وادی القریٰ میں اتر کر کئی روز تک قیام کیا اور شرجیل نے اپنے بھائی سدوس کو بھیجا اور مسلمان بھی چلتے چلتے شام کے علاقے میں معان مقام پر اترے اور لوگوں کو پتہ چلا کہ ہرقل، بلقاء کے علاقے میں مآب مقام پر اترا ہے اور اس کے ساتھ بہراء، وائل، بکر، لخم اور جذام کے ایک لاکھ آدمی ہیں اور ان کا سربراہ بلی کا ایک آدمی مالک نام ہے جب مسلمانوں کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے معاملے پر غور کرنے کے لیے دو راتیں وہاں قیام کیا اور کہنے لگے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھ کر حالات کی اطلاع دیتے ہیں یا تو آپ ہمیں واپس بلا لیں گے یا ہمیں مزید آدمی دیں گے لوگ ابھی اسی حالت میں تھے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ آگئے اور انہوں نے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا، خدا کی قسم ہم لوگوں سے تعداد کی کثرت، ہتھیاروں کی کثرت اور گھوڑوں کی کثرت کے ساتھ نہیں لڑتے بلکہ ہم اس دین کے ساتھ لڑتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرفراز فرمایا ہے، بڑھے چلو، خدا کی قسم ہم نے جنگ بدر کے روز دیکھا کہ ہمارے پاس صرف دو گھوڑے تھے اور جنگ احد کے روز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف ایک گھوڑا تھا اور دو اچھی باتوں میں سے ایک بات ہمیں ضرور حاصل ہو گی یا تو ہم ان پہ غالب آئیں گے اور اس بات کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اور ہمارے نبی نے ہم سے کیا ہے اور اس کا وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے اور یا ہم شہادت حاصل کریں گے اور جنت میں اپنے بھائیوں کے ساتھ جا ملیں گے پس لوگوں نے ابن رواحہؓ کے قول کی داد دی ۔

موتہ میں مسلمانوں کا قلعہ بند ہونا

اسلامی فوج کے سالار حضرت زید بن حارثہ اور آپ کے جنگی بورڈ کے ارکان کے خیال میں رومی فوج اور اس کے عیسائی عرب مددگاروں کی تعداد کے متعلق اطلاع ملنے کے بعد انہوں نے اپنے اندازے کے مطابق (جنگ کا منصوبہ تیار کرتے ہوئے) گھیراؤ کا ایسا طریق وضع کیا جس کو اختیار کر کے رومی سالار تھیوڈر آسانی کے ساتھ مسلمانوں کا خاتمہ کر سکتا تھا یا تو انہیں اطاعت پر مجبور کر کے، عام جنگی اندازوں کے مطابق یہ کوئی مشکل امر نہیں ـــــ بلکہ آسان ترین کاروائی ہے ـــــ کہ دو لاکھ جانباز جو بہترین سامانِ حرب سے مسلح ہوں تین ہزار آدمیوں کا گھیراؤ کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیں یا انہیں اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کر دیں یہ ایسی عسکری منطق ہے جس میں کچھ شبہ نہیں پایا جاتا، اور اس میں بھی کچھ شبہ نہیں کہ اسی اساس پر رومی سالار تھیوڈر نے اپنی جنگ کا منصوبہ بنایا جس کے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ وہ ایک گھنٹہ یا اس سے کچھ کم وقت تک قائم رہے گا جس میں وہ اپنے بے شمار پرُ غوغا لشکر کے لیے (جو دو لاکھ جانبازوں پر مشتمل تھا) یہ بات مکمل کرے گا کہ وہ مسلمانوں کی نہایت چھوٹی سی فوج کو (جو تین ہزار جانبازوں پر مشتمل تھی) صفحہ ہستی سے ناپید کر دے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور میرے خیال میں کوئی آدمی بھی رومی فوج کے سالار تھیوڈر سے ، جب وہ فیصلہ کر رہا تھا کہ جہاں وہ اسلامی فوج کی مکمل تباہی ہوگی یا آخری زندہ سپاہی بھی اطاعت اختیار کرے گا ، بحث کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ، اور یہ اس معرکہ کا حتمی نتیجہ ہے جس میں اسلامی فوج کے سالاروں نے حصہ لینے کا فیصلہ کرکے جانبازی دکھائی حالانکہ انہیں رومی فوج کی بے پناہ خوفناک تعداد کے متعلق علم ہو چکا تھا۔

رومی فوج اور اس کے عرب مددگاروں (بازنطینی کامن ویلتھ) یعنی عیسائی عربوں میں کم از کم پچاس ہزار سوار شامل تھے جن کے پیچھے ڈیڑھ لاکھ پیدل جانباز تھے جو سب کے سب آہن غرق اور بہترین زرہیں اور اعلیٰ خود پہنے ہوئے تھے اور رومی فوج معرکہ موتہ تک مختلف اقوام کی بہترین تجربہ کار اور مسلح فوج تھی۔

اور اسلامی سالار حضرت زید بن حارثہ اپنی چھوٹی سی فوج کو گھیراؤ اور دورانِ جنگ واپسی کے راستے کے بند ہو جانے کے خطرے سے بچانے کے لیے موتہ بستی میں چلے گئے اور وہاں پڑاؤ کر لیا تاکہ وہ رومیوں اور ان کے مقصد یعنی گھیراؤ کے درمیان حائل ہو جائے ... اور اسلامی فوج موتہ بستی میں قلعہ بند ہو گئی۔

جنگ کی تیاری

موتہ بستی میں چلے جانے اور اس میں قلعہ بند ہو جانے کے بعد سالارِ عام حضرت زید بن حارثہ اپنی فوج کو اچھی طرح تیار کرنے لگے ، آپ نے فوج کے میمنہ (دائیں پہلو) پر بنی عذرہ کے سردار قطبہ بن قتادہ[1]

---

[1] ابن حجر نے اصابہ میں بیان کیا ہے کہ قطبہ بن قتادہ العذری کے متعلق ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ وہ موتہ میں شامل تھا اور اس نے اس معرکہ کے متعلق اشعار

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مقرر کیا اور میسرہ (بائیں پہلو) پر عبایہ بن مالک انصاری کو مقرر کیا اور قلب (درمیان) میں تینوں سالار حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری ڈٹ گئے۔

موتہ میں مسلمانوں کی اضطراری حالت

جب اسلامی فوج، موتہ میں قلعہ بند ہو گئی تو رومی فوجیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۰) بھی کہتے ہیں اور ابن اثیر نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ قطبہ بن قتادہ سدوسی ہو اور اس کے متعلق ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ موتہ بستی کے پاس لوگوں کی جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے اپنے میمنہ پر بنی عذرہ کے ایک آدمی کو مقرر کیا جسے قطبہ بن قتادہ کہتے ہیں اور واقدی نے اپنی سند سے کعب بن مالک سے اپنی قوم کی ایک جماعت سے بیان کیا ہے کہ جب لوگ تتر بتر ہو گئے تو قطبہ بن قتادہ آوازیں دینے لگا، اے لوگو پیٹھ دے کر قتل ہونے سے سامنے آکر قتل ہونا زیادہ بہتر ہے اور اس نے اپنے قتل پر فخر کرتے ہوئے شعر کہا کہ اے قوم کے نشانو، اور کلبی نے بھی یہ واقعہ اسی طرح بیان کیا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ قتادہ نے مذکورہ شعر کہا

"میں کہتا ہوں یہ قطبہ بن قتادہ عذری وہ تھا جس نے رومی فوج میں عیسائی عربوں کی فوج کے سالار مالک بن رافلہ کو قتل کیا تھا اور یہ مسلمانوں کے میمنہ پر تھا اس نے مالک بن رافلہ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔" اور اس بارے میں اس نے اشعار کہے کہ ؎

"میں نے رافلہ بن اراش کو نیزہ مارا جو اس کے اندر چلا گیا اور پھر ٹوٹ گیا اور میں نے اس کی گردن پر تلوار ماری تو وہ کیکر کی شاخ کی طرح جھک گیا اور ہم اس کے عم زادوں کی بیویاں صبح کو اونٹوں کی طرح آہستہ آہستہ چلا کر لے آئے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عیسائی عرب فوجیں اور رسد پانے والی اغرلق فوجیں خود پسندی اور تکبر و غرور سے موتہ پر چڑھ دوڑیں، وہ سمندر کی متلاطم موجوں کی طرح معلوم ہوتی تھیں اور اسلام کی چھوٹی سی فوج، موتہ میں پڑاؤ کیے ہوئے ایک چھوٹا سا جزیرہ معلوم ہوتی تھی جسے رومی اور غیر رومی فوجوں کے متلاطم سمندر میں غرق ہونے کا خوف لاحق تھا حق بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی حالت بڑی پریشان کن اور خوف ناک تھی جو عقلوں اور آنکھوں کو کج کر دیتی تھی، حضرت ابو ہریرہؓ نے[1] ـــــ جو اس معرکے میں

---

[1] ابو ہریرہؓ ـــــ ان کا نام عبد فہم بن عامر بن عبد ذی الشری بن طریف بن عتاب بن ابی صعب بن منبہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس ہے اور آپ دوسی ہیں اور دوس ایک عدنانی قبیلہ ہے جو قیس عیلان میں سے ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ کا نام عبدالرحمٰن رکھا کیونکہ آپ کا پہلا نام جاہلی تھا اور ابو ہریرہ نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے جیسا کہ ترمذی نے بیان کیا ہے کہ ـــ آپ اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتے تھے اور ان کے پاس ایک چھوٹی سی بلّی بھی تھی، آپ بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو اُسے ایک درخت پر رکھ دیتا تھا اور جب دن ہوتا تو میں اُسے اپنے ساتھ لے جاتا اور اس کے ساتھ کھیلتا تھا تو لوگوں نے مجھے اس کی کنیت دے دی، حضرت ابو ہریرہؓ ۷ھ میں مسلمان ہوئے، مدینہ آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں یہودیوں سے جنگ کر رہے تھے آپ ان کے ساتھ جا ملے اور خیبر کے معرکے میں شامل ہوئے، اہل حدیث کا اتفاق ہے کہ ابو ہریرہؓ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب صحابہؓ سے زیادہ احادیث بیان کی ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ ہزار تین سو سے زیادہ احادیث بیان کی ہیں اور یہی بات ابن حزمؒ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۲)

جوامع السیرۃ میں بیان کی ہے اور اسلام سے بغض رکھنے والے اللہ کے دشمنوں نے حضرت ابوہریرہؓ کی عیب چینی کی ہے اور لوگوں کو آپ کی احادیث کی صحت کے متعلق شک میں ڈال دیا ہے اور دیوانگی کے مریضوں نے ان کی پیروی کی ہے جیسے عبداللہ القصیمی، ابوریۃ اور مجلہ العربی وغیرہ اور جب سے اس رسالے کی بنیاد رکھی گئی ہے یہ اسلام پر اعتراض کرنے اور اس کے متعلق شکوک پیدا کرنے اور اس کے آدمیوں کی قدر و منزلت گرانے کے لیے منبر کا کام دے رہا ہے (اس بھونڈے رسالے کے پہلے اور دوسرے شمارے کو ملاحظہ کیجیے) لیکن حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث پر اعتراض کرنے بلکہ اسلام کی ذات پر اعتراض کرنے سے اس دین کی اصلیت اور اس کی کامیاب روش پر فعال اثر نہیں پڑتا .... اسلام قلمکاروں کے منسوب کردہ اعتراضات اور ظلم کے باوجود، دلوں کی طرف خود اپنا راستہ بنا لیتا ہے اور بغیر کسی تبلیغ اور مبلغ کے دلوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

آمدم برسرِ مطلب، حضرت ابوہریرہؓ عبادت گزار آدمی تھے، احمد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ اور ان کی بیوی اور ان کا خادم اپنے قیام کے لیے رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے ایک نماز پڑھتا پھر دوسرے کو جگا دیتا اور حضرت ابوہریرہؓ حضرت عمر بن الخطابؓ کے ثقہ والیوں میں سے تھے آپ نے انہیں بحرین کا والی بنایا آپ مدینہ آئے تو آپ کے پاس دس ہزار درہم تھے، حضرت عمرؓ نے اس کی تحقیق کی اور آپ سے فرمایا تو نے ان اموال کو ترجیح دی ہے یہ تم نے کہاں سے حاصل کیے ہیں، حضرت ابوہریرہؓ نے جواب دیا گھوڑوں نے بچے دیے ہیں یا عطیات ملے ہیں، حضرت فاروقؓ نے تحقیق کی تو حضرت ابوہریرہؓ کی بات کو درست پایا پھر خلیفہ نے آپ کو گورنر بنانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل تھے ــــــ اس پریشان کن حقیقت کو بیان کیا ہے جیسے کہ مقریزی نے بیان کیا ہے کہ وہ اس اضطراری حالت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے مشرکوں کو دیکھا کہ ان کے پاس اس قدر تعداد، ہتھیار، گھوڑے، دیباج، ریشم اور سونا تھا کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں اس معرکہ میں شامل ہوا تو میری نظر چندھیا گئی، ثابت بن اقرمؓ[1] نے کہا ابو ہریرہؓ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۳) کے لیے بلایا تو آپ نے انکار کر دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا:- جو تجھ سے بہتر تھا اس نے بھی کام کا تقاضا کیا تھا، ابو ہریرہؓ نے کہا وہ نبی اللہ بن نبی اللہ تھا اور میں ابو ہریرہؓ بن امیمہ ہوں اور تین باتوں سے ڈرتا ہوں کہ بغیر علم کے بات کروں اور حکم کے بغیر فیصلہ کروں اور میری پیٹھ پر ضرب لگے اور میری عزت برباد ہو اور میرا مال چھین لیا جائے، آپ کی وفات ۵۹ھ کو ۸۰ سال کی عمر میں ہوئی۔

[1] ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان البلوی، انصار کے حلیف تھے، موسیٰ بن عقبہ نے بدریوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اصحاب مغازی کا اس امر پہ اتفاق ہے کہ ثابت بن اقرم، خلیفہ صدیق کے زمانے میں شہید ہوئے تھے، انہیں طلیحہ بن خویلد اسدی نے اپنے دعوئ نبوت کے دوران قتل کیا تھا اس نے انہیں اور عکاشہ بن محصن کو اس وقت قتل کیا جب یہ حضرت خالد بن ولید کے لیے جاسوسی کر رہے تھے، جب وہ خلافتی فوج کے ساتھ بزاخہ کے تاریخی معرکہ میں حصہ لینے کے لیے جا رہے تھے جہاں طلیحہ بن خویلد نے مرتدین کی فوج اکٹھی کر رکھی تھی، روایت ہے کہ خلیفہ فاروق نے طلیحہ سے (توبہ کرنے اور دوبارہ اسلام قبول کرنے کے بعد) فرمایا میں تجھ سے (باقی صفحہ ۲۹۵ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجھے کیا ہو گیا ہے گویا تو بہت سی فوج کو دیکھ رہا ہے میں نے کہا ہاں، اس نے کہا تو ہمارے ساتھ بدر میں شامل نہ تھا، ہم کثرت کے ساتھ فتح نہیں پایا کرتے۔

اور بشر ہونے کے لحاظ سے حضرت ابوہریرۃؓ کے لیے یہ کوئی قابل ملامت بات نہیں کہ انہیں حیرانگی کی حد تک خوف لاحق ہو گیا ہو..... جب انسان موتہ کے حالات کو روایتی عسکری قیاسات کے ساتھ قیاس کرے گا تو اس کو بہت حیرت ہوگی کہ کس طرح تین ہزار جانباز دو لاکھ جانبازوں کے ساتھ جنگ کرنے کی شکل میں پھنس گئے جو ہر مادی سامان میں ان سے فوقیت رکھتے تھے، موتہ میں ہر مسلمان سپاہی کے لیے رومی فوج کے ستر سپاہیوں سے جنگ کرنا ضروری تھا۔

اس چھوٹی سی اسلامی فوج کے سالاروں کے بس میں تھا کہ جب انہوں نے معان میں اپنے فوجی جاسوسوں کے ذریعے، رومیوں کے اس خوفناک اکٹھ کو معلوم کر لیا تھا تو وہ مدینہ کی طرف فوج کے ساتھ واپس آجاتے اور اگر وہ اپنے راستوں سے واپس آجاتے تو ان پر کوئی ملامت نہ تھی، لیکن انہوں نے بغیر جنگ کیے واپس آنے کی استطاعت کے باوجود رومی فوج سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا، پس وہ آگے بڑھ کر رومی فوج سے بھڑ گئے۔

تاریخ کی سب سے بڑی حربی جانبازی

حقیقت یہ ہے کہ بلا اختلاف یہ تاریخ کی سب سے بڑی

(بقیہ حاشیہ ص۲۹۴)

کیسے محبت کروں جب کہ تو نے دو نیک آدمیوں کو قتل کیا ہے یعنی عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم کو طلیحہ نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں ان کو عزت دی ہے اور ان کے ہاتھوں مجھے ذلیل نہیں کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حربی جانبازی ہے جیسے اسلام کی چھوٹی سی فوج کے سالاروں نے اختیار کیا۔ دوسری اقوام کے عسکری قوانین واصلاحات میں شام میں موتہ کے مقام پر اسلامی فوج کے سالاروں نے جو اقدام کیا اسے ایک قسم کی خودکشی خیال کیا جاتا ہے اور عسکری قوانین نے اس کا تعاقب کیا ہے۔

جو اقدام زید بن حارثہ اور اس کے جنگی بورڈ کے ذمہ دار ارکان نے موتہ کے مقام پر کیا اگر اس زمانے میں کسی منظم فوج کا کوئی فوجی سالار ایسا اقدام کرتا تو اس پر یہ الزام عائد کیا جاتا کہ اس نے اپنی فوج کو قطعی موت کے سامنے ڈال دیا ہے جو شخص مقابلہ سے بچ جانے کی قدرت کے باوجود تین ہزار جانبازوں کو لے کر دو لاکھ جانبازوں سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے، عسکری قوانین اُسے اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔

لیکن مسلمانوں کا حال اس سے مختلف ہے ہماری مراد ان مسلمانوں سے ہے جو اپنی جنگوں میں اسلامی جہاد کے مفہوم پر چلتے ہیں اور اسی مفہوم کی اساس پر حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ معرکہ موتہ میں شامل ہوئے تھے وہ جنگ کی بھٹی میں تین ہزار جانبازوں کے ساتھ دو لاکھ جانبازوں کے مقابلہ میں گھس گئے تھے۔

پس راہِ خدا میں مرنا، سچے مسلمان کی انتہائی آرزو ہے کیونکہ اُسے یقین ہوتا ہے کہ اس کی موت اللہ کے راستے میں ہے اور وہ اس کے ذریعے دارِ آخرت کی زندگی کی طرف منتقل ہو جائے گا، جہاں ہمیشہ وہ ایسی نعمتوں میں رہے گا جن کا تصور اور بیان ممکن ہی نہیں۔

جب معان میں مسلمانوں نے رومی فوج سے جنگ کرنے میں تردد کیا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ نے رومی فوج کی زبردست برتری کے باوجود فوج کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سالاروں کو دعوت دی اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں اس بات کا اشارہ کیا کہ ان کی موت خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی ہوگی یعنی وہ نعمتوں والی جنات میں اپنے شہید بھائیوں کے ساتھ مل جائیں گے۔ اور یہ مسلمان کی انتہائی آرزو ہوتی ہے پس خوف اور تردد کس بات کا!

تباہ کن معرکہ

اسلامی فوج کے تینوں سالار (زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ) پہلی صف اور قلب میں تھے اور مسلمانوں کے ہاں معرکوں میں حصہ لینے کا یہ ایک قابل تقلید طریق ہے، سالارِ عام اور اس کے جنگی بورڈ کے ارکان ہمیشہ ہی دشمن کے سامنے پہلی صف اور قلب میں ہوتے ہیں معرکۂ موتہ ایک خوف ناک معرکہ تھا اور اس عظیم تفاوت کے ساتھ مسلمانوں کا اس میں حصہ لینا جان جوکھوں کا کام تھا جس کی نظیر تاریخ نے نہیں دیکھی۔

بلاشبہ مسلمانوں نے اس جان جوکھوں کے کام کی گراں قیمت ادا کی ان کے تینوں سالار یکے بعد دیگرے بیچ کھیت رہے اور انہوں نے نہایت بہادرانہ رنگ میں راہِ خدا میں اپنی جانیں دیں اور مسلمانوں نے معرکۂ موتہ میں نہایت اعلیٰ درجہ کے صدق ایمانی کے ساتھ جنگ کی اور جب کوئی آدمی اس استقلال اور فداکاری کی حقیقت معلوم کرنا چاہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ تصور کرے کہ تین ہزار جانباز، ان دو لاکھ جانبازوں سے برسرپیکار ہیں جن کے آہن غرق دستے پرجوش سمندر کی موجوں کی طرح اُبھرتے آرہے ہیں اور موتہ بستی کی بلندیوں پر سوائے تین ہزار جانبازوں کے جن کی اکثریت ننگے سر ہے ان کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں تھا۔

فتح تو رومیوں کی تھی لیکن ....

موتہ میں جنگ کا نتیجہ تو رومیوں کے حق میں تھا یعنی انہیں اسلامی فوج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مکمل طور پر تباہ کرنے سے زبردست فتح حاصل ہوئی تھی اور یہ بات عام عسکری قیاسات اور مفاہیم کے مطابق ہے تین سو جانبازوں کے لیے (خواہ وہ کس قدر شجاع، جنگجو اور جنگ کے وقت مستقل مزاج ہوں) دو لاکھ جانبازوں کے مقابلہ میں (جو اس زبردست تعداد کے ساتھ ساتھ ان سے تیاری اور اعلیٰ ہتھیاروں میں بھی فوقیت رکھتے ہیں، ٹھہرنا ممکن ہی نہیں، بلکہ (قیاسات اور مفاہیم کے مطابق) ان کا اس رومی فوج سے بچ نکلنا ممکن ہی نہیں جس کے پاس پچاس ہزار کے قریب مسلح سوار تھے۔

لیکن ایمان اور صحیح عقیدہ اور راہ خدا میں جان دینا، جنگوں کے روایتی قیاسات اور مفاہیم کو الٹ پلٹ دیتا ہے بلکہ وہ ہر بار ثابت کر دیتا ہے کہ کثرت تعداد اور ہتھیاروں کی فراوانی —— حتیٰ کہ عسکری علوم کی پوری مہارت .... ٹیکنالوجی (جسے یہودیوں سے سیاہ جون میں شکست خوردہ لوگوں نے دلیل بنایا تھا) بھی وہ چیز نہیں جو زبردست فتح کی ضامن ہو .... اور جانبازوں کو ہمیشہ سامان کی کمی سے شکست نہیں ہوتی، بلکہ جو بات فتح بخشتی اور تباہ کن شکستوں کے درمیان حائل ہو کر (جب کہ ہر چیز میں خوفناک تفاوت موجود ہو) استقلال بخشتی ہے وہ صرف ایمان ہے .... اللہ تعالیٰ پر ایمان اور دلوں کو قرآن کے روشن عقیدہ سے سیراب کرنا ہے .... نہ کہ مارکس اور لینن کے تاریک اور تباہ کن عقیدہ سے۔

موتہ کے تاریخی معرکہ میں مسلمانوں کی شاندار مقاومت، جس نے خوفناک جنگ کے بعد مسلمانوں کے لیے نہایت منظم طریق سے ریٹائرمنٹ کو آسان کیا یہ ایک ایسی ریٹائرمنٹ ہے جو معرکہ کے مشکل حالات کی نسبت سے فی الواقعہ اعلیٰ درجہ کی فتح ہے کیونکہ اس معرکہ میں دشمن کی فوج، مسلمانوں کی فوج سے ستر گنا زیادہ تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موتہ بستی کی بلندیوں پر اسلامی عقیدہ کا شاندار استقلال ہم پر واجب کرتا ہے جب کہ ہم اب تک جُون کی رسوا کن شکست کی عادتیں رو رہے ہیں ___ کہ ہم دونوں معرکوں پر نظر ڈالیں۔ معرکہ موتہ، اور چھ دن کے معرکہ پر ___ اور صحیح انصاف کے ساتھ موازنہ کریں تو ہمیں ان مکروہ اور کمزور دعاوی کے بطلان پر ایک زندہ اور قاطع دلیل مل جائے گی جو یہ کہتے ہیں کہ عربوں پر اسرائیل کے فتح حاصل کرنے اور انہیں تباہ کن شکست دینے کا سبب یہ ہے کہ اسرائیل کو ٹیکنالوجی میں فوقیت حاصل تھی اور یہ کہ عرب غیبی آئیڈیالوجی (اسلامی تعلیمات) سے تعلق رکھتے ہیں۔

اسلامی فوج کے تینوں سالاروں کا قتل

رومی فوج متموج سمندر کی طرح جوش مار رہی تھی اور اپنی خوف ناک موجوں سے موتہ کی چھوٹی سی بستی کو فوج سمیت اپنی لپیٹ میں لانا چاہتی تھی اور یہ بات عام دستور کے مطابق نہایت آسان تھی کیونکہ رومی فوج بکثرت تھی اور اسلامی فوج قلیل تھی، مگر موتہ بستی کی بلندیوں پر کھڑے ہونے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے، جنہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کا صحیح مفہوم سمجھا تھا جو اپنے حملوں میں بگولے اور اپنے دفاع میں ٹھوس پہاڑ بن جاتے ہیں۔

معرکہ موتہ کا مسلسل سات دن تک جاری رہنا

بجائے اس کے کر رومی فوج کئی گھنٹوں کے دوران میں مسلمانوں کو مار کر ان کا کام تمام کر تی رجیسا کہ اس کے سالار توقع کرتے تھے) رومیوں کا مقابلہ اس انداز سے کیا گیا جس نے انہیں حیران کر دیا، قریب تھا کہ چھوٹی سی اسلامی فوج کی مقاومت سے جس نے اپنے دشمنوں سے زبردست جنگ کی تھی ان کی عقلیں کج ہو جاتیں، اس مقابلہ نے اس زبردست معرکہ کو پورے سات دن تک جاری رکھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک ایسی بات تھی جس کا تصور بھی رومی فوج کے سالار نہ کر سکتے تھے، انہوں نے معرکہ کے لیے جو وقت مقرر کیا تھا وہ چند گھنٹوں سے زیادہ نہ تھا، اس میں یا تو اسلامی فوج نے تباہ ہو جانا تھا اور یا اس کے تمام آدمیوں نے رومیوں کے ہاتھوں قید ہو جانا تھا..... ایسا کیوں نہ ہوا؟ کیا حملہ آور رومی فوج دو لاکھ جانبازوں پہ اور اسلام کی مدافعتی فوج تین ہزار جانبازوں پر مشتمل نہ تھی؟.... ایسا ہی تھا۔

لیکن مسلمانوں نے جس طریق سے حملہ آور اور خوف ناک رومی فوجوں کا سامنا کیا، رومی فوج کے سالار اس کی توقع نہ رکھتے تھے کہ وہ اس قسم کے استقلال و ثبات اور سختی و شوق کے ساتھ ہوگا۔

مسلمانوں نے موتہ کی بلندیوں پہ جم کر اپنے دشمنوں سے شدید اور سخت جنگ کی اور حملہ آور رومی فوج کی پیشقدمی کو روک دیا، پس جنگ کا بازار گرم ہو گیا اور مسلمان اپنی قلت کے باوجود حیرت انگیز جوابی حملے کرنے لگے، اور انہوں نے ان سے ملنے کے بعد مہلک حملوں میں، رومی فوج اور ان کے اتباع کے کئی سو افراد کو پچھاڑ دیا۔

سالار اوّل حضرت زید بن حارثہ، مسلمانوں کی کمان کر رہے تھے اور ان کی صفوں سے آگے تھے، رومیوں اور ان کے مددگاروں کو مسلمانوں سے خوف لاحق ہو گیا یہاں تک کہ بعض رومیوں نے (خوف ناک کثرت کے باوجود) اسلامی فوج کے خوف سے بھاگنے کے لیے پر تولنے شروع کر دیے۔

علاوہ ازیں عام رومی فوج شدت اور سختی سے جنگ کرنے لگی اور موتہ میں مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لیے بے قاعدہ طور پہ ان میں گھسنے کی کوشش کرنے لگی، لیکن رومی اپنی ہر کوشش میں ناکام ہو کر لوٹنے لگے اور مزید مقتولوں کو کھونے لگے جب کہ مسلمان ڈٹے رہے اور جنگ کا پانسہ رومیوں اور مسلمانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان اُلٹتا پلٹتا رہا، باوجودیکہ یہ معرکہ مسلسل سات دن تک جاری رہا جس میں دونوں فریق دن بھر بہادری کے جوہر دکھاتے رہے اور جب تاریکی دونوں کے درمیان حائل ہوجاتی تو جنگ سے رُک جاتے پھر بھی معرکے میں مسلمانوں کے ذوق و شوق اور ان کی جانبازی پہ کوئی آواز بلند نہ ہوئی انصاف پسند آدمی کو تصور کرنا چاہیے کہ مسلمان بہادری کے کس مقام پہ تھے اور انصاف پسند جلد ہی اس بات کو سمجھ لے گا کہ مسلمان، شجاعت، بہادری، جاں نثاری و فداکاری اور مضبوط ایمان کے کس اعلیٰ مقام پہ تھے جب کہ اُسے معلوم ہے کہ تین ہزار جانباز پورے سات دن تک صبر و شجاعت کے ساتھ دو لاکھ فوج کے مقابل یہ مسلسل نبرد آزما رہے اور وہ فوج مسلمانوں پہ کوئی قابل ذکر فتح حاصل نہیں کرسکی۔

تینوں سالار کب اور کیسے شہید ہوئے

بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ معرکۂ موتہ مسلسل سات دن تک جاری رہا اور چھٹے دن کو تینوں سالار (حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ شہید ہوگئے اور ان کی شہادت سے جنگ کا پلہ تبدیل ہوکر رومیوں کے حق میں ہوگیا اور ان تینوں نیک سالاروں کی شہادت کے بعد مشہور مخزومی شہسوار حضرت خالدؓ بن ولید نے فوج کی قیادت سنبھال لی اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس فوج کو بچالیا اگر ایسا نہ ہوتا تو قریب تھا کہ رومی، اسلامی فوج کو تباہ کردیتے۔

حضرت خالدؓ نے اسلامی فوج کو بچانے کے لیے اپنی پوری سیاسی، عسکری اور قیادی مہارت سے کام لیا اور تینوں سالاروں کی موت سے بکھری ہوئی فوج کو ایک لڑی میں پرو دیا، پھر انہوں نے ایسا طریق اختیار کیا جس سے رومیوں کو زبردست نقصان پہنچانے کے بعد فوج کو موتہ سے واپس لے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے جیسا کہ معرکہ موتہ کے واقعات کی بحث میں عنقریب اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

حضرت زیدؓ بن حارثہ کا قتل

اس تباہ کن اور شعلہ زن معرکہ میں تینوں نیک سالار کب اور کیسے قتل ہوئے، مورخین کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ تینوں سالار فوج کے ہراول دستے میں پانچ دن تک معرکہ میں حصہ لیتے رہے اور سب کے سب چھٹے دن میں شہید ہوگئے اب رہی یہ بات کہ وہ کیسے قتل ہوئے، تاریخی مصادر اس بات پہ متفق ہیں کہ ان میں سب سے پہلے شہید ہونے والے سالار عام حضرت زیدؓ بن حارثہ تھے آپ صفوں سے آگے آگے رہتے تھے اور آپ کے ہاتھ میں فوج کا سفید عَلم تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے فوج کے مارچ کرنے سے قبل آپ کو عطا فرمایا تھا۔

حضرت زید بطور سالار رومیوں سے پورے پانچ دن تک جنگ کرتے رہے اور چھٹے دن جنگ شدت اختیار کر گئی اور رومیوں نے موتہ میں مسلمانوں پہ اپنا دباؤ بڑھا دیا، آپ نے ان کے سامنے ڈٹ کر ان سے شدید جنگ کی یہاں تک کہ ان کے نیزوں نے آپ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور آپ پھاڑنے والے شیر کی طرح ان کے سامنے کھڑے تھے۔ طبری کا بیان ہے کہ پھر لوگوں کی مڈبھیڑ ہوگئی اور وہ آپس میں لڑ پڑے اور حضرت زید بن حارثہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو لیے ہوئے لڑے، یہاں تک کہ لوگوں کے نیزوں سے ان کا خون بہہ گیا اور آپ فوت ہوگئے۔

اور ابن سعد طبقات الکبریٰ میں بیان کرتا ہے کہ

"مسلمان، موتہ کی طرف چلے گئے اور مشرکین ان سے ملے اور ان کے پاس اس قدر تعداد، ہتھیار، گھوڑے، دیباج، ریشم اور سونا تھا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی آدمی ان سے مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس دن اُمراء نے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر جنگ کی اور حضرت زید بن حارثہ جھنڈا لے کر لڑے اور آپ کے ساتھ مسلمان صفوں میں لڑے یہاں تک کہ آپ نیزوں کے زخموں سے قتل ہو گئے خدا تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ باقی مورخین نے بھی اس طرح بیان کیا ہے۔

حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کا قتل

فوج کے سالار اعلیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت زید رضہ کی شہادت کے بعد فوج کی کمان کرنے میں حضرت زید بن حارثہ کے جانشین بننے کے مکلف تھے، یہی وجہ ہے کہ حضرت جعفر رضہ جنگ کے دوران، سالار عام حضرت زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ ساتھ تھے تاکہ جب حضرت زید جنگ کے دوران شہید ہو جائیں تو وہ سالار عام کا منصب سنبھالنے کے لیے تیار رہیں اور عملاً جب حضرت زید رضہ دشمن کے نیزوں کے زخموں سے شہید ہو گئے تو حضرت جعفر نے سرعت کے ساتھ حضرت زید رضہ کے ہاتھ سے فوج کا علم زمین پر گرنے سے قبل سنبھال لیا اس طرح آپ نے فوج کے سالار عام کی ذمہ داری سنبھال لی اور آپ نے مسلمانوں کی کمان کی اور رومیوں سے اس قدر شدید جنگ کی کہ انہیں انگشت بدنداں کر دیا۔

حضرت جعفرؓ نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں

حضرت جعفرؓ اپنے سرخ رنگ کے گھوڑے پر جنگ کر رہے تھے آپ اس کو لے کر جنگ کے بھڑکتے ہوئے تنور میں گھس گئے اور فوج کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا اور مسلمان آپ کے پیچھے بڑے شوق سے اور موت کی تمنا لے کر جنگ کر رہے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جونہی حضرت جعفر بن ابی طالب نے کمان سنبھالی آپ نے اپنا گھوڑا رومی فوج کے وسط میں داخل کر دیا اور آپ اپنے آگے سے ان کے دستوں کو یوں ہٹانے لگے جیسے تیز ہوا اپنے آگے سے خشک پتے کو ہٹاتی ہے لیکن بھیڑ کی کثرت اور جنگ کی شدت کی وجہ سے حضرت جعفر رضؓ کی سواری کا گھوڑا کما حقہ حرکت نہ کر سکتا تھا پس حضرت جعفر رضؓ نے اپنے نفس کو موت پہ آمادہ کرنے اور بھاگنے کی اُمید کو ختم کرنے کے لیے گھوڑے سے اُتر اس کی کونچیں کاٹ دیں — آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں جنگ کے دوران کونچیں کاٹیں ، اس کے بعد جب حضرت جعفر پیادہ ہو گئے تو رومیوں نے آپ کا گھیراؤ کر لیا اور آپ نے ان سے شدید جنگ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔

پھر ایک رومی شہسوار نے حضرت جعفر رضؓ کے اس ہاتھ کو قطع کر دیا جس سے آپ جھنڈا اُٹھائے ہوئے تھے ، آپ نے دُوسرے ہاتھ سے جھنڈا اُٹھا لیا تو ایک رومی نے آپ کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا ، اس کا مقصد یہ تھا کہ اسلامی فوج کا جھنڈا اگر پڑے اور مسلمانوں کو عام شکست ہو جائے ، لیکن نوجوان سالار حضرت جعفر رضؓ نے ایسی یگانہ بہادری کا مظاہرہ کیا جس کی کوئی مثال موجود نہیں ، آپ نے جھنڈے کو زمین پر گرنے سے بچانے کے لیے جُھک کر اُسے گود میں لے لیا تاکہ وہ بلند رہے اور زمین پہ نہ گرے اور اس کے گرنے سے مسلمان جانبازوں کا مورال گر جانا تھا اور جنگ کے دوران جھنڈے کے کھڑے رہنے سے ثابت قدمی اور استقلال کے نقطہ نگاہ سے جانبازوں کے دلوں پہ اس کا بڑا نفسیاتی اثر پڑتا ہے۔

حضرت جعفر رضؓ کی جانبازی اور ثابت قدمی کے باوجود آپ کی شان دار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ کا خاتمہ ہوگیا یعنی آپ بار بار رومیوں کی تلواریں کھانے کے بعد درآنحالیکہ آپ جھنڈے کو بڑی مضبوطی سے اپنی گود میں لیے ہوئے تھے، شہید ہوگئے اور آپ کی روح پاک صدیقوں اور شہیدوں کے درمیان اپنی جگہ لینے کے لیے پرواز کر گئی۔

بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ایک رومی شہسوار نے، سالار جعفرؓ کو تلوار کی ایک ضرب لگائی (جب کہ زخموں نے آپ کو نڈھال کر دیا تھا) اور آپ کو دو لخت کر دیا، پس آپ کا نصف حصّہ انگور کی بیل میں گر پڑا اور آپ کے نصف حصّہ میں تیس سے زیادہ زخم پائے گئے اور نیزے کا ایک ایسا زخم بھی پایا گیا جس نے آپ کا کام تمام کر دیا[1]

ابن کثیر، البدایہ والنہایۃ جلد ۴ صـ۲۴۴ پر بیان کرتا ہے کہ ابن اسحٰق کا قول ہے کہ

پھر لوگوں نے مڈبھیڑ کی اور ایک دوسرے سے لڑ پڑے اور حضرت زید بن حارثہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لیے ہوئے لڑے یہاں تک کہ لوگوں کے نیزوں سے آپ کا خون بہہ گیا اور آپ جاں بحق ہوگئے۔ پھر حضرت جعفرؓ نے جھنڈا لے لیا اور لوگوں سے لڑتے ہوئے قتل ہوگئے۔

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ پھر حضرت جعفرؓ نے جھنڈا لے لیا اور جب جنگ نے آپ کے لیے سب راہیں بند کر دیں تو آپ نے اپنے سُرخ گھوڑے سے اُتر کر اس کی کونچیں کاٹ دیں اور لوگوں سے جنگ کرتے ہوئے

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صـ۷۶۱، امتاع الاسماع صـ۳۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتل ہو گئے ، حضرت جعفر پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام میں کونچیں کاٹیں ۔

اور مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے باپ عباد سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میرے جس باپ نے مجھے دودھ پلایا اس نے مجھ سے بیان کیا ۔ اور وہ بنی عوف کا ایک آدمی تھا ۔ اور وہ غزوہ موتہ میں شامل تھا وہ بیان کرتا ہے خدا کی قسم مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں حضرت جعفرؓ کو جس وقت وہ اپنے سرخ گھوڑے سے اُترے ، دیکھ رہا ہوں پھر انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں اور پھر لڑتے ہوئے قتل ہو گئے اس وقت وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے ۔

"جنت اور اس کے قرب کے کیا کہنے ، اس کے مشروب پاکیزہ اور ٹھنڈے ہیں اور رومی ، رومی ہیں ہم ان کے لیے عذاب لائے ہیں وہ کافر ہیں اور ان کے انساب بعید ہیں ، مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ میں جب اُن سے جنگ کروں تو انہیں ضرب لگاؤں [1]۔"

نوجوان شہید

ابن ہشام کہتا ہے کہ مجھ سے ایک ثقہ عالم نے بیان کیا کہ حضرت جعفر بن ابی طالب نے جھنڈے کو دائیں ہاتھ سے پکڑا تو وہ کٹ گیا پھر آپ نے اُسے بائیں ہاتھ سے پکڑا تو وہ بھی کٹ گیا ، پھر آپ نے اُسے اپنے دونوں بازوؤں سے اپنی گود میں لے لیا ۔ یہاں تک کہ آپ قتل ہو گئے اس وقت آپ کی عمر ۳۳ سال تھی ، اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں آپ کو دو بازو دیے جن سے آپ جہاں چاہیں اُڑ کر چلے جاتے ہیں ۔

---

[1] سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں کہ اس روز ایک رومی نے آپ کو تلوار مار کر دو لخت کر دیا[1]
ابن کثیرؒ (حضرت جعفرؓ کے، جنگ میں اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹنے پہ حاشیہ آرائی کرتے ہوئے) بیان کرتا ہے کہ ابو داؤدؒ نے یہ حدیث ابن اسحقؒ کی حدیث سے بیان کی ہے اور انہوں نے (حضرت جعفرؓ کے فعل سے) یہ استدلال کیا ہے کہ اس خدشہ کے پیشِ نظر کہ کہیں دشمن، حیوان سے فائدہ نہ اٹھا لے اس کا مار دینا جائز ہے جیسا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے بکریوں کے متعلق بیان کیا ہے کہ جب وہ چل نہ سکیں اور خدشہ ہو کہ دشمن آ کر ان سے فائدہ اٹھا لے گا تو انہیں ذبح کر دیا جائے اور جلا دیا جائے تاکہ وہ ان سے فائدہ نہ اٹھا سکے واللہ اعلم۔

سہیلی بیان کرتا ہے کہ حضرت جعفرؓ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا جس سے اس کے جواز پہ دلالت ہوتی ہے، مگر جب آدمی کو یہ ڈر نہ ہو کہ دشمن اس حیوان کو پکڑ لے گا تو یہ جواز، عبث طور پہ حیوان کے قتل کی نہی میں داخل نہ ہو گا۔

میں کہتا ہوں کہ جب حضرت جعفرؓ نے دشمن کے گھیراؤ میں آ جانے کے بعد اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹیں تو اس فعل کے صحیح اور قانونی ہونے میں کوئی شبہ نہیں پڑتا، کیونکہ اس دور میں گھوڑے اہم جنگی ہتھیار تھے اور اس دور کے مطابق وہ بکتر بند گاڑیوں کے ہتھیار کے قائم مقام تھے حضرت جعفرؓ نے اپنے گھوڑے کی کونچیں اس لیے کاٹ دیں کہ دشمن اس سے فائدہ نہ اٹھائے ..... اور اس دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ جانباز دل

---

[1] سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جو اہم ہدایات دی جاتی ہیں ان میں یہ ہدایت بھی ہے کہ جب وہ اپنے کسی ہتھیار سے کام نہ لے سکیں اور انہیں خدشہ ہو کہ دشمن اس سے فائدہ اٹھائے گا تو وہ اسے تلف کر دیں۔

آمدم بر سر مطلب

واقدی بیان کرتا ہے کہ ایک رومی نے حضرت جعفرؓ کو تلوار ماری اور آپ کو دولخت کر دیا پس آپ کا ایک حصہ تو انگور کی بیل میں گر پڑا اور دوسرے حصے میں تیس سے زیادہ زخم پائے گئے اور مجھ سے ابو معشر نے نافع سے اور اس نے ابن عمرؓ سے بیان کیا کہ حضرت جعفرؓ کے بدن میں تلوار اور نیزے کے ۷۲ زخم پائے گئے جن سے آپ قتل ہوئے اور وہ بیان کرتا ہے کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی عبداللہ بن ابی قتادہ نے عبداللہ بن ابی بکرؓ بن صالح سے اور اس نے عاصم بن عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ حضرت جعفرؓ کے بدن میں ساٹھ سے زیادہ زخم پائے گئے اور ایک نیزے کا زخم بھی پایا گیا جس نے آپ کا کام تمام کر دیا[1]

اور امام بخاریؒ نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ

میں بھی غزوہ موتہ میں ان کے ساتھ شامل تھا پس ہم نے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کو تلاش کیا تو انہیں مقتولوں میں پایا اور ہم نے ان کے جسم میں نوے سے زیادہ تلوار اور تیروں کے زخم پائے، ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس بیان میں متفرد ہیں[2]

اور امام بخاریؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۶۱ تحقیق ڈاکٹر مارسڈن جونس (آکسفورڈ یونیورسٹی)

[2] البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ صفحہ ۲۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد اطلاع ملی تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت جعفرؓ کو جس قدر زخم لگے ہیں ان میں سے کوئی زخم آپ کی پشت پہ نہیں لگا بلکہ آپ نے سب زخم سامنے کھائے ہیں۔

تیسرے سالار حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کا قتل

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں تینوں سالاروں کے یکے بعد دیگرے کمان سنبھالنے کی جو ترتیب مقرر کی تھی اس کے مطابق موتہ میں بڑے شوق اور شدت سے جنگ جاری تھی، حضرت جعفر بن ابی طالب کے قتل کے بعد حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے فوج کی کمان کی ذمہ داری سنبھالی اور فوج کے سالارِ عام کی طرح جھنڈا اٹھایا اور مسلمانوں کے ساتھ معرکہ میں گھس گئے۔

اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ معان میں جب بعض سالاروں نے رومی فوجوں کی خوف ناک کثرت کو دیکھ کر تردد کا اظہار کیا تو حضرت عبداللہؓ بن رواحہ ہی رومیوں سے جنگ کرنے کی دعوت دینے والے تھے، سالارِ ثانی حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد جب فوج کی کمان سنبھالنے کے لیے حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی باری آئی تو انہیں کچھ بشری کمزوری نے آلیا اور انہوں نے جھنڈا اٹھانے کے بعد کچھ تردد کیا اور اپنے گھوڑے کے ساتھ آگے بڑھے اور اس تردد پر غالب آگئے آپ نے آگے بڑھ کر فوج کی کمان کی اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے اس تردد پر اپنے آپ کو عتاب کرتے ہوئے کہا ؎

"اے دل میں نے قسم کھائی ہے کہ تو خوشی اور ناخوشی سے اس کی بات مانے گا، اگر آدمی اکٹھے ہو جائیں اور کمانیں کس لیں تو میں دیکھتا ہوں کہ تو جنت کو ناپسند کرتا ہے، کبھی تو مطمئن بھی ہوا کرتا تھا تو تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف چھوٹی سی پرانی مشک کا ٹپکنے والا قطرہ ہے۔"
پھر سالار ابن رواحہ اپنے گھوڑے سے اتر پڑے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اُن کے ہاتھ میں تھا اور آپ نے بہادروں کی طرح جنگ کی، یہاں تک کہ رومیوں کی تلواروں اور نیزوں نے آپ کو اُچک لیا اور آپ شہید ہو کر اپنے ساتھی سے جا ملے، مورخین کے بیان کے مطابق آپ کا قتل جنگ کے چھٹے دن ہوا۔

آرزوئے شہادت کا حصول

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے موتہ جاتے ہوئے راستے میں تمنا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں شہادت سے سرفراز فرمائے، ابن اسحٰق نے زیدؓ بن ارقم سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی گود میں یتیم تھا آپ مجھے اپنے پالان کے پیچھے بٹھا کر اپنے اس سفر میں نکلے، خدا کی قسم آپ اس رات چل رہے تھے اور میں نے آپ کو یہ اشعار کہتے سنا ؎

"جب تو میرے قریب ہوئی اور تو نے میرا پالان حساء کے بعد چار یوم کے سفر کے لیے اٹھا لیا تو تیرا حال آسودہ ہو گیا اور مذمت تجھے چھوڑ گئی اور میں اپنے پیچھے رہنے والے اہل و عیال کی طرف واپس نہیں آؤں گا اور مسلمان واپس آ گئے ہیں اور انہوں نے مجھے طویل قیام کے لیے شام کے علاقے میں چھوڑ دیا ہے اور ہر قریب نسب والے اور اُخوت کو منقطع کرنے والے تجھے خدائے رحمان کی طرف لوٹا دیا ہے، یہاں پہ نہ مجھے ایسے درختوں کی پرواہ ہے جن کی جڑیں زمین سے سیراب ہوتی ہیں اور نہ ہی کھجور کے خوش منظر درختوں کی پرواہ ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں جب میں نے ان سے اشعار سُنے تو میں رو پڑا اور انہوں نے مجھے دُرّے سے ہلکی سی ضرب لگائی اور کہا اے بے وقوف اگر اللہ تعالیٰ مجھے شہادت دے تو تجھے کیا تکلیف ہے تو پالان کی دونوں اطراف کے ساتھ واپس آئے گا۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے سفر میں یہ رجزیہ شعر بھی کہا ؎

"اے زید جو تیز رفتار اور کمزور اونٹنیوں والا ہے، رات دراز ہو گئی ہے اللہ تجھے ہدایت دے اُتر پڑ"

ابن رواحہؓ نے تردد کے بعد کیسے جانبازی دکھائی

ابن اسحٰق، تردد کے بعد ابن رواحہؓ کے عزمِ موت کو بیان کرتا ہوا کہتا ہے کہ عبداللہ مسلسل اپنے نفس پر عتاب کرتے رہے اور اُسے شہادت پر آمادہ کرتے رہے اُنہوں نے کہا ؎

"اے نفس! کیا تو قتل ہو کر نہیں مرے گا، یہ موت ہے جس سے تجھے پالا پڑا ہے تو نے جو آرزو کی ہے وہ تجھے ملی ہے اگر تو زیدؓ اور جعفرؓ کا کام کرے گا تو تجھے ہدایت ملے گی۔"

پھر آپؓ اُتر پڑے تو آپ کا بھائی ایک گوشت دار ہڈی لایا اور کہنے لگا، اس سے اپنی کمر کو مضبوط کیجیے کیونکہ آپ کو ان دنوں میں بہت تکلیف پہنچی ہے، آپ نے اُسے اس کے ہاتھ سے لے لیا اور منہ کے ساتھ اس سے تھوڑا سا گوشت لیا، پھر آپ نے لوگوں کی جانب ٹکراؤ کی آواز سنی تو فرمایا تو دُنیا میں ہے پھر آپ نے اُسے اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار پکڑ کر آگے بڑھ کر لڑے اور شہید ہو گئے۔[1]

---

[1] سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائی عربوں کے سالار کا قتل

رومیوں نے چھ دنوں کے دوران مسلمانوں سے بہت خوف برداشت کیا اور مسلمانوں نے اُن سے اور ان کے عیسائی عرب پیروکاروں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور رومی فوج کے مقتولین میں عیسائی عربوں کی فوج کا سالار عامر مالک بن رافلہ بھی شامل تھا، جسے مسلمانوں کے میمنہ کے سالار قطبہ بن قتادہ عذری نے قتل کیا تھا[1]

حضرت خالدؓ بن ولید کا موتہ میں فوج کی کمان سنبھالنا

جب تینوں سالار چھ دنوں کی جنگ میں موتہ کے مقام پر قتل ہو گئے تو بھی اسلامی فوج (اپنی قلت تعداد کے باوجود) کے جوان رومیوں اور ان کے حلیفوں سے بغیر کسی کمزوری اور گھبراہٹ کے پورے چھ دن ثابت قدم رہ کر جنگ کرتے رہے علاوہ ازیں تینوں سالاروں کے قتل کے بعد فوج بغیر کسی سالار کے تھی جس سے رومیوں کا پلہ بھاری ہو گیا اور جو مسلمان حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کے قتل کے بعد رومیوں سے گتھ گئے تھے ان کی صفوں میں کچھ خلل اور اضطراب پیدا ہو گیا اور بعض مسلمان شکست کھانے لگے، خصوصاً اس وقت جب تیسرے سالار کے قتل کے بعد فوج کا جھنڈا زمین پہ گر پڑا، اور رومیوں نے انہیں بُری طرح شکست دی۔

لیکن ایک انصاری شہسوار ثابت بن اقرم نے قطبہ بن عامر انصاری سے جھنڈا لے کر آواز دی اے لوگو! پیٹھ پھیر کر قتل ہونے سے انسان کا سامنے

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۶۳، سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۳، البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ صفحہ ۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آکر قتل ہونا بہتر ہے، ثابت بن اقرم، انصار کے نام سے آوازیں دینے لگا، اور لوگ اس کی طرف واپس آگئے، اس طرح ثابت بن اقرم نے جھنڈا اٹھا کر اس صورت حال سے بچا لیا اور پکار کر کہا اے گروہ مسلمین، جھنڈا اٹھانے اور فوج کی کمان کی ذمہ داری سنبھالنے کے لیے اپنے میں سے کسی آدمی پر اتفاق کر لو، فوج کے سرکردہ لوگوں نے اسے سالار نامزد کر دیا مگر اس نے عذر کرتے ہوئے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔

اور صورت حال بحث و تمحیص کی متحمل نہ تھی وہ تینوں سالاروں کے قتل کے بعد حد درجہ تک خطرناک ہو چکی تھی اور کوئی ماہر فوجی محقق ہی اس مغموم کرنے والے خطرے کو دور کر سکتا تھا جس نے اس روز تین ہزار جانبازوں کو گھیرا ہوا تھا جنھوں نے اپنی فوج کے تمام سالاروں کو کھو دیا تھا اور اس وقت وہ اپنے دشمن رومیوں اور ان کے اتباع کے دو ہزار جانبازوں سے جنگ کر رہے تھے۔

تینوں سالاروں کے قتل ہونے کے بعد —— فوج کی بعض صفوں میں انتشار و اضطراب کی علامات نمایاں ہو چکی تھیں اس وقت فوج کے سرکردہ حضرات اور قبائل کے زعماء کا ارادہ یہ تھا کہ اس چھوٹی سی فوج کو جس کے سالاروں اور سپاہیوں نے جنگ میں بڑی تندی اور جانبازی دکھائی تھی، بچایا جائے .... یہ فوج اپنی تنظیم کو کلیتہً کھو دینے کے قریب پہنچ چکی تھی۔

اور اس صورت حال سے چھٹکارا پانے کے لیے فوج میں مشہور جانباز حضرت خالد بن ولید کے سوا، اور کوئی ایسا آدمی نہ تھا جس کی طرف نظریں اٹھتیں، جن کے اسلام میں داخل ہونے پر فقط تین ماہ کا عرصہ گزرا تھا۔

اس لیے ثابت بن اقرم نے جس نے فوج کے جھنڈے کو زمین سے اٹھایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا) خالد کو آواز دے کر کہا اے ابو سلیمان جھنڈے کو پکڑ لیجیے، حضرت خالدؓ نے جواب دیا، میں اسے نہیں پکڑوں گا آپ اس کے زیادہ حق دار ہیں اور عمر رسیدہ بھی ہیں، ثابت نے کہا، اے جوان اسے پکڑ لے میں نے اسے تیرے لیے ہی پکڑا[1] تھا اور تو مجھ سے جنگ کو بہتر جانتا ہے[2] اور حضرت خالدؓ بن ولید کے کمان سنبھالنے کے نظریہ کی تائید فوج کے سرکردہ حضرات اور قبائل کے زعماء نے بھی کی اور آپ کو اس پر آمادہ بھی کیا تاکہ آپ اس صورت حال سے چھٹکارا دلائیں، جو فوج کے افراد کو تباہی کی دھمکی دے رہی ہے۔

دلیر جانباز اور یکتا سالار حضرت خالدؓ بن ولید کو فوج کے سرکردہ حضرات کی خواہش کے قبول کرنے اور اسے پورا کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا اور آپ نے کمان کی ذمہ داری سنبھالنا قبول کر لیا پس آپ نے ثابت بن اقرم سے جھنڈا لے کر اٹھا لیا اور فوج کے سالارِ عام بن گئے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کو ان نازک گھڑیوں میں متفقہ طور پر سالار فوج منتخب کیا گیا اس لیے کہ حضرت خالدؓ بلاشبہ ممتاز اور دلیر جانباز ہونے کے علاوہ حملہ اور دفاع کی دونوں حالتوں میں عسکری سیاست، اور کمان کی مہارت میں چوٹی کے آدمی تھے اور آپ نے عملی طور پر بھی اس بات کو ثابت کر دیا تھا خصوصاً دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد ـــــ آپ نے سخت ترین معرکوں میں فوجوں کی کمان کی.... اس بات نے آپ کو دنیا کے عظیم سالاروں کے ہراول میں کھڑا کر دیا اور تینوں سالاروں کی وفات کے بعد اسلامی فوج پہ

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صہ ۱۶۲

[2] سیرت حلبیہ جلد ۲ صہ ۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو بڑی شکست نازل ہوئی اس کے بعد آپ نے موتہ میں اسلامی فوج کو تباہی سے بچا لیا۔

حضرت خالدؓ نے سب سے پہلے فوج کی ضائع شدہ تنظیم کو دوبارہ بحال کیا، پھر آپ نے اپنی مہارت سے فوج کو دوبارہ اپنے اعتماد پہ بحال کیا اور اس کے بعد رومیوں پر پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے ان کی صفیں درہم برہم ہوگئیں پھر آپ اپنی زبردست مہارت سے اس چھوٹی سی فوج کو واپس لانے میں کامیاب ہو گئے، اسے عسکری ماہرین کی اصطلاح میں سب سے بڑی فتح تصور کیا جاتا ہے ....یہی وجہ ہے کہ جب آپ فوج کو بچانے میں کامیاب ہو گئے تو اس کے بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ کو سیف اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوج کی واپسی سے قبل جنگ کے حالات بیان کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور شام کے درمیان ہونیوالے واقعات آپ پر ظاہر کر دیے تھے

مؤرخین، اور اصحابِ سیر وحدیث نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر مدینہ اور موتہ کے درمیانی فاصلہ کو ظاہر کر دیا تھا یہاں تک کہ وہاں جو سخت جنگ ہوئی آپ نے اسے دیکھا اور تینوں سالاروں کے قتل ہونے کو بھی دیکھا اور حضرت خالدؓ بن ولید نے کمان سنبھالی تو آپ نے پہلی بار انہیں سیف اللہ کا لقب عطا فرمایا اور یہ ایک معجزہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سرفراز فرمایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کے متعلق بخاری کی حدیث

بخاری نے حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ حضرت جعفرؓ اور حضرت ابن رواحہؓ کی موت کی خبر لوگوں کو ان کی موت کی خبر آنے سے پہلے دی، آپ نے فرمایا، زیدؓ نے جھنڈا پکڑا اور مارا گیا پھر جعفرؓ نے اُسے پکڑا اور وہ بھی مارا گیا پھر ابن رواحہؓ نے اُسے پکڑا اور وہ بھی مارا گیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے، حتیٰ کہ جھنڈے کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے پکڑ لیا۔ یعنی حضرت خالدؓ بن ولید نے ——— اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان پہ فتح دی لہ

معجزہ کے متعلق بیہقی کی روایت

اور بیہقی نے اپنی سند سے خالد بن سمیر سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ عبداللہ بن رباح انصاری ہمارے پاس آئے اور انصار انہیں فقیہ سمجھتے تھے پس لوگ ان کے پاس گئے اور میں بھی ان کے پاس جانے والوں میں سے تھا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسوار ابو قتادہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمراء کی فوج کو بھیجا اور فرمایا تمہارا سالار زیدؓ بن حارثہ ہوگا، اگر وہ فوت ہو جائے تو جعفر سالار ہوگا، اور اگر جعفرؓ فوت ہو جائے تو عبداللہؓ بن رواحہ سالار ہوگا، راوی بیان کرتا ہے کہ جعفرؓ نے اُچھل کر کہا یا رسول اللہ! مجھے تو یہی خوف تھا کہ آپ زیدؓ کو مجھ پہ حاکم بنا دیں گے، آپ نے فرمایا جاؤ، تمہیں معلوم نہیں کہ کس میں بہتری ہے، پس وہ چلے گئے اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ٹھہرے رہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پہ چڑھ کر حکم دیا اور لوگوں کو

لہ البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ صفحہ ۲۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمع ہونے کے لیے آواز دی گئی اور لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے آپ نے فرمایا میں تمہیں خبر دوں ..... میں تمہیں اس کی خبر دوں ؟

وہ چلے اور انہوں نے دشمن سے جنگ کی اور زید شہید ہو گئے پس آپ نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی، پھر جعفرؓ نے جھنڈا پکڑا اور لوگوں پہ حملہ کیا یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے آپ نے ان کی شہادت کی گواہی دی اور دعائے مغفرت کی پھر عبداللہؓ بن رواحہ نے جھنڈا پکڑا اور اپنے قدموں پہ ثابت قدم رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے آپ نے ان کے لیے بھی دعائے مغفرت کی، پھر خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑا اور یہ اُمراء میں سے نہ تھے، انہوں نے اپنے آپ کو خود ہی امیر بنا لیا پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"اے اللہ یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور تو اس کی مدد کرتا ہے۔"

اس روز سے حضرت خالدؓ کو سیف اللہ کہا جاتا ہے اور نسائی نے اسے عبداللہ بن مبارک کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس میں اچھا اضافہ ہے اور وہ یہ کہ جب لوگ آپ کے پاس اکٹھے ہوئے تو آپ نے فرمایا: در خیر، در خیر، اور اس حدیث کو بیان کیا [1]

اور واقدی کا بیان ہے کہ مجھ سے محمد بن صالح نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے بیان کیا اور مجھ سے عبدالجبار بن عمارہ بن عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا اور ایک نے دوسرے سے حدیث میں کچھ اضافہ کیا ہے وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ جب موتہ میں لوگوں نے جنگ کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ گئے

---

[1] البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ صـ۲۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ کے اور شام کے درمیان جو کچھ تھا وہ آپ پر منکشف ہو گیا، آپ ان کی جنگ کو دیکھ رہے تھے آپ نے فرمایا زید بن حارثہ نے جھنڈا لیا تو اس کے پاس شیطان آیا اور اس نے اُسے زندگی محبوب اور موت مکروہ اور دنیا محبوب کر دکھائی، اس نے کہا اب تو مجھے دنیا کی رغبت دلاتا ہے جب مومنین کے دلوں میں ایمان مستحکم ہو چکا ہے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا کی اور فرمایا اس کے لیے دُعائے مغفرت کرو وہ دوڑتا ہوا جنت میں داخل ہو گیا ہے، پھر جعفرؓ بن ابی طالب نے جھنڈا لیا تو شیطان اس کے پاس آیا اور اس نے اُسے زندگی کی آرزو دلائی اور موت کو مکروہ کر دکھایا اور دنیا کی آرزو دلائی، اس نے کہا، اب تو مجھے دنیا کی آرزو دلاتا ہے جب مومنین کے دلوں میں ایمان مستحکم ہو چکا ہے پھر وہ ایک قدم آگے بڑھا اور شہید ہو گیا، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور دُعا کی، پھر لوگوں سے فرمایا اپنے بھائی کے لئے دُعائے مغفرت کرو وہ شہید ہے اور وہ جنت میں جہاں چاہتا ہے یاقوت کے دو بازوؤں کے ساتھ اُڑ کر جاتا ہے پھر اس کے بعد عبداللہؓ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گیا اور چوڑائی میں جنت میں داخل ہوا، انصار کو یہ بات شاق گزری تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے زخم لگا ہے آپ سے پوچھا گیا اس کا چوڑا ہونا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب اُسے زخم لگا تو وہ پیچھے ہٹا اور اس نے اپنے آپ کو عتاب کیا، پس وہ دلیر ہو گیا اور شہید ہو کر جنت میں داخل ہو گیا، راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں کا غم دُور ہو گیا[1]

ابن اسحٰق کی روایت سیرت ابن ہشام میں ابن اسحٰق سے روایت ہے کہ

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ——— جو روایت مجھ تک پہنچی ہے ——— وہ یہ ہے کہ جب لوگ قتل ہو گئے تو زید بن حارثہ نے جھنڈا پکڑا اور اس کو لے کر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے پھر جعفر رضؓ نے جھنڈے کو پکڑا اور اس کو لے کر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ، راوی بیان کرتا ہے کہ پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے یہاں تک کہ انصار کے چہرے بدل گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ شائد عبد اللہؓ بن رواحہ کے متعلق کوئی ایسی بات ہے جسے وہ ناپسند نہیں کرتے پھر آپ نے فرمایا پھر عبد اللہؓ بن رواحہ نے جھنڈا پکڑا اور اس کو لے کر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے پھر آپ نے فرمایا کہ وہ جنت کی طرف مرفوع ہو گئے ہیں جیسے سویا ہوا آدمی اپنے آپ کو سونے کے تختوں پر دیکھتا ہے اور میں نے عبد اللہ بن رواحہ کے تخت میں اپنے دونوں ساتھیوں کی نسبت کچھ کجی دیکھی ہے ، میں نے کہا یہ کیوں ہے ؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ چلا اور متردد ہوا اور پھر چلا گیا [1]

حضرت جعفرؓ کے لیے جنت میں دو ہاتھوں کے بدلے میں دو بازو

حافظ ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ ابو سہیل بن ثریا دبن القطان کے فوائد کی جلد چہارم میں سعدان بن ولید کے طریق سے عطا سے ابن عباس سے روایت بیان کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور اسماء بنت عمیس (حضرت جعفر رضؓ کی بیوی) آپ کے قریب بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک آپ نے فرمایا اے اسماء یہ جعفرؓ بن ابی طالب ہیں جو جبریلؑ اور میکائیلؑ کے ساتھ گزرے ہیں انہیں سلام کا جواب دے ۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دونوں

---

[1] سیرت ابن ہشام جلد ۴ صد ۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں کے بدلے میں دو بازو دیے ہیں جن سے وہ جہاں چاہے اُڑ کر چلے جاتے ہیں [1]

اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ یعلیٰ بن اُمیہ، اہل موتہ کی خبر لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا اگر تو چاہے تو مجھے بتا دے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے بتا دوں، اس نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ مجھے بتائیں، راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پورے حالات بتائے تو یعلیٰ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ نے ان کے حالات سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑا اور ان کے حالات ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے بیان کیے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میرے سامنے کر دی یہاں تک کہ میں نے ان کی جنگ کی جگہ کو دیکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خالد کی بہادری کی تعریف کرنا

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر موتہ کے مقام معرکہ کا انکشاف کر دیا تو آپ نے مدینہ میں اپنے اصحاب کو خبر دیتے ہوئے تاکید کی کہ مسلمانوں کے تینوں سالاروں کے قتل کے بعد جنگ کا پانسہ مسلمانوں کے حق میں پلٹ گیا ہے اور یہ انقلاب حضرت خالد کے کمان سنبھالنے کے بعد ہوا ہے، واقدی نے عبد اللہ بن فضل سے اور اس نے اپنے باپ سے

---

[1] الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کی ہے کہ جب حضرت خالدؓ نے عَلم سنبھالا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"اب تنور گرم ہوا ہے"[1]

یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ مسلمان جنگ کی طرف پلٹے ہیں اور ان کے اور رومیوں کے درمیان شدید جنگ ہوگی۔

موتہ میں حضرت خالدؓ کے کندھوں پر ڈالی جانے والی مہم کی صعوبت

معرکۂ موتہ پہلا معرکہ تھا جس میں حضرت خالد بن ولید مسلمان ہوتے کی حالت میں شریک ہوئے، اس طرح انہوں نے اپنی زندگی میں پہلی بار اسلامی فوج کے سالارِ عام کا منصب سنبھالا۔ جب حضرت خالدؓ نے موتہ میں کمان سنبھالی اس وقت اسلامی فوج کی حالت نہایت ابتر تھی لوگ منتشر ہو کر انتشار کی حالت میں میدان کی اطراف میں بکھر چکے تھے اور یہ عین شکست تھی بلکہ عہد نبوی میں یہ اسلامی فوج پر نازل ہونے والی سب سے بڑی شکست تھی اس حقیقت کو ابن سعد نے طبقات الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ پر بیان کیا ہے وہ تینوں سالاروں کے قتل کے بعد اسلامی فوج کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

پھر حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے عَلم سنبھالا اور جنگ کی یہاں تک کہ قتل ہو گئے، پھر مسلمانوں نے ایسی بڑی شکست کھائی کہ اس جیسی شکست انہوں نے کبھی دیکھی نہ تھی حتیٰ کہ میں نے دو آدمیوں کو بھی اکٹھے نہ دیکھا، یہ ایک عینی گواہ کا بیان ہے جس کا نام ابو عامر ہے۔

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مہم کی ذمہ داری جدید سالار (خالدؓ بن ولید) کے کندھوں پہ ڈالی گئی تھی وہ نہایت مشکل اور گنجلک تھی۔ آپ نے اس فوج کی کمان سنبھالی جسے شدید جنگ نے سارے عرصے میں کمزور کر دیا تھا اور وہ فوج (جو فقط تین ہزار تھی) چھ دن تک اس فوج سے لڑتی رہی جو دو لاکھ جانبازوں پہ مشتمل تھی۔

اس کے ساتھ ساتھ اس چھوٹی سی جانباز فوج نے یکے بعد دیگرے اپنے تین سالاروں کو کھو دیا پس اس کی جمعیت اور تنظیم جاتی رہی اور یہ شدید اضطراب اور خطرناک پھندے میں پھنسی ہوئی تھی ان دونوں باتوں نے اسے کامل تباہی یا مکمل طور پر رومیوں اور رسد پانے والے غیر مسلم عربوں کے قبضہ میں قید ہونے کے لیے تیار کر دیا۔

موتہ میں اسلامی فوج جس حال کو پہنچ چکی تھی اس پہ اسے ملامت نہیں کی جا سکتی، اس کے باوجود یہ چھوٹی سی فوج بڑے ایمان اور ٹھوس یقین اور عجیب شجاعت کے ساتھ لڑی، بہر کیف انسانی طاقت کے لیے کچھ حدود مقرر ہیں اور جب ہم معرکۂ موتہ کے حالات پہ غور کرتے ہیں (خصوصاً اسلامی فوج کے تین سالار ضائع ہونے اور اس پہ چھ دن گزرنے کے بعد بھی وہ فوج شدید جنگ کر رہی تھی) تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دو لاکھ جانبازوں کے ساتھ بے انتہا حد تک جنگ کرنا بشری طاقت سے بالا ہے۔

اور معرکۂ موتہ کے حالات و تفاصیل کے جاننے والے کسی انصاف پسند عسکری ماہر کے لیے اس بات کا اعتراف کیے بغیر چارہ ہی نہیں کہ ان تمام ایام میں رومیوں کے سامنے مسلمانوں کا ثابت قدم رہنا اعلیٰ درجے کی فتح ہے اگرچہ ان کے اضطراب کے متعلق بھی باتیں ہوئی ہیں اور بعض نے ان کو شکست دینے کی کوشش کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت خالد اور شاندار ریٹائرمنٹ کا منصوبہ

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ فوج کے سرکردہ حضرات، قبائل کے زعماء اور دستوں کے سالاروں کی سوچ صرف اسی بات میں محصور تھی کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے یہ چھوٹی سی فوج موتہ کے میدان کارزار سے بغیر کسی قابل ذکر نقصان کے واپس چلی جائے اور بظاہر یہ بات (کسی بھی ماہر فوجی کے لیے) بہت مشکل تھی کیونکہ چھوٹی سی اسلامی فوج، استقلال اور جانبازی کے اس مقام پر پہنچ چکی تھی کہ وہ رومی فوج کے سمندر کے ساتھ جنگ کے آخری مراحل میں گنتی ہوئی تھی جس سے بظاہر یہ صورت حال پیدا ہو گئی تھی۔ کہ رومی فوج کی موجیں، اسلام کی چھوٹی سی کمزور اور منتشر فوج کو نگلنے کے قریب پہنچ چکی تھیں، موتہ میں، جنگ کی اس نازک حالت میں حضرت خالدؓ کا کمان سنبھال کر میدان کارزار سے اسلامی فوج کو بغیر کسی بڑی قربانی کے واپس لے جانا ایک محال امر تھا، پس بہادر سالار حضرت خالدؓ بن ولید اسلامی فوج کو میدان کارزار سے کس طرح واپس لے جانے میں کامیاب ہو گئے (سخت جنگ کے حالات کی نسبت سے) اسے اسی طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ یہ سب سے بڑی فتح تھی، جس کا ریکارڈ حضرت خالدؓ بن ولید نے اپنی اسلامی زندگی کے آغاز میں قائم کیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کا ماہرانہ جنگی چال چلنا اور فوج کو بچانا

جب حضرت خالدؓ بن ولید اس چھوٹی سی فوج کی سلامتی کے ذمہ دار سالار بنے تو آپ نے اپنے جنگی بورڈ کے ارکان کے ساتھ فوج کو واقعی تباہی یا یقینی اسیری سے بچانے کے لیے کئی منصوبے بنائے مگر آپ کو میدانِ کارزار سے فوج کی واپسی کے منصوبے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سوا اور کوئی منصوبہ نظر نہ آیا، لیکن واپسی کیسے ممکن ہو گی جب کہ اسلام کی چھوٹی سی فوج پہ ابتری چھائی ہوئی تھی اور مسلسل جنگ کرنے کے باوجود اس کی صفوں میں واضح انتشار پیدا ہو چکا تھا اس دوران میں رومی فوج اور اس کے رسد پانے والے عیسائیوں اور افریقیوں کی کمان کو بار بار اس اُمید نے پکڑا ہوا تھا کہ وہ اپنے منصوبے کو پورا کریں جس کے پورا کرنے سے وہ عاجز آ چکے تھے یعنی ان کی بے پناہ اور خوف ناک کثرت، اسلام کی چھوٹی سی کمزور فوج کو ہر جانب سے گھیرے اور اس کے واپسی کے راستے کو بند کر دے تاکہ وہ مکمل طور پہ رومی فوج کے قبضہ میں آ جائے اور پھر جو چاہے اس سے کرے، اور دو لاکھ جانبازوں کے لیے تین ہزار جانبازوں کو جو اپنے تین سالار مروا چکے ہوں اور نہایت کٹھن حالات میں متواتر چھ روز تک شوق اور شدت سے جنگ کرتے رہے ہوں اور ان میں سے کسی ایک آدمی کو بھی آرام کرنے کا موقع نہ ملا ہو، گھیرنا کچھ مشکل امر نہیں، جب کہ اس دوران میں رومی فوج اپنی بے پناہ اور خوف ناک تعداد کی وجہ سے، مسلمانوں سے باری باری لڑتی تھی اور ہر افسر اور سپاہی ہر روز آرام بھی کرتا تھا۔

حضرت خالدؓ کو رومیوں کے تعاقب کا خدشہ

جب حضرت خالدؓ اسلامی فوج کے پراگندہ لوگوں کو اپنے ارد گرد جمع کرنے اور اس کے منتشر دستوں کو واپسی کے لیے متحد کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اگرچہ مسلمانوں کے شدید استقلال کے باعث آپ کی واپسی کا راستہ کھلا تھا —— پھر بھی آپ کو رومی فوج کے تعاقب کا خدشہ تھا جس سے یقیناً اسلام کی اس چھوٹی سی فوج کو خطرناک نقصان پہنچتا اور جو لوگ قید سے باہر رہتے ان کی زندگیاں ضائع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائیں۔۔۔۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی حکومت کے تین ہزار جانباز مارے جاتے خصوصاً جب ہمیں یہ بھی معلوم ہو کہ مدینہ اور موتہ کا میدان، جو شام کے علاقے میں واقع ہے کچھ سو میل (تقریباً ایک ہزار کیلومیٹر) سے کم فاصلہ نہیں اور اس تمام مسافت میں بت پرست عناصر موجود ہیں جو سب کے سب اسلام کے دشمن ہیں اگر موتہ سے اسلامی فوج کی واپسی ایک کمان کے تحت اور تیاری کے ساتھ نہ ہوئی تو ان کے جوان اسلامی فوج کو آچک لیں گے۔

حضرت خالدؓ نے ریٹائرمنٹ کا منصوبہ کیسے بنایا اور کامیاب ہوئے۔

یہ اہم اور اصل امور ہیں جن کے پیدا ہونے کا زبردست احتمال تھا بلاشبہ حضرت خالدؓ نے جب کہ آپ اپنے جنگی بورڈ کے ارکان کے ساتھ اس نازک صورت حال کو سدھارنے اور ریٹائرمنٹ کا منصوبہ بنانے میں لگے ہوئے تھے ان امور کو سرِفہرست رکھا ہوا تھا تاکہ ایسی منظم ریٹائرمنٹ ہو جو اسلام کی چھوٹی سی فوج کو ان تمام احتمالات سے بچا لے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، موتہ میں مسلمانوں کی صورت حال چھ دنوں کے بعد جن میں وہ اپنے سے ستر گنا زیادہ دشمن کے ساتھ زبردست جنگ کرتے رہے ان پہ ناامیدی طاری کر سکتی تھی، لیکن جنگ کے حالات خواہ کس قدر بھی بُرے ہو جاتے، اور فوج کی حالت خواہ کس قدر بھی ردّی ہو جاتی، حضرت خالد بن ولید جیسے سالار کے دل میں ناامیدی راہ نہیں پا سکتی تھی۔

اسلامی فوج جس پراگندگی اور اضطراب کی حالت تک پہنچ چکی تھی اس کے بعد موتہ میں رومیوں سے جنگ جاری رکھنا اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا بلکہ ریٹائرمنٹ ضروری تھی اور یہی فیصلہ حضرت خالدؓ بن ولید اور آپ کے جنگی بورڈ کے ارکان نے کیا حضرت خالدؓ جو یگانۂ روزگار اور ماہر سالار تھے، نے ہر مشکل پہ قابو پا لیا اور تمام رکاوٹوں کو پھلانگ گئے اور آپ کی حربی روشن خیالی کی حرارت نے ان تمام الجھنوں کو جو موتہ سے اسلامی فوج کی بسلامت واپسی کی راہ میں دشوار گزار پہاڑوں کی طرح حائل تھیں، پگھلا کر رکھ دیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید اپنی عسکری دانشمندی اور قیادتی مہارت اور بے مثل شجاعت کے ساتھ موتہ سے اسلامی فوج کو مکمل انتظام کے ساتھ واپس لے آئے اور بجائے اس کے کہ رومی، مسلمانوں کا تعاقب کرتے یا واپسی کے دوران انہیں کوئی قابل ذکر نقصان پہنچاتے، حضرت خالدؓ نے میدان معرکہ سے اسلامی فوج کی بسلامت واپسی کے لیے اپنے کامیاب داؤ پیچ اور اپنی ماہرانہ جنگی چالوں کے ساتھ خود رومیوں کو خطرناک نقصان پہنچائے۔

بھڑکانے کا منصوبہ، منظم ریٹائرمنٹ کی کامیابی کی جڑ ہے۔

حضرت خالدؓ نے ریٹائرمنٹ کے جس منصوبے پر عمل کیا اور کامیابی حاصل کی اس کی وجہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سب سے اعلیٰ اور پہلا تمغہ دیا (سیف اللہ کا لقب) جسے سالار عہد نبوی میں سجائے پھرتا تھا اس منصوبے کی تفاصیل درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت خالدؓ کے ریٹائرمنٹ کے منصوبے کی کامیابی کے اسباب میں سے یہ بات بھی ہے کہ تینوں سالاروں کے قتل کے بعد اسلامی فوج کی صفوں میں جو کمزوری، اضطراب اور انتشار پیدا ہوا، اس کا آغاز جنگ کے چھٹے روز تاریکی چھا جانے کے قریب ہوا اور یہ وہی دن ہے جس میں حضرت خالدؓ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج کی کمان کی ذمہ داری سنبھالی تھی۔ اسی وجہ سے آپ ریٹائرمنٹ کا عظیم منصوبہ بنانے میں پوری طرح کامیاب ہو گئے تھے۔

۲۔ حضرت خالدؓ نے جو بنیادی منصوبہ بنایا تھا اس کی کامیابی کی وجہ سے ریٹائرمنٹ کامیاب ہوئی تھی، یہ ایک منظم ریٹائرمنٹ تھی جس میں انتشار، تشویش، اضطراب اور نقصان کی کوئی بات نہ تھی ـــــ یہ منصوبہ رومی کمان کو بھڑکانے اور یہ وہم ڈالنے کی اساس پر قائم تھا کہ ایک عظیم فوج، مسلمانوں کی مدد کے لیے مدینہ سے آگئی ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ بات کم از کم رومی کمان کے اذہان سے یہ خیال دور کر دیتی ہے کہ مسلمان واپسی کے متعلق سوچ رہے ہیں اور یہ کہ فوج مسلمانوں کی مدد کے لیے آئی ہے اس کے سالاروں کے پاس مدینہ سے نئے احکام آئے ہوں گے جو جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کرتے ہوں گے اور بلاشبہ یہ بات رومی کمان کو اس پوزیشن میں کر دے گی کہ وہ موتہ میں جنگ جاری رکھنے کی اساس پر اپنی جنگ جاری رکھے گی بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس موہوم مدد کے حصول کے بعد اسلامی فوج چھ دنوں کے دوران لگنے والی ضربوں کی نسبت، رومی فوج کو اس سے زیادہ سخت ضربات لگائے، معلوم ہوتا ہے کہ تجربہ کار سالار خالدؓ بن ولیدؓ نے اسی لیے بھڑکانے کے اس منصوبے کو اختیار کیا تھا۔

۳۔ حضرت خالدؓ نے اپنی فوج کو بچانے اور کسی قابل ذکر نقصان کے بغیر اُسے میدان سے واپس لے جانے کے لیے جو بھڑکانے کا ماہرانہ منصوبہ بنایا تھا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

ا۔ جونہی تاریکی شب اپنے پردے لٹکا کر فریقین کے درمیان حائل ہوئی سالار خالد نے مضطرب اور پراگندہ دستوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور نہایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلدی سے ان کی دوبارہ تنظیم کر دی۔

ب۔ حضرت خالدؓ نے موتہ میں فوج کی دوبارہ تنظیم کرنے کے بعد راتوں رات شہسواروں کا ایک دستہ منتخب کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ تاریکی میں جا کر جزیرہ عرب کی جانب جنوب میں اسلامی فوج کے پیچھے پڑاؤ کر لے، اور یہ کاروائی پوری رازداری سے ہو اور ایسی جگہ پہ ہو جسے رومی نہ دیکھ سکیں۔

ج۔ سالار خالدؓ نے ان شہسواروں کے دستے کو حکم دیا کہ جب وہ مقررہ مقام پہ پہنچ جائیں تو متعدد دستوں میں تقسیم ہو جائیں اور ہر دستے کا اپنا خاص سالار ہو۔

د۔ سالار خالدؓ نے ان دستوں کے سالاروں کو حکم دیا کہ وہ صبح کے طلوع کے وقت اپنی اپنی جگہوں سے اسلامی فوج کے پیچھے مارچ کریں اور ان دستوں کی مارچ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ہو اور موتہ کی طرف مارچ کے دوران ان دستوں کے جوان تکبیر و تہلیل بلند آواز سے کریں اور انتہائی ممکن حد تک شور کریں۔

ھ۔ ان شہسواروں پہ لازم ہے کہ وہ موتہ کی طرف مارچ کرتے ہوئے اپنے گھوڑوں کو مٹی والی جگہوں پہ دوڑائیں تاکہ گھوڑوں کے سموں سے بہت غبار اُٹھے، ان تمام باتوں سے حضرت خالدؓ کا مقصد یہ تھا کہ آپ رومی کمان کے دل میں یہ بات جاگزیں کر دیں کہ مسلمانوں کو اپنے سالار نبی سے جو مدینہ میں ہے نئی کمک مل گئی ہے۔

و۔ اور حضرت خالدؓ بن ولید نے راتوں رات اپنی فوج کے میمنہ، میسرہ اور قلب کو کُلّی طور پہ تبدیل کر دیا اور میمنہ کے جوانوں کو میسرہ کے جوانوں کی جگہ اور میسرہ کے جوانوں کو ساتویں روز کے مقابلہ کی تیاری کے دوران میمنہ کے جوانوں کی جگہ کر دیا، اسی طرح آپ نے قلب کے جوانوں کو دوسری صفوں میں بدل دیا اور اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ آپ عملی طور پہ رومی کمان کے دلوں میں یہ خیال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈال دیں کہ نئی فوج جو پہلے موجود نہیں تھی جنگ میں شامل ہونے کے لیے مدینہ سے مسلمانوں کی مدد کے لیے آ گئی ہے۔

بھڑکانے کے منصوبے کی کامیابی نے موتہ میں مسلمانوں کو بچا لیا

یہ تھا وہ ابہام وتفلیل کا منصوبہ جسے یگانۂ روزگار اور تجربہ کار سالار خالدؓ بن ولید نے بنایا اور نافذ کیا اور اس کے ذریعے اس نے اسلامی فوج کو واقعی تباہی سے بچا لیا[1]

جونہی صبح طلوع ہوئی، رومیوں نے اپنے آپ کو ایک جدید فوج کے سامنے دیکھا اور جن مسلمانوں سے وہ پورے چھ دن لڑتے رہے تھے انہیں پہچان نہ سکے، رومی سالاروں اور سپاہیوں نے اپنے آپ کو ـــــ ساتویں روز صفوں میں ـــــ لیسے سالاروں اور سپاہیوں، دستوں اور جھنڈوں کے بالمقابل پایا، جو ان سالاروں، جھنڈوں اور دستوں سے مختلف تھے، جن کا وہ پہلی صفوں میں (میسرہ، میمنہ اور قلب) جنگ کے دوران گزشتہ چھ دنوں سے مقابلہ کر رہے تھے۔

---

[1] مشہور جرمن سالار مارشل رومیل نے لیبیا کی صحرائی جنگ میں ابہام وتفلیل کے اس منصوبے پر عمل کیا جسے حضرت خالدؓ نے موتہ میں نافذ کیا تھا، اس طرح رومیل نے حضرت خالدؓ کے منصوبے پر عمل کر کے جرمنی کی بہت سی فوج کو بچا لیا جسے انگریزی فوج نے یا تو تباہ کر دینا تھا اور یا اُسے سپردگی پر مجبور کر دینا تھا (دیکھیے کتاب عیون التاریخ العالمی جلد ۴ صحرائے لیبیا کے معرکوں کے متعلق خاص بات)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دوران میں رومی فوج کے سالاروں سے اصرار کے ساتھ سوال ہونے لگے کہ وہ کیا دیکھ رہے ہیں یعنی راتوں رات اسلامی فوج کو مدینہ سے بڑی کمک مل گئی ہے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ اسلامی فوج کے پیچھے جزیرہ کی جانب سے دُور جنوب کی طرف غبار نے اُفق کو بھر دیا ہے، اس غبار کو گھوڑوں کے سموں نے اُڑایا تھا جو نہایت تیزی سے دوڑ رہے تھے اور ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ موتہ کی اطراف تکبیر و تہلیل کی آوازوں سے گونج اُٹھیں، جو اس غبار کے درمیان سے آ رہی تھیں جس نے اُفق کو چھپا لیا تھا، پھر یہ غبار شہسواروں کے دستوں سے چھٹ گیا جو بڑی ترتیب و تنظیم کے ساتھ یکے بعد دیگرے موتہ میں مسلمانوں کی جانب دوڑتے ہوئے آ رہے تھے۔ زمین ان کے انتہائی تیز رفتار گھوڑوں کے سُموں کے پڑنے سے لرز گئی اور ان کے سواروں نے تکبیر و تہلیل سے رومیوں کے کان بہرے کر دیے اور رومیوں کو مزید ہراساں کرنے کے لیے مسلمانوں کا وہ پڑاؤ جو موتہ میں رومیوں کے مقابلہ میں تھا، وہ بھی تکبیر و تہلیل سے جھوم اُٹھا اور یہ سب امور، تجربہ کار اور مظفر و منصور سالار خالد بن ولید کے محکم منصوبے سے مکمل ہوئے۔

اور یہ اس شاندار منصوبے کی آخری کڑی تھی جسے سالار خالد نے رومی فوج کو بھٹکانے اور یہ وہم ڈالنے کے لیے کہ موتہ میں مسلمانوں کو مدینہ سے بڑی کمک مل گئی ہے، بڑی مضبوطی سے بنایا تھا۔

رومی فوج کے سالاروں کو یقین ہو گیا کہ اسلامی فوج کے میمنہ، میسرہ اور قلب کے جوانوں میں انہوں نے ہمہ گیر تبدیلی دیکھی ہے اور جن دستوں کی آمد سے گھوڑوں کی ٹاپوں سے مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے صبح سویرے غبار نے اُفق کو چھپا لیا تھا وہ ایک بہت بڑی کمک تھی جس کی نمائندگی وہ عظیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج کر رہی تھی جو مسلمانوں کی مدد کے لیے مدینہ سے آئی تھی تاکہ وہ موتہ میں فتح حاصل ہونے تک مسلسل جنگ کرتے ہیں۔

حضرت خالدؓ کا رومیوں پر حملہ کر کے انہیں زبردست نقصان پہنچانا اور واپس آنا

حضرت خالد بن ولید کے بھٹکانے والے منصوبے کی کامیابی سے رومی لارڈوں کے دل میں جو یہ خیال سما گیا تھا کہ مسلمانوں کو مدینہ سے کمک ملی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں کے دل میں خوف اور گھبراہٹ پیدا ہوگئی اور ان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ زبانِ حال سے کہنے لگے کہ جب مسلمانوں کے تین ہزار جانباز تھے تو انہوں نے رومیوں اور ان کے حلیفوں سے یہ یہ کارنامے کیے اور پورے چھ دن تک دو لاکھ جانبازوں سے لڑتے رہے اور انہیں زبردست نقصان پہنچاتے رہے تو اب جب کہ انہیں مدینہ سے زبردست کمک مل گئی ہے تو وہ ان کے ساتھ کیا کیا کریں گے؟

اور حضرت خالدؓ نے بھی (تجربہ کار ماہر سالار کے حاسہ سے) اپنی مضبوط اور ماہرانہ جنگی چال کی کامیابی کے نتیجہ میں رومیوں اور ان کے حلیفوں کو لاحق ہونے والے خوف اور پریشانی کو محسوس کر لیا اور اس موقع کو غنیمت جانا اور اسی وقت تباہ کن اور مدہوش کر دینے والے اسلوب عام کے مطابق رومیوں کی صفوں پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا، اسلامی فوج کی تمام صفیں، رومیوں کی پہلی صفوں پر ٹوٹ پڑیں اور ان کے دلوں پر رعب چھا گیا پھر ان کی صفیں درہم برہم ہوگئیں اور مسلمان ان پر سوار ہو گئے اور ان میں اتنا بڑا قتلام کیا جو (مذبحہ) کے لفظ کے تمام معانی پر حاوی تھا، واقدی اپنی کتاب مغازی میں اسے بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "مجھے عطاف بن خالدؓ نے بتایا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب شام کو ابن رواحہ قتل ہو گئے تو خالدؓ بن ولید نے رات گزاری جب دوسرے دن صبح ہوئی تو انہوں نے اپنی فوج کے مقدمہ کو ساقہ کو مقدمہ اور میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ بنا دیا، پس رومی ان کے دستوں اور جھنڈوں کو پہچان نہ سکے اور کہنے لگے ان کے پاس کمک آگئی ہے پس وہ مرعوب ہو گئے اور شکست کھا کر بھاگے اور اس بڑی طرح قتل ہوئے کہ اس طرح کبھی کوئی قوم قتل نہیں ہوئی [1]

سو ابن سعد طبقات الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ پر رکمان سنبھالنے کے بعد رومیوں پر حضرت خالد کی فتح کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

پھر عبداللہؓ بن رواحہ نے جھنڈا لے لیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، پھر مسلمانوں کو نہایت بُری شکست ہوئی جس جیسی شکست میں نے کبھی نہیں دیکھی یہاں تک کہ میں نے دو آدمیوں کو بھی اکٹھے نہ دیکھا، پھر خالدؓ بن ولید نے جھنڈا لیا اور رومیوں پر حملہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی بڑی شکست دی کہ میں نے کبھی ایسی شکست نہ دیکھی تھی، حتیٰ کہ مسلمانوں نے جہاں چاہا اپنی تلواروں کو رکھا [2]

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۶۴، تحقیق ڈاکٹر مارسڈن جونس مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی۔

[2] یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ابو عامر کی طویل حدیث کا مقطع ہے، جس میں اس نے تینوں سالاروں کے قتل کی تفاصیل بیان کی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے شام کی مہم میں بھیجا تھا اس نے شام سے واپسی پر موتہ کے واقعات کا مشاہدہ کیا۔

(دیکھیے طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موتہ میں حضرت خالدؓ کے ہاتھ میں نو تلواروں کا ٹوٹنا

حضرت خالدؓ اپنی فوجوں کے ساتھ مسلسل رومیوں کا تعاقب کرتے رہے یہاں تک انہوں نے انہیں نڈھال کر دیا۔ اور مسلمانوں نے اپنی شکست کے بعد غیظ و غصے سے زبردست جنگ کی اور رومی حضرت خالدؓ کے مخالفانہ حملے کے سامنے تندی سے لڑتے ہوئے پسپا ہو گئے اور جس معرکے میں حضرت خالدؓ کو فتح ہوئی، اس کی سختی پر اس سے زیادہ دلالت کرنے والی بات اور کوئی نہیں (پہلی فضیلت ماہرانہ چال کو حاصل ہے) کہ فوج کی کمان سنبھالنے اور رومیوں پر اچانک مخالفانہ حملہ کرنے کے بعد، سالار خالدؓ کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں، امام بخاری نے خود حضرت خالدؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا

موتہ کے روز میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں اور میرے ہاتھ میں صرف یمانی تلوار ثابت رہی [1]

مدینہ کی طرف ریٹائرمنٹ کے منصوبے کی تنفیذ

حضرت خالدؓ کی تمام کاروائیوں اور جنگی چالوں کی غرض یہ تھی کہ آپ اسلامی فوج کو موتہ سے بحفاظت تمام منظم رنگ میں واپس لے جائیں آپ نے رومی فوج کے اس اعتقاد سے کہ مدینہ سے مسلمانوں کو کمک مل گئی ہے نیز اس کی پریشانی اور اضطراب سے فائدہ اٹھایا اور اسلامی فوج کے دستوں کے سالاروں کو حکم دیا کہ وہ منظم تیاری کے ساتھ فوج کو جنوب کی جانب واپس لے جائیں۔ جیسا کہ آپ کے اور آپ کے جنگی بورڈ

---

[1] سیرت حلبیہ جلد ۲ صـ ۱۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ارکان کے درمیان رات کو واپسی کے اس منصوبے کی تیاری کے وقت طے ہوا تھا۔

پس اسلامی فوج موتہ کے میدانِ کارزار کو پورے سکون، ضبط و انتظام اور بیدار مغزی سے چھوڑنے لگی اور سالار خالدؓ نے خود بھی ریٹائرمنٹ کی کاروائی کو دیکھا، آپ اپنے گھوڑے پر ریٹائرمنٹ کرنے والے دستوں کے درمیان گھوم رہے تھے تاکہ ریٹائرمنٹ کے دوران نظام قائم رہے اور سپاہیوں اور سالاروں کا حوصلہ اور مورال بلند رہے اور خوف سے ان پر اضطراب و انتشار کا حملہ نہ ہو۔

موتہ سے ریٹائرمنٹ کی کاروائی سالار خالد کی منشاء اور دقیق ترین نظام کے مطابق اور بغیر کسی نقصان کے ہوئی۔

مسلمانوں کی ریٹائرمنٹ پر رومی کمان کا تعاقب نہ کرنے کا حکم دینا

رومی فوج، جس کے متعلق امکان تھا کہ وہ مسلمانوں کی ریٹائرمنٹ کے دوران ان کا تعاقب کرے گی، وہ (اپنی خوف ناک کثرت کے باوجود) مشلول آدمی کی طرح کھڑی رہی اور حضرت خالدؓ بن ولید نے اپنی ماہرانہ جنگی چال اور فوجی حیلے کی کامیابی کے بعد ان پر جو تباہ کن مخالفانہ حملہ کیا تھا اس میں مسلمانوں کے ہاتھوں اسے جو خوف لاحق ہوا اس سے اس پر حیرت چھا گئی، باوجودیکہ مسلمانوں نے اپنے مخالفانہ حملے میں رومی فوج کی صفوں کو زبردست نقصان پہنچایا تھا، پھر بھی اس فوج کے سالار ہمیشہ یہی خیال کرتے رہے کہ مسلمانوں نے آخری بار جو تباہ کن اور زبردست حملہ کیا ہے یہ مدینہ سے ملنے والی عظیم کمک کے نتیجہ میں کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے اس لیے رومی سالاروں نے اپنی فوج کے تمام دستوں کے سالاروں کو حکم دیا کہ کوئی شخص مسلمانوں کی ریٹائرمنٹ میں ان کا تعاقب نہ کرے۔

ایک محقق مورخ نے بیان کیا ہے کہ رومیوں کو ریٹائرمنٹ کے دوران، مسلمانوں کے تعاقب کی پوری قدرت حاصل تھی، بشری لحاظ سے ریٹائرمنٹ کے دوران وہ مسلمانوں کا تعاقب کرکے انہیں ممکن حد تک عظیم ترین نقصان پہنچا سکتے تھے، کیونکہ رومیوں اور ان کے حلیفوں کے پاس پچاس ہزار شہسوار تھے جو تعاقب کا ہتھیار ہیں، اس محقق مورخ نے ان کے تعاقب سے رکنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ رومی ہائی کمان کا خیال تھا کہ خالد بن ولید اور ان کی فوج کی ریٹائرمنٹ، معرکہ میں آپ کی انتہائی فتح ہے اور یہ صرف ایک جنگی چال ہے جو سالار نے رومی فوج پر حملہ کرنے کے لیے بنائی ہے ـــــــ جب وہ ریٹائرمنٹ کرنے والے مسلمانوں کا پیچھا کرے گی تو پہلے سے تیار کردہ کمین گاہوں سے اس پر حملہ کر دیا جائے گا ...... اور عربوں سے اعلیٰ اور مضبوط کمین گاہیں کوئی نہیں بنا سکتا، اس وجہ سے رومی کمان، ریٹائرمنٹ کے وقت مسلمانوں کے تعاقب سے باز رہی حالانکہ ان کی تعداد بھی تھوڑی تھی اور وہ اپنی ریٹائرمنٹ میں رومی علاقے کے اندر مارچ کر رہے تھے بلکہ رومیوں کو یہ بھی علم تھا کہ مسلمانوں کو (اپنی ریٹائرمنٹ کے دوران) چھ سو میل کی مسافت قطع کرنا پڑے گی جو سب کی سب ان بت پرستوں اور عیسائی عربوں سے بھری ہوئی ہے جو مسلمانوں سے عداوت اور دشمنی رکھتے ہیں۔

اور یا رومیوں کے تعاقب سے رکنے کی وہ وجہ ہے جس کی طرف استاد محمد حسین ہیکل نے اپنی کتاب حیات محمد میں اشارہ کیا ہے کہ رومی میدان کارزار سے مسلمانوں کی ریٹائرمنٹ سے خوش تھے کیونکہ انہیں معرکہ میں اپنی بے پناہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف ناک کثرت اور مسلمانوں کی قلت۔۔۔ کے باوجود وہ فتح حاصل نہ ہوئی جس کی انہیں اُمید تھی بلکہ مسلمانوں نے اس کمک کے ملنے سے قبل رومیوں کو زبردست نقصان پہنچایا ـــ جس کے متعلق رومیوں کو وہم ہو گیا تھا کہ وہ عملاً ان کو پہنچ چکی ہے ـــ اس لیے رومی مسلمانوں کے تعاقب سے باز رہے اور انہیں ان کی ریٹائرمنٹ سے بڑی خوشی تھی۔

بہرحال سالار خالدؓ اسلامی فوج کو بخیر و عافیت منظم رنگ میں ان تباہ کن خطرات سے بچا کر جو اسے تباہ کرنے ہی والے تھے واپس لانے میں کامیاب ہو گئے، اگر اللہ تعالیٰ فوج کے سرکردہ حضرات اور دستوں کے سالاروں کو توفیق نہ دیتا تو وہ خطرات اسے تباہ کر دیتے، انہوں نے اپنی کمان، تجربہ کار اور دلیر سالار خالد بن ولید کے سپرد کر دی۔

مدینہ میں فوج کے خلاف مظاہرہ

حضرت خالدؓ بن ولید نے موتہ سے اپنی ریٹائرمنٹ مسلسل جاری رکھی یہاں تک کہ بغیر کسی تکلیف سے دوچار ہوئے مدینہ پہنچ گئے اور شام کے معرکۂ موتہ کی تشویشناک خبریں مدینہ پہنچیں اور ان افشا شدہ خبروں میں کہا گیا کہ موتہ میں اسلامی فوج نے فرار اختیار کیا اور شکست کھائی ہے اور جب سے اللہ تعالے نے مسلمانوں کے لیے اپنے رستے میں جہاد کرنے کا قانون بنایا ہے ـــ اس وقت سے فرار کو ایک رذیل خصلت قرار دیا گیا ہے اور قرآن کریم نے اس کی تصریح کی ہے اور اس سے قبل مسلمانوں کے لیے کوئی مثال موجود نہیں تھی کہ ان کا کوئی آدمی میدان کارزار سے فرار ہوا ہو، لہٰذا مسلمانوں کے متعلق جو یہ خبر مشہور کی گئی کہ وہ رومیوں کے مقابلہ میں ثابت قدمی اور فداکاری دکھائے بغیر فرار اختیار کر گئے ہیں، اس نے مدینہ کے عوام میں ایک عام بدگمانی پیدا کر دی اس لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جونہی حضرت خالدؓ، مدینہ کے نواح میں جرُف مقام پر پہنچے تو آپ کو ایک عظیم مظاہرے کا سامنا کرنا پڑا جو فوج کے عیوب بیان کر رہا تھا اور مظاہرین فوج پر آوازے کس رہے تھے اسے بھگوڑو .... تم نے راہ خدا سے فرار اختیار کیا ہے .... اور وہ سپاہیوں اور سالاروں کے چہروں پر مٹی ڈالنے لگے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوج کے موقف کا دفاع فرما رہے تھے اور مظاہرین کو پُرسکون کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہ بھگوڑے نہیں بلکہ پلٹ کر حملہ کرنے والے ہیں انشاء اللہ، اور موتہ میں اسلامی فوج نے جو بہادرانہ کارنامے سرانجام دیے ان کی حقیقت بیان سے بالا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحیح بیانات پہنچ چکے تھے لہ اس لیے آپ اپنی جانباز فوج اور اس کے دلیر سالار خالد بن ولید کی مدافعت کرتے ہوئے، جس نے اپنی عسکری دانش مندی سے حواس باختہ کر دینے والے حملے کے ساتھ موتہ میں رومیوں کو زبردست نقصان پہنچایا تھا مظاہرین کی تردید کرنے لگے اور پھر فوج کو ایسے منظم طریق سے واپس لائے کہ جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تحسین اور قدردانی کا اظہار ہوا بلکہ آج تک دنیا بھر کے فوجی سالار جو حضرت خالدؓ کی اس جنگی چال کی تفاصیل سے واقف ہیں جس سے آپ نے ریٹائرمنٹ کے منصوبے کو کامیاب بنایا اور فوج کو واقعی تباہی سے بچایا، حیرت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اسلامی فوج کے متعلق جو خبر مشہور کی گئی، موتہ میں حقیقت اس کے برعکس

لہ یہ صحیح بیانات آپ کی انٹیلی جینس کے ایک جوان ابو عامر نے آپ کو پہنچائے تھے (دیکھیے طبقات ابن سعد جلد ۲ صـ ۱۲۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی، اہل مدینہ فوج پر غصے تھے اور فوج کا جو فرد بھی انہیں ملتا وہ اُسے ملامت کرتے یہاں تک کہ عورت اپنے خاوند کے لیے دروازہ نہ کھولتی اور اُسے بتاتی کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے فرار اختیار کیا ہے اور زندگی کو راہِ خدا میں شہید ہونے پر ترجیح دی ہے۔

ابوبکر بن عبداللہ بن عتبہ سے بیان کیا گیا ہے وہ کہا کرتے تھے کہ کسی فوج کو جو ہمارے ساتھ بھیجی گئی ایسی تکلیف نہیں پہنچی جو اصحاب موتہ کو اہل مدینہ سے پہنچی، اہل مدینہ نے انہیں یہاں تک تکلیف دی کہ اگر کوئی آدمی اپنے گھر اور اہل کی طرف واپس جاتا اور دروازہ کھٹکھٹاتا تو وہ دروازہ کھولنے سے انکار کر دیتے اور کہتے کیا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہیں آیا۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرکردہ اصحاب میں سے جو عظیم سالار معرکہ موتہ میں شامل ہوئے وہ اس خوف سے اپنے گھروں میں بیٹھ گئے کہ کہیں وہ ان باتوں کو نہ سُن لیں جن کا اہل مدینہ ان پر الزام لگاتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ موتہ کی فوج بھگوڑی ہے.... یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور ہو کر ایک ایک آدمی کو ان کی طرف بھیجا جو کہتا کہ تم راہِ خدا میں پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو۔

اور ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے روایت کی گئی ہے وہ کہتے ہیں کہ اس فوج میں (یعنی موتہ کی فوج میں) سلمہ بن ہشام بن مغیرہ بھی شامل تھا، اس کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ کے پاس آئی تو حضرت اُم سلمہ نے کہا، مجھے سلمہ بن ہشام کہیں نظر نہیں آرہا، کیا وہ بیمار ہے؟ اس کی بیوی نے کہا، خدا کی قسم وہ بیمار نہیں، لیکن وہ باہر نہیں نکل سکتا، جب وہ باہر نکلتا ہے تو لوگ اس پر اور اس کے اصحاب پر آوازے کستے ہیں اے بھگوڑو!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تم اللہ کی راہ سے بھاگتے ہو، اس لیے وہ گھر میں بیٹھ گیا ہے، حضرت اُمِ سلمہ نے اس بات کا تذکرہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ وہ توراہِ خدا میں پلٹ کر حملہ کرنے والے ہیں اُسے چاہیے کہ باہر نکلے پس وہ باہر نکلا،

اہل مدینہ نے جو یہ احتجاجی مظاہرہ کیا (ان کا خیال تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فوج شام کی طرف بھیجی تھی اس نے فرار اختیار کیا ہے) یہ تاریخ اسلام کا پہلا مظاہرہ تھا جو مسلمانوں نے کیا، اور یہ بات بھی بیان کرنے کے لائق ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور فوج کے سالارِ اعلیٰ نے مظاہرین سے متعرض ہونے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی انہیں بزورِ قوت منتشر کرنے کا حکم دیا جب وہ مدینہ سے باہر جُرف مقام پر فوج کے سرکردہ لوگوں کے چہروں پر مٹی ڈالتے اور ان کے خلاف مخالفانہ نعرے لگانے کے لیے جمع ہو گئے تھے بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ مظاہرین کے خیالات کی تردید کی اور اپنی فوج سے فرار اور بزدلی کی تہمت کو دور کیا، مظاہرین کو آپ نے پوری آزادی کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کرنے دیا یہاں تک کہ کچھ دنوں کے بعد ان کے لیے حقیقت آشکارا ہو گئی اور ان پر واضح ہو گیا کہ موتہ میں اسلامی فوج نے (خصوصاً حضرت خالدؓ کے کمان سنبھالنے کے بعد) ایسے بہادرانہ کارنامے سرانجام دیے ہیں، جو اس جیسی چھوٹی فوج کے لیے سرانجام دینے ممکن ہی نہیں ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جعفرؓ کے قتل کا اثر

حضرت جعفر بن ابی طالب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد تھے آپ نوجوان بلند اخلاق، حدئیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیاض، سخی اور بلند نظر آدمی تھے اور اسلام کے سابقون الاولون میں سے تھے اور آپ ہی کے ہاتھ پہ حبشہ کا شہنشاہ اصحمہ نجاشی مسلمان ہوا تھا، وہاں پر آپ نے مدافعت اسلام میں شاندار کارنامے سرانجام دیے اور شاہ حبشہ اور اس کے ارکان حکومت کے سامنے اسلام کا پُرامن نقطۂ نگاہ واضح کیا، جس کا مسلمان مہاجرین کی حمایت پر بڑا اثر پڑا جنہوں نے مشرکین مکہ کے ظلم سے تنگ آکر شہنشاہ حبشہ کی پناہ لی تھی اور مشرکین کے ایک ظالم وفد نے شہنشاہ حبشہ پر اثر ڈالنے کی کوشش کی تاکہ وہ مسلمانوں کو ان کے سپرد کر دے تاکہ وہ انہیں مکہ واپس لے جاکر ان پہ ظلم کریں اور ان کے دین کے بارے میں انہیں فتنہ میں ڈالیں۔

لیکن حضرت جعفرؓ نے ــــ جو شاہ حبشہ اصحمہ کے پاس، پناہ لینے والے مہاجرین کے سردار تھے ــــ کھڑے ہو کر اپنی خداداد دانش مندی، روشن دماغی نورِ بصیرت اور پُر اثر کلام کی قدرت سے، قریشی مشرکین کی اُن مجرمانہ کاروائیوں کو ناکام بنا دیا جن سے وہ مسلمانوں کو دوبارہ شرک کی گلا گھونٹنے والی فضا میں لے جانا چاہتے تھے جو ان دنوں مکہ پہ چھائی ہوئی تھی اور مشرکین بھی ان دنوں اپنی جبروت کے عنفوان میں تھے، بلکہ آپ نے شاہِ حبشہ (نجاشی) کو اس کے کلیسائی مجلس کے معارضہ کے باوجود اسلام میں داخل ہونے پہ رضامند کر لیا۔ اور باوجود اس کے کہ اس کے اعلانِ اسلام کے بعد اس کے ارکانِ دولت نے اُسے حکومت سے محروم کرنے کے لیے مسلح انقلاب برپا کرنے کی کوشش بھی کی [1]

---

[1] نجاشی نے اس انقلاب پہ قابو پا لیا اور اللہ تعالیٰ کی تائید سے وہ مسیحی قوم پہ مسلمان بادشاہ بن کر قائم رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عہدِ نبوی میں وفات دی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ غائب پڑھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت جعفر رضؓ، نجاشی اور قریش کے ان ایلچیوں کے درمیان جو نجاشی سے یہ مطالبہ کرنے آئے تھے کہ مسلمانوں کو ان کے سپرد کر دیا جائے، جو گفتگو نجاشی کے دار الحکومت میں ہوئی وہ گفتگو بڑی بامقصد تھی جس سے پتہ چلتا تھا کہ حضرت جعفر ذہانت و دانش، ایمان راسخ اور فصاحت سے بہرہ اندوز ہیں آپ نجاشی کے دربار میں مشرکین کے وفد پر حجت و منطق اور حق کے ساتھ غالب آئے اور نجاشی پر حضرت جعفر رضؓ کی گفتگو کا اس قدر اثر ہوا کہ اس نے چاہا کہ مشرکین کے وفد کو نکال باہر کرنے کا حکم دے اور اپنے ملک میں مسلمان مہاجرین کی حمایت کا اعلان کرے بلکہ حضرت جعفر رضؓ کی گفتگو سے حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی تعلیم کو معلوم کر کے اس نے اسلام میں داخل ہونا چاہا اور وہ وہی تعلیم تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے اور وہ ایک ہی طاقچہ سے تھی۔

(اس دلچسپ واقعہ کی تفاصیل سیرت ابن ہشام جلد ۱ صـ۳۵۶ اور اس کے بعد کے صفحات پر دیکھیے)

حضرت جعفر بن ابی طالب نے شرک اور مشرکین پر اسلام کی یہ فتوحات ثابت کر دیں اور انہوں نے اپنی حکمت اور قوت ایمانی سے شاہِ حبشہ کے دل میں اسلام داخل کر کے اُسے اسلام قبول کرنے پر رضامند کر لیا اور وہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا، حضرت جعفر رضؓ نے یہ سب باتیں اس وقت ثابت کر دکھائیں جب کہ آپ کی عمر تیس سال سے بھی کم تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت جعفر رضؓ سے شدید محبت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت جعفر رضؓ سے شدید محبت رکھتے تھے کیونکہ آپ میں ایسی صفات موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں، جو دوسروں میں کم ہی پائی جاتی ہیں یعنی قوتِ ایمانی، حسنِ اخلاق، پاکیزہ معاشرت، روشن ضمیری، عظیم شجاعت اور عظیم سخاوت وغیرہ آپ کے متعلق یہاں تک کہا گیا ہے کہ حضرت جعفرؓ سے بڑھ کر اور کوئی شخص رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے قریب تر نہ تھا بلکہ یہ ایک حقیقت ہے جیسے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول میں حضرت جعفرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا (آپ عمرۃ القضاء میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے) "تو خلق اور خلق میں مجھ سے مشابہ ہے" ؎۱

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت جعفرؓ کے سوا اور کسی سفر سے آنے والے آدمی کے لیے کھڑے نہیں ہوئے، حضرت جعفرؓ جب مہاجرین حبشہ کے ساتھ واپس آئے تو آپ ان کے لیے کھڑے ہوئے اور ان کی آنکھوں کی درمیان بوسہ دیا اور ان کی آمد کی خوشی میں ایک ٹانگ پر چلے ؎۲ یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حضرت جعفرؓ کا مقام بہت بلند تھا۔

بعض صحابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جعفر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل تھے، امام احمد، جید اسناد سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت جعفرؓ سے افضل آدمی نے نہ جوتا پہنا ہے اور نہ سواری پر سوار ہوا

؎۱ البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ ص۲۵۶

؎۲ البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ ص۲۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور نہ کپڑے پہنے ہیں لہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جعفرؓ کی موت پر رونا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عم زاد حضرت جعفرؓ کی موت پر شدید غم ہوا اور آپ ان کے قتل سے اس قدر متاثر ہوئے کہ غم کی وجہ سے آپ کے آنسو بہنے لگے ... آپ بنفس نفیس ان کے اہل اور بیٹوں سے ہمدردی کرنے کے لیے حضرت جعفرؓ کے گھر گئے، اس وقت وہ چھوٹے بچے تھے، مؤرخین نے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی بیوی اسماء بنت عمیس سے بیان کیا ہے وہ کہتی ہیں :-

جس روز حضرت جعفرؓ اور ان کے اصحاب شہید ہوئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے، میں نے دو سو پونڈ سالن تیار کیا اور آٹا گوندھا اور میں نے اپنے بیٹوں کو پکڑ کر ان کے منہ دھوئے اور انہیں تیل لگایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس آکر فرمایا اے اسماء، جعفرؓ کے بیٹے کہاں ہیں، میں انہیں آپ کے پاس لائی تو آپ نے ان کو اپنے جسم کے ساتھ لگایا اور سونگھا پھر آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور آپ رو پڑے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ شاید آپ کو جعفرؓ اور اس کے اصحاب کی وجہ سے تکلیف پہنچی ہے آپ نے فرمایا ہاں، وہ اس دن شہید

لہ ابن کثیرؒ اس حدیث کی غلطی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ... کہ اس کی اسناد جید ہے، آپ نے حضرت جعفرؓ کو سخاوت میں فضیلت دی ہے اور دینی فضیلت کے متعلق معلوم ہی ہے کہ حضرت صدیقؓ، فاروقؓ بلکہ حضرت عثمانؓ ان سے افضل ہیں اور ان کے بھائی حضرت علیؓ ان کے برابر ہیں یا علیؓ ان سے افضل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ شاید آپ کو جعفرؓ کی وجہ سے تکلیف پہنچی ہے آپ نے فرمایا ہاں، وہ آج قتل ہوا ہے، اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اُٹھ کر چیخنے چلانے لگی تو عورتیں میرے پاس اکٹھی ہو گئیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، اے اسماءؓ نا مناسب بات نہ کہنا اور نہ سینہ کوبی کرنا، وہ بیان کرتی ہیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے پاس چلے گئے وہ کہہ رہی تھیں اے میرے چچا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جعفرؓ جیسے آدمی پہ رونے والیوں کو رونا چاہیے، پھر آپ نے فرمایا آلِ جعفرؓ کے لیے کھانا تیار کرو وہ آج اپنے آپ سے بھی بے خبر ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ آلِ جعفرؓ کے لیے کھانا تیار کرنے سے غفلت نہ کرنا وہ تو اپنے ساتھی کے معاملے میں مشغول ہیں۔

اور عبد اللہ بن جعفرؓ سے بیان کیا گیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

مجھے وہ وقت یاد ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کے پاس آئے، آپ نے اُسے میرے باپ کی موت کی خبر دی، میں آپ کی طرف دیکھ رہا تھا آپ میرے اور میرے بھائی کے سر پہ ہاتھ پھیر رہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر آپ کی ڈاڑھی پہ ٹپک رہے تھے، پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! جعفرؓ بہتر ثواب کی طرف چلا گیا ہے اور اپنے بندوں میں سے جس کی اولاد کا تو قائم مقام بنا ہے، اس کی اولاد کا اس سے بہتر قائم مقام بن، پھر آپ نے فرمایا اے اسماءؓ کیا میں تجھے خوشخبری نہ دوں؟ اس نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں ضرور دیجیے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جعفرؓ کو دو بازو عطا کیے ہیں جن سے وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت میں اڑتا ہے، اسماء نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں لوگوں کو یہ بات بتا دیجیے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے سر پہ اپنا ہاتھ پھیرنے لگے یہاں تک کہ آپ منبر پہ چڑھ گئے اور مجھے اپنے آگے نچلی سیڑھی پہ بٹھا لیا اور غم کے آثار آپ کے چہرے پہ نمایاں تھے آپ نے فرمایا، آدمی، اپنے بھائی اور عم زاد کو بہت کچھ سمجھتا ہے، سنو! جعفر شہید ہوچکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُسے دو بازو عطا فرمائے ہیں جن سے وہ جنت میں اُڑتا ہے پھر منبر سے اُتر کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر گئے اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے اور آپ نے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا جو میرے گھر والوں کے لیے تیار کیا گیا اور آپ نے میرے بھائی کو بھی بُلا بھیجا اور ہم نے آپ کے ہاں کھانا کھایا، خدا کی قسم وہ کھانا بڑا مبارک اور طیب تھا آپ کی خادمہ سلمی نے جا کر جَو پیسے پھر انہیں صاف کیا، پھر انہیں پکایا اور تیل سے تر کیا اور ان پر سیاہ مرچ ڈالی اور میں نے اور میرے بھائی نے آپ کے ساتھ کھانا کھایا ہم نے تین دن آپ کے گھر میں قیام کیا۔ جب کبھی آپ اپنی کسی بیوی کے گھر جاتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ گھومتے پھرتے، پھر ہم اپنے گھر واپس آگئے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں اپنے بھائی کی بکری کا سودا کر رہا تھا آپ نے فرمایا اے اللہ اس کے سودے میں برکت دے، عبداللہ کہتے ہیں کہ.... میں نے جو چیز بھی بیچی یا خریدی اس میں برکت ہوئی۔

حضرت جعفرؓ کے چھوٹے بچے

امام احمدؒ نے عبداللہ بن جعفرؓ سے ایک حدیث بیان کی ہے اس میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفرؓ کو تین دن مہلت دی کہ آپ ان کے پاس آئیں گے، پھر آپ نے ان کے پاس آکر فرمایا آج کے بعد میرے بھائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر نہ رونا، میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس بلا لاؤ، ہمیں لایا گیا تو ہم بہت چھوٹے تھے آپ نے فرمایا حجام کو میرے پاس بلا لاؤ، حجام کو لایا گیا تو اس نے ہمارے سروں کو مونڈا، پھر فرمایا، محمد! تو ہمارے چچا ابوطالب کے مشابہ ہے اور عبد اللہ، خلق و خُلق میں مجھ سے مشابہ ہے پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا اے اللہ! جعفرؓ کے اہل میں اس کا قائم مقام بن جا اور اس کے اہل میں برکت دے اور عبد اللہ کے ہاتھ کے سودے میں برکت دے، آپ نے یہ دُعا تین بار کی - عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہماری والدہ نے آکر ہماری یتیمی اور اپنے غم کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کیا تو ان کی ناداری سے ڈرتی ہے حالانکہ میں دنیا اور آخرت میں ان کا ولی ہوں، اس حدیث کو نسائیؒ نے السیر میں بیان کیا ہے اور اس کا کچھ حصہ ابو داؤد نے روایت کیا ہے [1]

معرکۂ موتہ کے تینوں اُمراء کی فضیلت

معرکہ موتہ میں شہید ہونے والے اُمراء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمایاں اور معزز اصحاب میں سے تھے جن میں سے دو مہاجر تھے یعنی حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت زید بن حارثہ اور ایک انصاری تھا یعنی حضرت عبد اللہ بن رواحہ، اور سب کے سب اسلام کے سابقون الاوّلون میں سے تھے حضرت زید بن حارثہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب کہا جاتا تھا اور ان کے لیے یہی فضیلت اور فخر کافی ہے کہ انہوں نے بچپن ہی سے نبوت کی گود میں تربیت پائی تھی، آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی اور رسالت کے

---

[1] مغازی الواقدی ص ۷۶۶-۷۶۶، البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۲۵۲-۲۵۱، الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ا ص ۳۳۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ مبعوث ہونے کے وقت بھی آپ کے محبوب تھے اور اوّلین ایمان لانے والوں میں سے تھے۔

حضرت زید ممتاز جانباز تھے اسی وجہ سے جزیرہ کے اندر مشرکین سے جنگ کرنے کے لیے آپ نے کئی سرایا کی کمان سنبھالی، حضرت جعفرؓ کی تاریخ اور ان کے کچھ حالات تفصیل کے ساتھ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں ......
حضرت جعفرؓ ظہور اسلام کے اوائل سے لے کر معرکہ خیبر تک سمندر سے درے مہاجرین کے امیر بن کر حبشہ میں ان کے حالات کی نگرانی کرتے رہنے کی وجہ سے غائب رہے ہیں اس لیے آپ مشرکین کے خلاف حربی معرکوں کے شرف میں شامل نہیں ہو سکے ...... اس لیے معرکہ موتہ پہلی حربی کاروائی تھی جس میں شریک ہو کر آپ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، آپ خزرجی انصار کے سرداروں میں سے تھے اور اسلام کے سابقون الاولون میں سے تھے آپ عقبہ کی تاریخی بیعت میں شامل تھے اور انصار کے ان بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے جنہیں ان کی قوم نے منتخب کیا تھا تاکہ وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنے نام سے معاہدہ بیعت عقبہ کی باتوں کی تنفیذ کی نگرانی کریں، آپ ممتاز شعراء میں سے تھے اور آپ اپنے دونوں ساتھیوں حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ کی طرح قطعی جنتی ہیں۔

ان تینوں اُمراء کی تاریخ کی بھرپور تفاصیل، ابن حجرؒ کی (الاصابہ، اور ابن عبدالبر کی نسب الاشراف اور الاستیعاب اور محمد یوسف کاندھلوی کی حیاۃ محمد میں دیکھیے یہ قیمتی کتاب چار جلدوں میں ہے۔

٦

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوہ ذات السلاسل[1] ۔ جمادی الاخرۃ ۸ھ

قبیلہ قضاعہ[2] اور اس سے متفرع ہونے والے قبائل جن میں بلی، بہراء، بلقین

---

[1] امتاع الاسماع میں ہے کہ ذات السلاسل مدینہ سے وادی القریٰ کے پیچھے ہے اس کے اور مدینہ کے درمیان دس روز کی مسافت ہے۔

[2] معجم قبائل العرب میں ہے کہ قضاعہ ایک عظیم قبیلہ ہے اور نسابوں نے اس کے متعلق اختلاف کیا ہے بعض قضاعہ کو حمیر کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قضاعہ بن مالک بن عمرو بن مرہ بن زید بن مالک بن حمیر، اور بعض قضاعہ کو عدنانیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قضاعہ بن معد بن عدنان، اور مشہور یہ ہے کہ قضاعہ حمیر کے قحطانیوں میں سے ہے، قضاعہ کے دیار شحر اور پھر نجران میں تھے پھر یہ جزیرہ کے انتہائی شمال مشرق میں آگئے، اور وہیں پھیل گئے اور ان کی حکومت کا علاقہ حجاز، عراق، شام اور عقبہ شرقیہ کی خلیج کے تمام ساحلوں کے درمیان پھیلا ہوا تھا اور ان کی حکومت اردن کے اندر کرک کے پہاڑوں تک پھیلی ہوئی تھی، معجم القبائل میں ہے کہ عیسائی ان کے درمیان پھیلے ہوئے تھے اور رومیوں نے ان کو عرب بدوؤں پر حاکم بنایا ہوا تھا۔

بلی کے قبائل بہت بڑے ہیں جو قضاعہ سے متفرع ہیں اور وہ بلی بن عمرو بن الحافی بن قضاعہ ہیں۔ معجم القبائل العرب میں ہے کہ ان کے مساکن مدینہ اور وادی القریٰ کے درمیان دار جہینہ کے الگ ہونے کی جگہ سے حدود جذام تک ہیں جو سمندر کے کنارے واقع ہے پھر ان کا خشک دایاں پہلو تبوک، جبال شراۃ اور معان تک ہے، ابن خلدون کہتا ہے کہ بلی کے مساکن جہینہ (باقی صفحہ ۳۴۹ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عذرہ شامل ہیں یہ ان عظیم عربی قبائل میں سے ہیں جو عہد نبوی میں اسلام کے دشمن اور رومیوں کے دوست تھے اور ہم نے دیکھا کہ قضاعہ کے قبائل معرکہ موتہ میں مسلمانوں کے مقابلہ میں رومی فوج میں نیزے کا سرا بنے ہوئے تھے اور جن ایک لاکھ عیسائی عربوں کو رومیوں نے شام کی بلندیوں سے مسلمانوں سے لڑنے کے لیے اکٹھا کیا تھا، ان کا سالار، قضاعہ کا ایک سردار مالک بن رافلہ تھا جو معرکہ موتہ میں عیسائی عربوں کی کمان کرتا ہوا بیج کھیت رہا۔

معلوم ہوتا ہے کہ قضاعہ کے قبائل جن کے قبیلے جزیرہ عرب کے شمال مغربی کونے جس میں ذات السلاسل بھی شامل ہے اور شام کے جنوب مغربی کونے میں جو بلقاء کی جانب ہے، کے وسیع علاقے میں سکونت پذیر تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے رومی حلیفوں کا محتاج ہونے کی وجہ سے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے فوجوں کو اکٹھا کیا تھا اسی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ

(بقیہ حاشیہ ص ۳۴۸)

کے شمال سے عقبہ ایلہ تک تھے جو بحر قلزم سے خلیج کے مشرقی کنارے پر ہے اور ان میں سے بہت سی اقوام گزر کر مغربی کنارے پر چلی گئیں اور صعید مصر اور بلاد حبشہ کے درمیان پھیل گئیں، استاذ عمر کحالہ اپنی کتاب معجم قبائل العرب میں کہتا ہے کہ اسلامی دور میں بلی، غزوہ موتہ میں ہرقل کے ساتھ شامل ہوا اور اس کے ساتھ لخم، جذام، بلقین، بہراء اور بلی کے مستعربہ کی بہت بڑی تعداد تھی جو ایک لاکھ تک پہنچتی تھی اور ان کا سربراہ بلی کا ایک آدمی تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم نے نہایت سُرعت سے ایک بہت بڑا فوجی دستہ ان اعراب کی سرکوبی کے لیے بھیجا .... آپ نے یہ دستہ موتہ کے فیصلہ کن معرکہ پر نصف ماہ گزرنے سے قبل ہی شمال میں دیارِ قضاعہ کی طرف بھیجا، غزوہ موتہ جمادی الاولیٰ میں ہوا، اور غزوہ ذات السلاسل جمادی الآخرہ ۸ھ میں ہوا۔

"صحیح بات یہ ہے کہ غزوہ ذات السلاسل، دراصل معرکہ موتہ کا پھیلاؤ ہے کیونکہ وہ عناصر جن کی سرکوبی کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستہ بھیجا تھا دراصل انہیں عناصر نے رومیوں کی مدد سے معرکہ موتہ میں اسلام کی چھوٹی سی فوج کو کچلنے کی کوشش کی تھی اور نبوی دستہ جس علاقے تک مارچ کرتا ہوا پہنچا وہ وہی علاقہ تھا جس تک حضرت زید بن حارثہ کی کمان میں اسلامی فوج موتہ تک پہنچی تھی اس لیے ہم نے اس غزوہ کو بایں لحاظ کہ یہ معرکہ موتہ کا پھیلاؤ ہے، اس کتاب میں درج کیا ہے۔

نبوی انٹیلی جینس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی خبر پہنچانا

مدینہ کا فوجی جاسوس بیڑا ابھی ان اعراب سے غافل نہیں تھا، یہ بیڑا ان کی حرکات کی نگرانی کر رہا تھا اور ان کی خبریں بھی حاصل کر رہا تھا، خصوصاً موتہ میں ہونے والی جنگ کے بعد۔

جونہی دشمن اعراب نے فوجوں کو جمع کرنا شروع کیا اور ان کے سالاروں نے ایک دوسرے سے مل کر مدینہ سے جنگ کرنے کا منصوبہ بنایا نبوی جاسوس بیڑے کو بھی ان کے ارادوں کی مکمل تفاصیل اور مسلمانوں کے ان دشمن اعراب کی حرکات کا علم ہوگیا اس بیڑے نے انتہائی سرعت کے ساتھ ان اعراب کے متعلق اور ان کے مدینہ سے جنگ کرنے کے عزم کے متعلق ایک مفصل بیان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے مارچ سے قبل ان سے جنگ کرنے کے لیے جلدی کرنا

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فوجی جاسوسوں کے بیان سے آگاہ ہوئے تو آپ نے معرکہ کو ان کے گھروں میں منتقل کرنے اور ان کے مارچ کرنے سے قبل اپنی فوج کے ساتھ ان کے گھروں پر اچانک حملہ کرنے کا فیصلہ کیا، جب آپ کو کسی فوج کے متعلق اطلاع ملتی کہ وہ مدینہ سے جنگ کا ارادہ رکھتی ہے تو آپ کا اکثر دستور یہی ہوتا تھا کہ آپ اس کے گھر پہ حملہ کرنے کا فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تیزی سے ایک فوج جمع کی جو اوّل اوّل تین سو جانبازوں پر مشتمل تھی پھر آپ نے اسے کمک پہنچائی تو وہ پانچ سو جانبازوں کی فوج بن گئی۔

سالار عمرو بن العاص

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں عمرو بن العاص سہمی کو بلا کر اس فوج کی کمان اس کے سپرد کی اور اس کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس فوج سے ان اعراب کے دیار کو پامال کر دے اور اس کی طاقت کو کچل کر انہیں ذلیل کر دے اور آپ نے سالار عمرو بن العاص کے لیے سفید جھنڈا باندھا۔

روایت ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ میں عمرو کو فوج کا سالار مقرر کیا تو آپ نے اسے فرمایا، میں تجھے فوج پر سالار بنا کر بھیجنا چاہتا ہوں اللہ تجھے غنیمت دے گا اور تجھے محفوظ رکھے گا عمرو کہتے ہیں، میں نے کہا میں مال کی محبت کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوا، آپ نے فرمایا، اچھا مال، اچھے آدمی کے لیے کیا ہی اچھا ہے [1]

---

[1] سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۳۱۴، الاصابہ فی تمیز اسماء الصحابہ (حالات عمرو بن العاص)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن العاصؓ کا پہلی بار سالار بننا

جس طرح حضرت خالدؓ بن ولید نے (تینوں سالاروں کی شہادت کے بعد) موتہ میں فوج کی کمان سنبھالی تھی اور یہ آپ کے اسلام لانے کے بعد مجاہد فی سبیل اللہ بن کر آپ کی پہلی حربی کاروائی تھی، اسی طرح غزوۂ ذات السلاسل میں حضرت عمرو بن العاص نے بھی اپنے اسلام لانے کے بعد مجاہد فی سبیل اللہ بن کر پہلی جنگ کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات السلاسل میں فوج کی کمان حضرت عمرو بن العاص کے سپرد کی یہ فوج مہاجرین اور انصار کے سرداروں پر مشتمل تھی جن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عامرؓ بن ربیعہ، حضرت صہیبؓ رومی، حضرت سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل اور حضرت سعد بن ابی وقاص جیسے مہاجرین شامل تھے اور انصار کے سرداروں میں سے حضرت اُسید بن حضیر، حضرت عباد بن بشر اور حضرت سلمہ بن سلامہ اور حضرت سعد بن عبادہ شامل تھے اور عجیب بات یہ ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص نے اس فوج کی کمان سنبھالی جو سابقون الاولون انصار و مہاجرین پر مشتمل تھی۔ تو اس وقت آپ کے اسلام پر چار ماہ سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کیونکہ آپ اور حضرت خالدؓ بن ولید ماہ صفر ۸ھ میں مسلمان ہوئے تھے اور غزوہ ذات السلاسل کی کمان آپ نے جمادی الآخرہ ۸ھ میں کی۔

بلاشبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تصرف میں اپنے اصحاب کی تربیت کا سامان پایا جاتا ہے اور الٰہی حکمت پائی جاتی ہے جس کے پیچھے ان کی تعلیم کا مقصد کارفرما ہے کہ اپنے ہمسر عسکری سالار کی سمع واطاعت کیسے کی جاتی ہے، خواہ وہ لوگ اس سے افضل ہوں اور اسلام اور جہاد میں اس سے اپنی جانوں اور مالوں کا خرچ کرنے میں بہت زیادہ آگے ہوں۔

حضرت عمرو بن العاص اگرچہ موخر الاسلام تھے مگر فوجی کمان اور سیاسی مہارت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یے فن میں بڑے ممتاز تھے اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس فوج کی کمان سپرد کی جس کے سپاہیوں میں مہاجرین اور انصار شامل تھے۔......

جب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے خلافت سنبھالی تو ان دونوں حضرات نے بھی انصار اور مہاجرین کے سادات پر عمرو بن العاص کو کمان دینے میں مقدم کیا اور خلیفہ اوّل کے عہد میں آپ ان چار فوجوں کے سالاروں میں سے ایک تھے جو شاہ ہرقل کے عہد میں جنگ کرتے ہوئے حدودِ شام سے پار ہو گئی تھیں اور حضرت فاروق کے عہد میں آپ ہی وہ اسلامی سالار تھے جنہوں نے مصر کو رومی قبضے سے آزاد کروایا تھا اور تمام مصر آپ ہی کی کمان میں فتح ہوا تھا۔

فوج کا مدینہ سے مارچ کرنا

ماہ جمادی الآخرۃ ۸ھ میں سالار عمرو بن العاص نے فوج کے ساتھ جو تین سو جانبازوں پر مشتمل تھی شمال کی طرف شام سے متصل حدود کی جانب مارچ کیا جہاں پر رومیوں کے دوست عیسائی عرب قبائل جمع ہوئے تھے، حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ تیس سوار تھے [1] سالار اپنی فوج کو تیزی سے چلائے چلا جا رہا تھا کہ دشمن کو غفلت میں پکڑ لے ـــــ نبوی سرایا اور دستوں کے دستور کے مطابق ـــــ سالار عمرو بن العاص رات کو فوج کے ساتھ چلتے اور دن کو روپوش ہو جاتے۔ مدینہ سے فوج کو مارچ کیے دس دن ہو چکے تھے، اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص اپنی فوج کے ساتھ دشمنوں کے دیار کی اطراف میں سلاسل کے پانی پر اُتر گئے، اسی کے نام پر اس غزوہ کا نام بھی رکھا گیا ہے۔

حضرت عمرو بن العاص کا مدینہ سے کمک طلب کرنا

حضرت عمرو

---

[1] امتاع الاسماع ص ۳۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن العاص نے اپنے آگے بھیس بدل کر فوجی جاسوس بھیجے تاکہ وہ دشمن کے دیار اور اس کے جمع ہونے کی جگہوں میں چلے جائیں اور اس کی فوج اور اس کے ارادوں کی حقیقت سے واقفیت حاصل کرلیں اور پھر سالار عمرو کو اس بارے میں مفصل اطلاع دیں تاکہ ان دشمنوں کے خلاف آپ کی فوجی کارروائی انجام کو مدِنظر رکھ کر کی جائے۔

فوج کے جاسوس جوانوں نے اپنا کام بخوبی سرانجام دیا اور وہ قضاعہ اور بلی اور ان کے حلیف دشمنوں کے دیار تک پہنچ کر ان کے پڑاؤ کے اندر ان سے گھل مل گئے اور انہیں اس کا علم بھی نہ ہوا، پھر وہ سالار فوج حضرت عمرو بن العاص کے پاس واپس آئے اور انہوں نے ان اعراب کے اکٹھے اور ان کی فوج اور ان کے جمع ہونے کی جگہوں کے متعلق ایک مفصل بیان دیا جو زبانی تھا۔

سالار عمرو پر اس بیان سے واضح ہوگیا کہ قضاعہ، بلی اور ان کے حلیف جو عذرہ اور قین سے ہیں، بہت بڑی تعداد میں جمع ہیں اور جس فوج کی کمان حضرت عمرو بن العاص کر رہے ہیں، وہ ان سے لڑنے کے لیے کافی نہیں اس لیے سالار عمرو نے فیصلہ کیا کہ ان لوگوں پر حملہ کرنے میں جلدی نہ کی جائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط لکھ کر کمک طلب کی جائے پھر آپ نے فوج کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کے دیار سے تھوڑا سا پیچھے ہو جائے اور چھپی رہے تاکہ انہیں عمرو اور اس کے اصحاب کے متعلق مدینہ سے کمک آنے تک معلوم نہ ہوسکے، سالار عمرو کو اپنے آپ کو اور اپنی فوج کو ذات السلاسل میں دشمن کی نگاہوں سے چھپانے کا اس قدر اشتیاق تھا کہ آپ نے حکم دیا کہ رات کو کوئی آدمی آگ نہ جلائے تاکہ دشمن کو ان کے متعلق پتہ نہ چل جائے اور یہ وقت سردی کا تھا اور کڑاکے کی سردی پڑ رہی تھی، حضرت عمرؓ کے بعض سپاہیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے رات کو گرمی حاصل کرنے کے لیے آگ جلانی چاہی تو سالار عمرو نے انہیں اس بات سے منع کیا تو وہ برافروختہ ہو گئے اور ان کو یہ مناہی شاق گزری کیونکہ وہ شمال میں تھے جو مشہور سرد علاقہ ہے۔

ایک مہاجر نے سالار عمرو سے گفتگو کی کہ وہ فوج کو رات کے وقت گرمی حاصل کرنے کے لیے آگ جلانے کی اجازت دیں تو عمرو نے اس سے سخت کلامی کی اور ایک ذمہ دار دانا فوجی سالار کے لہجے میں کہا، تو سالار نہیں، میں سالار ہوں، سن اور اطاعت کر، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب فوجی ڈسپلن اور حربی تربیت کی چوٹی پر تھے۔ اسی لیے سالار فوج عمرو بن العاص نے مہاجر صحابی سے کہا، سن اور اطاعت کر، اس نے کہا میں ایسے ہی کروں گا اور ذات السلاسل میں رات کو فوج پر آگ جلانا مسلسل ممنوع رہا حتیٰ کہ مدینہ سے کمک آ گئی اور سالار عمرو نے دشمنوں پر اپنے جنگی حملوں کی کاروائیاں شروع کر دیں۔

بعض لوگوں نے حضرت عمرو کو اس سختی پر ملامت کی ہے جو انہوں نے مہاجرین کے جواب میں اس وقت اختیار کی تھی جب انہوں نے فوج کے واسطے سردی دُور کرنے کے لیے اجازت طلب کی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کے پڑاؤ کے قریب رات کو آگ جلانے سے منع کرنے پر حضرت عمرو کو ملامت نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس بات کا خوف تھا کہ کہیں دشمن، فوج کی جگہ کو معلوم کر کے مدینہ سے کمک آنے سے قبل ہی اس پر جلدی سے حملہ نہ کر دے، سالار عمرو بن العاص اپنی فوج کی سلامتی کے ذمہ دار تھے ان کے لیے ایسے اقدامات کرنے ضروری تھے جو اس سلامتی کے ضامن ہوں خواہ یہ اقدامات سخت اور گراں ہی معلوم ہوتے ہوں، آپ نے دیکھا کہ رات کو آگ جلانا ——— اس دشمن فوج کے قریب جس پر آپ اچانک حملہ کرنا چاہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور مدینہ سے کمک آنے سے قبل اس کے ساتھ جنگ کرنے سے بچنا چاہتے تھے فوج کی سلامتی کے لیے خطرہ ہے کیونکہ رات کو آگ جلانے سے دشمنوں کو آپ کی فوج کی جگہ کا پتہ چل سکتا تھا۔

حضرت عمروؓ بن العاص کی مدد کے لیے کمک کا مدینہ سے مانگ کرنا

سالار عمرو بن العاص کو اپنے جاسوسوں کے بیانات سے معلوم ہو گیا کہ دشمن کی فوج کی قوت اس حد تک زیادہ ہے کہ وہ اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ نے فوراً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مدینہ میں آدمی بھیجا کہ وہ آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کرے اور آپ سے زبردست کمک کا مطالبہ کرے تاکہ وہ دشمن کو ذلیل کر سکیں اور اس کی طاقت کو ختم کر سکیں اور اس کی اس فوج کو پراگندہ کر سکیں جو مدینہ پر غارت گری کرنے کے لیے جمع ہوئی ہے۔

حضرت عمروؓ کا ایلچی دربار نبوی میں

سالار عمرو نے کمک کے حصول کے لیے جس شخص کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا وہ رافع بن مکیث جہنی تھا، رافع نے مدینہ پہنچ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سالار عمرو کا پیغام دیا، جب حضور علیہ السلام کو حقیقت حال سے آگاہی ہوئی تو آپ نے نہایت سرعت سے سالار عمرو کو، دو سو انصار اور مہاجرین کی کمک پہنچائی، جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمرؓ بن الخطاب جیسے سردار بھی شامل تھے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کمک کی کمان حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کے سپرد کی۔

حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت عمروؓ کا اختلاف

کمک کے سالار حضرت ابو عبیدہؓ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی امدادی فوج کے ساتھ شمال کی طرف تیزی سے مارچ کیا تاکہ سالار عمرو بن العاص سے جا ملیں جنہوں نے اپنی فوج کے مارچ کو روک رکھا ہے اور اس کے ساتھ ذات السلاسل میں مدینہ سے کمک کے انتظار میں پڑاؤ کیا ہوا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو تاکید کی کہ جب وہ عمرو سے ملیں تو اُن سے اختلاف نہ کریں، حضرت ابو عبیدہ اپنی امدادی فوج کے ساتھ ذات السلاسل میں حضرت عمرو کے پاس پہنچ گئے، اور مسلمانوں کی فوج مضبوط ہو گئی اور وہ پانچ سو جانباز ہو گئے۔

ابو عبیدہ کے اپنی فوج کے ساتھ پہنچنے کے بعد آپ نے فوج کی امامت کرانی اور نماز میں عمرو سے متقدم ہونا چاہا تو عمرو نے اعتراض کرتے ہوئے احتجاجاً کہا، آپ میری مدد کے لیے آئے ہیں آپ میری امامت نہیں کر سکتے میں امیر ہوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو صرف میری مدد کے لیے بھیجا ہے، مہاجرین نے (حضرت ابو بکر رضؓ، حضرت عمر رضؓ اور حضرت سعدؓ بن وقاص جیسے آدمیوں نے) عمرو سے کہا ہرگز نہیں، آپ اپنے اصحاب کے امیر ہیں اور یہ اپنے اصحاب کے امیر ہیں، عمرو نے کہا، نہیں بلکہ تم ہمارے امدادی ہو، جب حضرت ابو عبیدہ نے یہ اختلاف دیکھا۔ آپ بڑے خوش اخلاق اور نرم طبیعت آدمی تھے۔ تو فرمایا عمرو مطمئن رہیے اور جان لیجیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری بات مجھے فرمائی وہ یہ تھی کہ "جب تو اپنے ساتھی کے پاس جائے تو دونوں اطاعت کرنا اور اختلاف نہ کرنا۔" خدا کی قسم اگر تو نے میری بات نہ مانی تو میں تیری اطاعت کروں گا پس ابو عبیدہ نے اطاعت اختیار کر لی اور حضرت عمرو فوج کو نماز پڑھانے لگے[1]

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۷۱ تحقیق ڈاکٹر مارسڈن جونس مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور و تدبّر کا مقام

ہم مسلمانوں کے لیے مناسب ہے ــــ خصوصًا عربوں کے لیے ہم ہمیشہ ہی جنگ کی تاریخ کے تاریک ترین دَور سے گذرے ہیں بلکہ لیڈرشپ کے لیے جنگ، فریب اور گالی گلوچ کے مراحل سے بھی گزرے ہیں، ہم نے دشمن کے لیے میدان خالی کر دیا ہے، وہ جو چاہے، کرے، ہمیں ذلیل کرے، ہمیں بے عزت کرے ہمارے اکثر علاقوں میں تمام کوششوں کی بنیاد، ہمیں اندر سے تباہ کرنے پر ہے اس لیے مناسب ہے کہ ہم اس واقعہ پر غور و تدبر کے لیے (اگر ہم نصیحت اور عبرت حاصل کرنا چاہتے ہیں) کچھ دیر ٹھہر جائیں۔

تاکہ ہم ان لوگوں کی اخلاقی بلندی اور دقیق ڈسپلن اور اتحاد و اتفاق کی خاطر جاہ و منصب کی قربانی کو دیکھ سکیں جن کو اسلام نے ادب سکھایا تھا اور قرآن نے ان کی احسن تربیت کی تھی۔ اور وہ اسلام اور اُمت کے مفاد کو ہر مصلحت اور غرض سے بالا سمجھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ انہیں ہر میدان میں فتح اور غلبہ حاصل ہوا۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح سابقون الاولون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چنیدہ مومن اصحاب میں سے تھے اور جب سے آپ کی دعوت کا آفتاب طلوع ہوا تھا وہ آپ کے ساتھ تھے اور جب مکہ میں آپ پر سخت تکلیف کے ایام تھے اس وقت بھی وہ آپ کی دعوت کی خوشی اور غم میں شامل تھے۔

اور حضرت عمرو بن العاص اس غزوہ سے صرف چار ماہ قبل ہی اسلام میں داخل ہوئے تھے جس کی فوجوں کی کمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔

پس ابوعبیدہ اور آپ کے ساتھی مہاجرین کے سرداروں اور ارکان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تھے — جیسے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ — وہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابوعبیدؓ، عمرو سے فوج کو امامت کرانے میں بہتر ہے کیونکہ حضرت ابوعبیدہ، مہاجرین اور سابقون الاولون میں سے تھے۔

لیکن حضرت عمرو بن العاص کی رائے تھی کہ اس موضوع میں فضیلت اور تقدم کا کوئی دخل نہیں، حضرت عمرو کا یہ خیال فوجی ڈسپلن اور قیادتی التزام کے مطابق تھا۔

حضرت عمرو بن العاص اس غزوہ میں فوج کے سالار اوّل تھے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس کا جھنڈا عطا فرمایا تھا اور یہ جنگ قضاعہ بلی، عذرہ کے قبائل اور ان کے حلیف دشمنوں کے ساتھ تھی، اس اساس پر مدینہ سے غزوہ ذات السلاسل کے سالار نے مارچ کیا اور ابوعبیدہ اور آپ کے اصحاب حضرت عمرو کے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمک طلب کرنے پر، ان کی مدد کے لیے آئے تھے۔

بلاشبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعلیٰ تجربہ کار سالار کی طرح توقع رکھتے تھے کہ ابوعبیدہ اور عمرو دونوں سالاروں کے درمیان اختلاف ہوگا اس لیے آپ نے حضرت ابوعبیدہ کو وصیت کی کہ وہ عمرو سے اختلاف نہ کریں یہی وجہ ہے کہ امین امت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے اختلاف کے ختم کرنے میں جلدی کی اور باوجود اس کے کہ حضرت ابوعبیدہ کا دستہ چنیدہ مہاجرین اور انصار پر مشتمل تھا پھر بھی آپ نے کمان، حضرت عمرو بن العاصؓ کے سپرد کر دی، اس واقعہ میں ہر چھوٹے بڑے عہدیدار کے لیے سبق اور عبرت ہے۔

حضرت عمرو بن العاص کا ان چنیدہ مہاجرین اور انصار پر حاکم بننا جوان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے افضل اور نصرت اسلام میں مقدم تھے، اس میں تربیتی میدان معنوی اصلاح، فوجی ڈسپلن اور اخلاقی تہذیب کی بہت سی باتیں پائی جاتی ہیں، بلکہ یہ ایک مستقیم حربی طریق اور دقیق فوجی ڈسپلن کا مضبوط اصول ہے پس ان چنیدہ صحابہ پر حضرت عمروؓ کے حاکم بننے کا مفہوم یہ ہے (اسلامی فوجی تربیت کے نقطہ نظر سے) کہ ذمہ دار انصاف پسند سالار اعلیٰ کے احکام بحث کو قبول نہیں کرتے خصوصاً جنگ کے حالات میں، اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، اور حضرت سعدؓ بن عبادہ جیسے اشخاص پر، حضرت عمروؓ بن العاص کو سالار مقرر کرنے میں ایک اور بڑا سبق بھی ہے کہ انسان کی نیکی، تقویٰ اور نصرت اسلام میں سابق ہونے کا مفہوم یہ نہیں کہ اُسے ہمیشہ سیادت اور فوجوں کی قیادت کا زیادہ حق حاصل ہے، اس جگہ جنگی تجربے اور قیادت کی مہارت اور عسکری سیاست کی مہارت کو زیادہ حق حاصل ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص کو اس فوج کی عام کمان عطا فرمائی جس میں اسلام کے سابقون الاولون کے چنیدہ لوگ شامل تھے اور حضرت عمروؓ اپنی سیاسی تجربہ کاری اور جنگی قابلیت کے با وجود ان انصار و مہاجرین میں سے کسی ایک کے مقام کو بھی فضیلت اور نصرت اسلام میں سبقت کے لحاظ سے نہ پہنچ سکتے تھے۔ جب انہیں ان اصحاب کی کمان عطا کی گئی ان کے اسلام پر چار ماہ سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا، اس کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی کمان عطا فرمائی اور وہ سپاہی بن گئے اور وہ ان کے حکم کی فرماں برداری کرتے تھے کیونکہ وہ جنگی حالات کے ماہر تھے[1]

---

[1] اور حضرت ابوبکر صدیق رضا نے ان کے فنون حرب کی مہارت کو (باقی ص ۳۶۱ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا مفہوم یہ نہیں کہ ان انصار و مہاجرین میں فوج کی کمان کی اہلیت نہ تھی، ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے فوج کی کمان کی تھی جیسے عمرو، اور فتوحات حاصل کی تھیں جیسے حضرت سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہؓ بن الجراح، بہرحال غزوہ ذات السلاسل میں جو کچھ ہوا یعنی سادات مہاجرین و انصار کو مطیع بنا کر اس کی قیادت عمرو بن العاص جیسے آدمی کو دے دی گئی جو بلاشبہ فضیلت و سابقیت میں ان سے بہت کم رتبہ تھا —— یہ وہ صحیح اور سبدھی لائن ہے جسے اپنے بعد آنے والے اُمت محمدیہ کے لوگوں کے لیے اُن نیک اور کریم سرداروں نے (نبوت کی بلند تربیت کے دوران) قائم کیا ہے تاکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے اعلیٰ مفاد کے لیے قربانی کرنے اور اپنی ذات کو بھول جانے کے میدان میں اس لائن پہ چلیں جو لوگ اسلام کی فتح اور مسلمانوں کے اعزاز کے خواہاں ہیں وہ اس سے عبرت اور نصیحت حاصل کر سکتے ہیں۔

غزوہ نے اپنے مقاصد پورے کیے

جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں، بیانات ثابت کرتے ہیں کہ قضاعہ، بلی اور عذرہ کے قبائل، رومی شہنشاہیت کے دوست تھے جو جزیرہ عرب کی شامی حدود کے قریب مدینہ سے جنگ کرنے کے لیے

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) دیکھا ہے، سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۳۱۴ پر ہے کہ جب ابو عبیدہ اور عمرو بن العاص کا اختلاف ہوا اور عمرو نے حکم دیا کہ فوج رات کو آگ جلانے سے باز رہے تو حضرت ابن خطاب غصے ہو گئے اور عمرو کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں روکا اور کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اُن کی مہارت جنگی کی وجہ سے سالار بنایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکٹھے ہو گئے تھے، پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کی اور حضرت عمرو بن العاص کو بھیجا پھر انہیں دو سو جانبازوں کی کمک پہنچائی تو ان کے پاس پورے پانچ سو جانباز صحابہ جمع ہو گئے۔

جب سالار عمرو کے پاس یہ تعداد پوری ہو گئی تو آپ نے یکے بعد دیگرے ان دشمن قبائل سے جنگ کرنا اور ان کے دیار کو برباد کرنا شروع کر دیا اور آپ ان کی جمعیت کو پریشان کرنے اور ان کی طاقت کو توڑنے اور انہیں ذلیل کرنے میں کامیاب ہو گئے اس طرح آپ نے ان کے سالاروں سے یہ خیال نکال دیا کہ وہ مدینہ سے جنگ کرنے کی قدرت رکھتے ہیں، مورخین نے بیان کیا ہے کہ قضاعہ، بلی، عذرہ اور بلقین کی فوجیں —— باوجود اپنی کثرت کے اور باوجود رومیوں کی مالی اور اسلحی مدد کے —— عمرو بن العاص کی فوج کا سامنا کرنے سے عاجز آ گئیں، تھوڑا عرصہ وہ ثابت قدم رہیں پھر وہ اپنے دیار و اموال کو، جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں غنیمت بن کر آیا، چھوڑ کر میدانوں اور پہاڑوں میں پراگندہ ہو کر بھاگ گئیں۔

حضرت عمرو بن العاص نے مسلسل ان اعراب کا تعاقب کیا اور تعاقب میں ان کے ملک کے آخر تک پہنچ گئے تعاقب کے درمیان آپ کو تھوڑی سی مقاومت کا سامنا کرنا پڑا جسے اسی وقت کچل دیا گیا اور جب حضرت عمرو بن العاص کی فوج تعاقب میں ان کے ملک کے آخر تک پہنچ گئی تو سالار عمرو نے حکم دیا کہ تعاقب بند کر دیا جائے اور مسلمانوں نے چاہا کہ وہ مشرکین کا تعاقب جاری رکھیں تو حضرت عمروؓ نے انہیں اس خوف سے روک دیا کہ کہیں وہ ان کی کمین گاہوں میں نہ جا پڑیں۔

واقدی اس غزوہ میں مسلمانوں کی فتح کے واقعات کو بیان کرتا ہوا کہتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس حضرت عمروؓ کی طرف فوج لوٹ آئی اور وہ پانچ سو آدمی ہو گئے — آپ نے دن رات چلتے ہوئے بلی کے علاقے کو پامال کر دیا اور بلی کو ذلیل کر دیا اور جب کبھی آپ کسی ایسی جگہ پہنچتے جہاں فوج ہوتی تو وہ آپ کے متعلق سنتے ہی تتر بتر ہو جاتی، یہاں تک کہ آپ بلی، عذرہ اور بلقین کے دور دراز علاقے میں پہنچ گئے اور اس کے آخر میں آپ کو ایک فوج سے جو زیادہ نہیں تھی جنگ کرنی پڑی انہوں نے ایک گھنٹہ تک جنگ کی اور ایک دوسرے پر تیر اندازی کی، اور اس روز، عامر بن ربیعہ کی کہنی پر تیر لگا اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ بھاگ گئے اور انہیں ملک میں بھاگنے سے روک دیا گیا اور وہ منتشر ہو گئے اور حضرت عمرو بن العاص نے وہاں کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا اور کئی روز تک وہاں قیام کیا اور آپ نے ان کی فوج اور مقام کے متعلق کوئی بات نہ سنی، آپ سواروں کو بھیجتے تو وہ اونٹ اور بکریاں لے آتے اور انہیں ذبح کرتے اور اس بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہ ہوا اور غنائم بھی اسی طرح تقسیم ہوئیں جیسا کہ بیان ہوا ہے [1]

بلاشبہ مسلمان شمال کے دشمن قبائل کی فوجوں کو منتشر کرنے میں کامیابی حاصل کر کے مدینہ کے متعلق کسی بیرونی جنگ سے مامون ہو گئے اور غطفان (جو نجدی بت پرست قبائل میں سب سے زیادہ طاقت ور اور سخت قبیلہ تھا) نے بھی (غزوۂ احزاب میں خیبر کے یہودیوں کی انگیخت پر) مدینہ میں داخل ہونے کی کوشش کی ناکامی کا تجربہ کر لیا اور یہ ہیں وہ قضاعہ، بلی اور عذرہ وغیرہ کے قبائل، جن کی جیش نبوی نے ان کے دیار میں تادیب کر دی، قبل اس کے کہ وہ رومی فوجی سالاروں کی مدد سے جو شام کے جنوبی علاقوں میں حکومت کرتے

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ ص ۷۷۳ تحقیق ڈاکٹر مارسڈن جونس مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے مدینہ سے جنگ کے لیے اپنی فوج کے اکٹھ کو مکمل کر کے مدینہ کی طرف مارچ کریں۔

فاتح عمرو بن العاص کی مدینہ کی طرف واپسی

حضرت عمرو بن العاص نے بلی اور عذرہ کے قبائل اور شمال میں قضاعہ اور بلقین کے تمام قبائل کو مغلوب کرنے اور ان کی فوجوں کو پراگندہ کرنے اور ان کے دیار میں گھومنے کے بعد اپنی اس فوج کے ساتھ جس کے صرف ایک آدمی کو تیر اندازی کے دوران تیر کا ہلکا سا زخم لگا تھا، مدینہ واپس آنے کا فیصلہ کیا۔

مدینہ کو فتح کی خوشخبری دینے والا

قبل اس کے کہ حضرت عمروؓ بن العاص اپنی فوج کے ساتھ جنوب کی جانب مارچ کرتے آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس زبردست فتح کی خوشخبری دینے کے لیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی فوج کو اس کے دشمنوں پہ عطا فرمائی تھی عوف بن مالک اشجعیؓ[1] کو اپنے آگے آگے مدینہ کی طرف بھیجا اور وہ حضرت عمروؓ کے فوج کے ساتھ پہنچنے سے پہلے ہی مدینہ پہنچ گیا اور سالار عمرو کی خواہش کے مطابق اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت عمروؓ کی ان تمام کاروائیوں

---

[1] عوف بن مالک بن ابی عوف اشجعی کے متعلق واقدی کا بیان ہے کہ وہ خیبر کے سال مسلمان ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ فتح مکہ کے روز اشجع کا جھنڈا ان کے پاس تھا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت ابو الدرداءؓ کے درمیان مواخاۃ کروائی، انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے اور ان سے ابو مسلم خولانی اور ابو ادریس خولانی وغیرہ نے روایت کی ہے، آپ شام کی فتوحات میں شامل ہوئے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

مجالد نے شعبیؒ سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جب حضرت عمرؓ شام آئے تو اہلِ کتاب کے ایک آدمی نے ان کے پاس جا کر کہا کہ ایک مسلمان نے مجھ سے جو سلوک کیا ہے آپ اسے دیکھ رہے ہیں اس وقت اس کے سر پہ چوٹ لگی ہوئی تھی اور وہ مضروب تھا، حضرت عمرؓ کو شدید غصہ آگیا اور آپ نے صہیبؓ رومی سے فرمایا کہ اُسے تلاش کر کے میرے پاس لاؤ، وہ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ عوف بن مالک ہیں صہیبؓ نے کہا امیر المومنین تجھ پہ بہت ناراض ہیں، آپ معاذؓ بن جبل کے پاس جا کر بات کریں مجھے خدشہ ہے کہ وہ جلد تجھے سزا دیں گے، جب حضرت عمر نماز پڑھ چکے تو فرمایا، کیا آدمی کو لے آئے ہو؟ صہیب نے جواب دیا ہاں، تو حضرت معاذ نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المومنین یہ عوف بن مالک ہے اس کے متعلق مجھ سے بات سُن لیجیے اور اسے جلد سزا نہ دیجیے، حضرت عمرؓ نے کہا تیرا اور اس یہودی کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا میں نے اسے دیکھا کہ یہ ایک مسلمان عورت کو گدھے پہ لیے جا رہا تھا اس نے گدھے کو نوکدار لکڑی چبھوئی تاکہ وہ عورت گر پڑے لیکن وہ نہ گری، اس نے اُسے دھکا دیا اور وہ گر پڑی تو اس نے اُسے ڈھانپ لیا یا اُس پہ اوندھا ہو گیا آپ نے فرمایا عورت کو میرے پاس لاؤ تاکہ وہ تیری بات کی تصدیق کرے، عوف اس کے پاس آئے تو اس کے باپ اور خاوند نے آپ سے کہا تمہارا کیا مقصد ہے تو نے ہمیں ذلیل کر دیا ہے، عورت نے کہا خدا کی قسم میں ضرور اس کے ساتھ جاؤں گی، ان دونوں نے کہا ہم تیری جانب سے جاتے ہیں ان دونوں نے آکر حضرت عمرؓ کو عوف کی طرح بات سُنائی تو حضرت عمرؓ کے حکم سے یہودی کو صلیب دی گئی اور فرمایا ہم نے تم سے اس لیے مصالحت نہیں کی تھی، سوید کہتے ہیں یہ پہلا یہودی تھا جسے اسلام میں صلیب دیا گیا، عوف کی وفات ۷۳ھ میں عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بیان کیا جو آپ نے شمال میں کی تھیں اور ان مثبت نتائج کو بھی بیان کیا جن تک وہ تادیبی دستہ پہنچا تھا جس کی کمان حضرت عمروؓ نے کی تھی حضرت عمروؓ کے تادیبی حملے کی کامیابی پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی خوشی ہوئی۔

حضرت ابو عبیدہؓ کی اخلاقی بلندی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف

اسی طرح عوف بن مالک نے (جو سالار عمروؓ کے ڈاکیے تھے) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اختلاف کی تمام تفاصیل سے بھی آگاہ کیا جو حضرت عمرو بن العاص اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے درمیان ہوا تھا اور حضرت ابوعبیدہ کے حضرت عمرو کی اطاعت کرنے اور انہیں مکمل کمان سپرد کرنے کا حال بھی بیان کیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہؓ کی تعریف کی اور آپ کے لیے دعا کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ ابوعبیدہؓ بن الجراح پر رحم فرمائے۔

حضرت عمروؓ، احتلام کی وجہ سے جنبی ہو گئے تھے آپ نے صرف وضو کیا پھر تیمم کیا اور بغیر غسل کیے فوج کو نماز پڑھا دی کیونکہ سخت سردی تھی تو بعض لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا، آپ نے انہیں کہا اگر میں غسل کرتا تو مر جاتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سالار کے تمام تصرفات کو تسلیم کرنا اور اس پر اعتراض نہ کرنا

جب سالار عمرو بن العاص فوج کے ساتھ مدینہ واپس آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ موضوعات چھیڑ دیے گئے کہ حضرت عمرو نے فوج کو شمال میں شکست خوردہ لوگوں کے تعاقب سے روک دیا اور آپ نے جنبی ہونے کی حالت میں نماز پڑھائی اور فوج کو گرمی حاصل کرنے کے لیے آگ جلانے سے روک دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سالار عمروؓ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تینوں امور کا جواب طلب کیا۔

تو آپ نے ملک کے دُور دراز حصّے تک قضاعہ کے شکست خوردہ قبائل کے تعاقب سے فوج کو روکنے کے متعلق یہ جواب دیا کہ میں نے ان کے تعاقب کو اس لیے ناپسند کیا کہ کہیں ان کی فوج موجود نہ ہو جو پلٹ کر ان پہ حملہ کر دے، اور فوج کو آگ جلانے سے روکنے کے متعلق عمرو نے جواب دیا: یا رسول اللہ میں نے ناپسند کیا کہ یہ لوگ آگ جلائیں اور ان کا دشمن ان کی قلت تعداد کو دیکھ لے پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو کے اس تصرف کو درست قرار دیا اور اس پہ آپ کی تعریف کی۔

اور جُنبی ہونے کی حالت میں فوج کو نماز پڑھانے کے متعلق جواب دیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو پیدا کیا ہے اگر میں غسل کرتا تو مر جاتا، میں نے اس جیسی سردی کبھی محسوس نہیں کی اور اللہ تعالےٰ نے بھی فرمایا ہے کہ لا تقتلوا انفسکم ان اللّٰہ کان بکم رحیما [۱] کہ اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پہ رحم کرنے والا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے، اور یہ بات ثابت نہیں کہ آپ نے عمرو کو کوئی بات کہی ہو [۲]

قابل سماعت نصیحت

غزوہ ذات السلاسل میں ہونے والے ایک واقعہ کا ذکر ضروری ہے کیونکہ اس میں اس اعلیٰ تربیت کے اسباق ہیں، جس پہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب قائم تھے۔

ابو رافع بن ابو رافع طائی سے روایت کی گئی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

---

[۱] النساء ۲۹ [۲] مغازی الواقدی جلد ۲ ص ۷۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کے ساتھ گئے تھے اور میں جاہلیت میں لوگوں کے اموال کے متعلق بڑی غیرت رکھنے والا تھا میں شتر مرغ کے انڈے جمع کر کے ایسے مقامات پر رکھ دیا کرتا تھا جنہیں میں جانتا تھا اور جب میں ان مقامات سے گزرتا اور مجھے پیاس لگی ہوتی تو میں انہیں نکال کر پی جاتا، جب میں اس دستے میں گیا تو میں نے کہا قسم بخدا میں اپنے لیے ایسا ساتھی منتخب کروں گا جس کے ذریعے اللہ مجھے فائدہ پہنچا دے گا پس میں نے حضرت ابوبکر رضؓ صدیق کو منتخب کیا اور ان کے ساتھ ہو گیا ان کے پاس فدک کا ایک چوغہ تھا، جب وہ سوار ہوتے تو اس کی دونوں اطراف کو اکٹھا کر لیتے اور جب ہم اُترتے تو اُسے بچھا لیتے جب ہم واپس آئے تو میں نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ آپ پر رحم فرمائے مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جس سے اللہ تعالےٰ مجھے فائدہ پہنچائے آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے سوال نہ کرتا تب بھی میں یہ کام کرنے ہی والا تھا، اللہ کا شریک نہ بنا، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے رمضان شریف کے روزے رکھ، بیت اللہ کا حج کر، عمرہ کر اور دو مسلمانوں پر بھی امیر نہ بن، راوی کہتا ہے، میں نے کہا آپ نے نماز، روزے، حج، زکوٰۃ اور عمرے کا جو حکم مجھے دیا ہے وہ تو میں کرتا ہی ہوں اور امارت کے متعلق میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس شرف کو حاصل نہیں کرتے اور یہ دولت اور یہ مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے اور لوگوں کو ان کے ذریعے سے ملتا ہے، انہوں نے فرمایا تو نے مجھ سے نصیحت چاہی ہے اور میں نے مقدور بھر تیرے لیے کوشش کی ہے، لوگ اسلام میں خوشی سے اور بادلِ نخواستہ داخل ہوئے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان کو ظلم سے بچا لیا ہے۔ اور وہ اللہ کے پسندیدہ اور اللہ کے پڑوسی ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی حفاظت میں ہیں، پس جو شخص عہد شکنی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے پڑوسیوں کے متعلق عہد شکنی کرتا ہے اگر تم میں سے کسی کی بکری یا اُونٹ چلا جائے تو اپنے پڑوسی پر غصّے کے باعث اس کا پٹھا چڑھا رہتا ہے اور اللہ ہی اس کے پڑوسی کے پیچھے ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور حضرت ابوبکر خلیفہ بنے تو میں نے ان کے پاس آکر کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا آپ نے مجھے دو آدمیوں پر امیر بننے سے نہیں روکا تھا؟ آپ نے جواب دیا ہاں، اور میں اس بات پر قائم ہوں میں نے کہا پھر آپ اُمت محمدیہ کے امیر کیوں بنے ہیں؟ آپ نے جواب دیا لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا اور مجھے ان کی ہلاکت کا خوف دامن گیر ہوگیا اور انہوں نے لوگوں کو میری بیعت کی دعوت دی اور مجھے کوئی چارہ نظر نہ آیا [1]

معرکۂ موتہ میں فریقین کے مقتول

مورخین کا اس امر پہ اتفاق ہے کہ معرکہ موتہ سخت ترین معرکوں میں سے تھا بلکہ یہ عہد نبوی کا سب سے سخت معرکہ تھا جس میں مسلمانوں نے حصّہ لیا، جس میں تین ہزار مسلمان جانبازوں نے دو لاکھ جانبازوں سے پورے چھ روز تک صبح و شام جنگ کرتے رہے اور معرکہ کی دلچسپی اور شدت پر اس امر سے بڑھ کر دلالت کرنے والی اور کوئی بات نہیں کہ اس میں اسلامی فوج کے تینوں سالار اور اس کے اُمراء قتل ہو گئے اور عیسائی عربوں کا سالار مالک بن رافلہ بھی قتل ہوگیا جو ایک لاکھ فوج کی کمان کر رہا تھا۔

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صـ۷۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سالارِ جیش حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ میں (جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) نو تلواریں ٹوٹ گئیں، یہ بات معرکہ کی شدت اور قتال کے شوق پہ دلالت کرتی ہے اور فریقین کے مقتولین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

مؤرخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فوج نے رومی فوج اور اس سے رسد پانے والے اوباش اعراب کو نہایت بڑی شکست دی اس کا مطلب یہ ہے کہ فریقین کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا تھا، اسی طرح اس بیان سے یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ موتہ میں مسلمانوں کو اپنی تاریخ کے اس دور میں ایسی ہزیمت اٹھانی پڑی جس سے وہ آگاہ نہ تھے یہاں تک کہ حضرت خالدؓ بن ولید نے انہیں اس حالت سے بچا لیا اور جنگی حیلے اور ماہرانہ عسکری داؤ پیچ سے رومی فوج کی صفوں کو زبردست نقصان پہنچایا، ہم آپ کی خدمت میں مورخین اور اصحاب سیر و مغازی کے اقوال کے کچھ حصے پیش کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ معرکہ موتہ میں فریقین کے نقصانات بہت زیادہ تھے۔

۱۔ ابن سعد طبقات الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ پہ بیان کرتا ہے کہ

"پھر مسلمانوں کو نہایت بڑی شکست ہوئی جس جیسی شکست میں نے کبھی نہ دیکھی تھی یہاں تک کہ میں نے دو آدمیوں کو بھی اکٹھے نہ دیکھا پھر حضرت خالدؓ بن ولید نے جھنڈا لے کر لوگوں پر حملہ کیا اور ان کو ایسی بڑی شکست دی جس جیسی شکست میں نے کبھی نہ دیکھی تھی یہاں تک کہ مسلمان جہاں چاہتے اپنی تلواریں رکھتے۔"

۲۔ صحیح بخاری میں حضرت خالد بن ولید سے روایت ہے کہ

"موتہ کے روز میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف یمانی تلوار میرے ہاتھ میں ثابت رہی۔"

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن کثیرؒ البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ ص ۲۴۹ پر کہتے ہیں کہ

"اس بات کا مقتضیٰ یہ ہے کہ انہوں نے ان میں حد سے زیادہ قتلام کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ ان سے بچ نہ سکتے۔"

۳۔ واقدی عبداللہ بن حارث بن فضیل سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر موتہ کے میدان کارزار کا حال منکشف کر دیا تو آپ نے معرکۂ موتہ کے شوق کا حال بیان کرتے ہوئے جب کہ حضرت خالدؓ بن ولید نے علم پکڑ کر کمان سنبھال لی تھی فرمایا:۔

"اب تنور گرم ہوا ہے"

یہ جنگ کی شدت اور اس کی دلچسپی کا بیان ہے اور جب معرکہ حنین میں سخت جنگ ہوئی تو آپ نے اُسے بھی ان الفاظ سے بیان کیا ہے۔

۴۔ ابن کثیرؒ البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۲۴۸ پر بیان کیا ہے کہ

موسیٰ بن عقبہ کہتا ہے کہ مسلمانوں، رومیوں اور عیسائی عربوں نے سُرخ کھیتی پر ایک دوسرے سے ملاقات کی اور شدید جنگ کی۔

۵۔ واقدی اپنے مغازی کی جلد ۲ کے ص ۷۵۹ پر حضرت ابوہریرہ سے بیان کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ

"میں بھی معرکہ موتہ میں شامل تھا، جب مشرکین قریب ہوئے تو ہم نے اس قدر تعداد، ہتھیار، دیباج، ریشم اور سونا دیکھا کہ کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا، میری نظر چندھیا گئی تو مجھے ثابت بن اقرم نے کہا، اے ابوہریرہ معلوم ہوتا ہے تو بہت سی فوج کو دیکھ رہا ہے؟ میں نے کہا ہاں، اس نے کہا کیا تو بدر میں ہمارے ساتھ نہ تھا ہم کثرت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح نہیں پاتے۔"

اس حدیث کے آغاز سے معلوم ہوتا ہے کہ معرکہ بہت خوف ناک اور سخت تھا۔

۶۔ مقریزی امتاع الاسماع کے ص۳۴۸ پہ بیان کرتا ہے کہ

"مسلمانوں کا جھنڈا گر گیا اور مسلمان اور مشرکین آپس میں گتھ گئے اور مسلمانوں کو بہت بڑی شکست ہوئی اور مشرکین نے ان کا تعاقب کیا اور قطبہ نے پکار کر کہا اے لوگو! پیٹھ پھیر کر قتل ہونے سے سامنے آکر قتل ہونا بہتر ہے مگر کوئی آدمی اس کی طرف پلٹ کر نہ آیا پھر انہوں نے آپس میں گفتگو کی اور ثابت بن اقرم نے جھنڈا پکڑ کر پکارا اے انصار تو ہر طرف سے اس کے پاس آدمی آئے مگر وہ تھوڑے سے تھے اور وہ آواز دے رہا تھا کہ اے لوگو! میری طرف آؤ، جب اس نے حضرت خالدؓ بن ولید کو دیکھا تو کہا اے ابوسلیمان جھنڈے کو پکڑو، آپ نے جواب دیا میں اسے نہیں پکڑوں گا آپ اس کے زیادہ حق دار ہیں اور عمر رسیدہ بھی ہیں اور بدر میں بھی شامل ہوئے ہیں، ثابت نے کہا اے جوان اسے پکڑ لے، خدا کی قسم میں نے اس کو صرف تمہارے لیے پکڑا تھا، حضرت خالدؓ نے جھنڈا پکڑ کر کچھ دیر اُٹھائے رکھا اور مشرکین آپ پہ حملے کرنے لگے آپ ڈٹے رہے یہاں تک کہ مشرکین واپس پلٹ گئے اور آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کر کے ان کی فوج کے کچھ حصے کو منتشر کر دیا۔ پھر ان میں سے بہت سے لوگوں نے اچانک آپ پہ حملہ کر دیا تو آپ ان کو لے کر ایک طرف ہو گئے۔

۷۔ اور ابن برہان الدین سیرت حلبیہ جلد ۲ ص۱۹۳ پہ بیان کرتا ہے کہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب صبح ہوئی تو حضرت خالدؓ نے فوج کے ہراول کو ساقہ اور ساقہ کو ہراول اور میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ میں تبدیل کر دیا تو مشرکین کو خیال ہوا کہ مسلمانوں کو کمک مل گئی ہے پس وہ ڈر گئے اور شکست کھا گئے اور انہوں نے ان کو اس بری طرح قتل کیا کہ کسی قوم نے ان کو اس طرح قتل نہ کیا تھا، جنگ کی مدت سات روز تھی اور بخاری نے حضرت خالدؓ سے روایت کی ہے کہ موتہ کے روز میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف یمانی تلوار میرے ہاتھ میں ثابت رہی۔"

مؤرخین اور اصحاب حدیث کے اقوال کے یہ ٹکڑے اشارہ کرتے ہیں کہ فریقین کے درمیان موتہ میں سات دن تک شدید جنگ ہوئی اور اس خوفناک جنگ میں رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہا اور پورے چھ دنوں میں فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

پھر چھٹے دن مسلمانوں کو —— ان کے تینوں سالاروں کے قتل کے بعد بری طرح شکست ہوئی جس جیسی بری شکست انہیں عہد نبوی میں نہ ہوئی تھی اور رومیوں۔ نے مسلمانوں کی صفوں کو اس حد تک درہم برہم کر دیا کہ فوج کے دو آدمی بھی اکٹھے نظر نہ آتے تھے اور اس مشکل وقت میں مسلمان حد سے زیادہ قتل ہوئے، یہاں تک کہ حضرت خالدؓ بن ولید نے فوج کی کمان سنبھالی اور اُسے دوبارہ منظم کیا اور حالت تبدیل ہو گئی اور جنگ کا ترازو مسلمانوں کے مفاد میں ہو گیا، حضرت خالدؓ نے رومیوں اور ان کے حلیفوں پر پلٹ کر حواس باختہ کر دینے والا حملہ کیا اور ان کو منتشر کر دیا اور انہیں بری طرح شکست دی اور اسلامی فوج ان پر سوار ہو گئی اور انہیں تلواروں کی دھار پر رکھ لیا اور ان کے سپاہیوں کی بڑی تعداد کو قتل کر دیا، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اصحاب مغازی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیبیر نے بیان کیا ہے کہ وہ ایسا قتلام تھا کہ کسی قوم نے کبھی ایسا قتلام نہیں کیا۔

تاریخ و حدیث کے مصادر کے مطابق، یہ معرکہ کا بیان ہے اور اس بیان کا مفہوم یہ ہے کہ فوجی اصطلاح میں اندازوں اور نتائج کا حساب، معرکوں کے حاصل سے کیا جاتا ہے۔

فریقین کے مقتولین کی تعداد لازمًا سینکڑوں تک ہوگی، کیونکہ ہزاروں آدمیوں کے درمیان سات دن تک اس شوق اور شدت سے جنگ جاری رہی کہ جس کے متعلق مورخین اور اصحاب حدیث نے متفقہ طور پہ بیان کیا ہے کہ یہ شوق اور شدت معرکہ کی ابتداء سے انتہا تک رہی۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ ان کثیر مراحل میں مقتولوں کی تعداد سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں تک پہنچ گئی ہو۔

موتہ میں دشمن کے مقتولین کی تعداد

مورخین نے اس معرکہ میں مسلمانوں کے ان قلیل شہداء کے سوا، اور اور کسی کا ذکر نہیں کیا اور تمام تاریخی مصادر میں رومیوں اور ان کے حلیفوں کے ان دو مقتولوں کے سوا، اور کسی کا ذکر نہیں آیا اور وہ دو آدمی یہ ہیں:۔

۱۔ عیسائی عربوں کی فوج کا سالار مالک بن رافلہ۔

۲۔ رومی شہسوار جس کا نام بیان نہیں کیا گیا اُسے ایک یمانی نے قتل کیا تھا۔

مورخین نے مقتولین کی جس تعداد کا ذکر کیا ہے خواہ وہ مسلمانوں کے مقتول ہوں یا رومیوں اور ان کے حلیفوں کے، یہ تعداد اس معرکہ کی شدت اور شوق سے مناسبت نہیں رکھتی جو مؤرخین کے اجماع کے مطابق مسلسل کئی دن تک جاری رہا۔ مؤرخین کے اتفاق کے مطابق اس سخت ترین معرکے کے اندازوں کو تسلیم کرتے ہوئے دونوں فریقوں کو (پہلے مسلمانوں کو اور پھر رومیوں اور ان کے حلیفوں کو) اپنی حربی تاریخ کی نہایت بڑی شکست ہوئی اور اس میں فریقین کا بہت قتلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا جس کی اس دَور میں کوئی مثال موجود نہیں، جیسا کہ خود مؤرخین نے اس کی تصریح کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ تینوں سالاروں کے قتل کے بعد، مسلمانوں کو ایسی بڑی شکست ہوئی کہ ان کی تاریخ میں اس کی مثال موجود نہیں اور رومیوں کو حضرت خالد بن ولید کے کمان سنبھالنے کے بعد ایسی بڑی شکست ہوئی کہ اس کی بھی کوئی مثال موجود نہیں اور ان میں ایسا قتلام ہوا کہ کسی قوم میں کبھی ایسا قتلام نہیں ہوا۔[1]

استدراک و تعقیب

اس صورت میں ایک محقق کے لیے یہی بات قابل ترجیح ہے کہ اس تباہ کن معرکہ میں فریقین کے مقتولین کی تعداد سینکڑوں تک تھی .... اور مورخین کا مقتولین کی اس تھوڑی سی تعداد کے بیان پر اکتفا کرنا اس حقیقت کے منافی نہیں، اسے تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں، جن مؤرخین نے اس تباہ کن معرکہ کے متعلق گفتگو کی ہے انہوں نے اس معرکہ کے عظیم نقصانات اور مقتولین کی تعداد کی ضخامت کی نفی نہیں کی بلکہ انہوں نے ان باتوں کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

لیکن انہوں نے ثقہ اور امین مؤرخین کی طرح اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لیے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے وہی کچھ لکھا ہے جو ان مقتولین کے اسماء کی تھوڑی سی تعداد راوی ان کے علم میں لائے ہیں۔ بلاشبہ یہ تعداد اس معرکہ کے مقتولوں کی حقیقی تعداد سے دسیوں گنا کم ہے۔

اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ مؤرخین کے مسلمان شہداء کی اس قلیل تعداد کے بیان کرنے، اور رومیوں کے مقتولین کی تعداد کو اس سے بھی کم بیان کرنے پر

---

[1] مغازی الواقدی جلد ۲ صفحہ ۷۶۴، طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۱۲۹، زاد المعاد جلد ۲ صفحہ ۲۷۷، امتاع الاسماع صفحہ ۳۴۹-۳۴۸، البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۲۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکتفاء کرنے سے فریقین کے مقتولوں کی تعداد کی ضخامت کی نفی نہیں ہوتی، کیونکہ کوئی آدمی انہیں شمار ہی نہیں کر سکا، اس لیے مورخین نے مقتولین کے اعداد و اسماء کی تفصیل کا ذکر کیے بغیر، ان کی ضخامت تعداد کی طرف اشارہ کرنے پر ہی اکتفاء کیا ہے جیسا کہ پہلے ان کا قول بیان ہو چکا ہے کہ

مسلمانوں کو شکست ہوئی اور مسلمان مقتول ہوئے اور مشرکوں نے ان کا تعاقب کیا۔

اور

جب خالدؓ نے کمان سنبھالی تو مشرکین شکست کھا کر پراگندہ ہو گئے اور اُنہوں نے ان کو اس بڑی طرح قتل کیا کہ کسی قوم نے کبھی انہیں اس طرح قتل نہیں کیا تھا۔

لیکن ہمارے سامنے جو تاریخی مصادر موجود ہیں وہ مسلمانوں کے مقتولین کی تھوڑی سی تعداد کے سوا اور کچھ ذکر نہیں کرتے۔ واقدی کہتا ہے کہ وہ صرف آٹھ تھے اور ابن ہشام نے ابن اسحٰق سے بیان کیا ہے کہ وہ بارہ شہید تھے واقدی کی روایت کے مطابق چار مہاجرین اور چار انصار تھے اور ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق چار مہاجرین اور آٹھ انصار تھے۔ مہاجرین کے نام یہ تھے:۔

۱۔ حضرت جعفر بن ابی طالب

۲۔ حضرت زید بن حارثہ

۳۔ حضرت مسعود بن الاسود بن حارثہ العدویؓ [1]

---

[1] مسعود بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف العدوی القرشی، جو ابن العجماء کے نام سے مشہور ہیں آپ اور آپ کا بھائی مطیع، ستر ہجرت کرنے والوں (باقی صفحہ ۳۷۷ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ حضرت وہب بن سعد بن ابی سرح العامریؓ۔

انصار میں سے شہید ہونے والوں کے نام

۱۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ	خزرج سے
۲۔ حضرت عباد بن قیس	" "
۳۔ حضرت حارث بن نعمان بن اساف	اوس سے
۴۔ حضرت سراقہ بن عمرو بن علیہ	خزرج سے
۵۔ حضرت ابو کلیب بن عمرو	اوس سے
۶۔ حضرت جابر بن عمرو بن زید	" "
۷۔ حضرت عمرو بن سعد	" "
۸۔ حضرت عامر بن سعد	" "

یہ ان لوگوں کے نام ہیں جو مسلمانوں میں سے شہید ہوئے تھے، واقدی نے ان کو آٹھ بیان کیا ہے اور ابن اسحٰق نے بارہ، اور باقی مؤرخین اس دائرے سے باہر نہیں جاتے۔

مؤرخین نے بغیر کسی استثناء کے معرکہ کی شدت و شوق اور طوالت جنگ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں سے ہیں آپ بیعت رضوان میں شامل ہوئے اور آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔

۱؎ وہب بن سعد بن ابی سرح الفہری، مشہور سالار عبداللہ بن ابی سرح کے بھائی ہیں، ابن سعد نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کے قول کے مطابق بدر میں شامل تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سوید بن عمرو کے درمیان مواخات کروائی، دونوں جنگ موتہ میں قتل ہوئے، وہب، اُحد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شامل ہوئے اور چالیس سال کی عمر میں شہید ہو گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق جو متواتر سات روز تک جاری رہی اور جس میں ہزاروں جنگ کرنے والے رات کی تاریکی کے سوا ایک دوسرے سے الگ نہ ہوتے تھے ، جو بیان دیا ہے یہ تعداد اس کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتی ۔

ممکن ہے اس جگہ پر یہ سوال ہو کہ معرکے کی شدت و شوق اور میدانِ کارزار میں اسلامی فوج کے نہ ٹھہر سکنے کی وجہ سے وہ مقتولین کو شمار نہ کر سکی ہو لیکن معرکہ ختم ہو جانے کے بعد کافی وقت تھا جس میں وہ رومیوں اور ان کے غیر مسلم عرب حلیفوں کے مقتولین کو شمار کر سکتی تھی جن کے متعلق مورخین نے ثابت کیا ہے کہ وہ بہت بڑی تعداد میں تھے ، کیونکہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ ان میں ایسا قتلِ عام ہوا کہ کبھی ایسا قتلِ عام نہیں ہوا تو پھر مسلمان مورخین ، مسلمانوں کے مقتولین کی تھوڑی سی تعداد کے سوا اور مقتولین کا ذکر کیوں نہیں کرتے حالانکہ معرکہ کی طوالت اور اس کی شدت و شوق کے پیشِ نظر اس قلیل تعداد کے مقابلہ میں جو سیرت ابن ہشام کے مطابق بارہ اور مغازی الواقدی کے مطابق آٹھ شہیدوں سے متجاوز نہیں ، بہت زیادہ ہونی چاہیے اس کا جواب مندرجہ ذیل طریقوں سے دیا جا سکتا ہے ۔

۱ - بعض مورخین کا ، مسلمانوں کے مقتولین کی اس قلیل تعداد پر اکتفا کرنا ، قطعی طور پر اس بات کی نفی نہیں کرتا کہ شہداء کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہو ، اصحابِ سیر اپنی کتب میں وہ نام لکھتے ہیں جو ان کے نزدیک ثابت ہوں ۔

۲ - یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ موتہ میں اسلامی فوج کے عوام مختلف قبائل کے بدوی تھے جو مدینہ کے معروف باشندوں میں سے نہ تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کے میمنہ کا سالار بنی عذرہ کا ایک جوان تھا جو ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدوی قبیلہ ہے اصحابہ کے سوانح لکھنے والے اصحاب معاجم نے اس کے
حالات میں صرف یہی لکھا ہے کہ وہ عبایہ بن مالک عذری تھا

۳۔ اگر حضرت زید رضی بن حارثہ، حضرت جعفر رضی بن ابی طالب حضرت عبداللہ رضی بن رواحہ اور حضرت ثابت رضی بن اقرم اور حضرت خالد رضی بن ولید کے نام کو جن کے اسلام پر ابھی تین ماہ کا عرصہ ہی گزرا تھا، مستثنیٰ کر دیا جائے تو معرکہ موتہ کے مراحل کی ٹوہ لگانے پر یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ انصار و مہاجرین کے سالاروں، زعماء، سرکردہ لوگوں اور اہل سابقت کے ناموں کا ذکر موتہ کی اسلامی فوج کے سالاروں اور سپاہیوں میں نہیں آیا، یہ امر اس بات کی تائید کرتا ہے کہ اسلامی فوج کے عوام، مختلف بدوی قبائل سے تھے جن کے دلوں کو اسلام نے تازہ تازہ ہی آباد کیا تھا پس وہ متناہی شجاعت و بسالت کے ساتھ اس سخت معرکہ میں شریک ہو گئے۔

۴۔ اور اس موقع پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ زیادہ شہداء مختلف بدوی قبائل میں سے تھے جو اس تباہ کن معرکہ میں کھیت رہے اور رواۃ حدیث و سیر و سوانح کا کوئی مرجع ان کے اسماء اور ان کی تعداد کے شمار سے آگاہ نہیں ہو سکا خصوصاً جب ہم سرسری نظر سے دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو جنگ کے رک جانے کے بعد بھی میدان کارزار پر ایسا غلبہ حاصل نہیں ہوا جو ان کے لیے تمام مقتولین اور ان کی تعداد کے شمار سے واقفیت کو ممکن بنا دیتا، بلکہ ان کے تین سالاروں کے قتل کے بعد اور مسلسل سات دن تک جنگ جاری رہنے کے بعد ان کا مقصد واحد یہ تھا کہ وہ بقیہ فوج کو میدان کارزار سے بخیر و عافیت اور بغیر کسی قابل ذکر نقصان کے واپس لے جائیں اور عملاً یہی کچھ ہوا۔

اس کتاب کے گذشتہ صفحات میں ہم نے جس جنگی چال کا تفصیلی ذکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے اس کے ذریعے حضرت خالدؓ بن ولید، اسلامی فوج کو تباہی اور تباہی کے خطرے سے بچاکر واپس لے گئے... آپ نے رومیوں اور ان کے حلیفوں کے لیے میدان خالی چھوڑ دیا اور میدان جنگ، (رومیوں اور ان کے حلیفوں کے قبضہ میں رہا، یہ لوگ (جنگ کے ختم ہونے اور حضرت خالدؓ کے شدید احتیاط کے ساتھ جلد فوج کو واپس لے جانے کے بعد میدان پر قابض رہنے کے باعث) آزادی اور باریک بینی کے ساتھ فریقین کے مقتولین کی تعداد کو شمار کرسکتے تھے اور انھیں اپنے تاریخی دفاتر میں ریکارڈ کرسکتے تھے ہمارے سامنے بازنطینی تاریخ کے جو ترجمہ شدہ مصادر موجود ہیں (اور وہ بہت ہی کم ہیں) ہم ان میں معرکہ موتہ کا ذکر موجود نہیں پاتے بلکہ ان میں یرموک کے تاریخی معرکہ کا ذکر بھی موجود نہیں ہے۔

ہوسکتا ہے بازنطینیوں نے معرکہ موتہ کی تاریخ لکھی ہو اور اس کی تفاصیل بیان کی ہوں اور مقتولین کے دقیق اعداد و شمار بھی دیے ہوں لیکن یہ تاریخ اسی طرح ضائع ہوگئی ہے جس طرح خود بازنطینی قوم دوسری اقوام سے ملنے کے بعد ضائع ہوگئی ہے یہاں تک کہ مستقل قوم کی طرح اس کا وجود موجود نہیں رہا جیساکہ نسبتاً عربوں کا حال ہے۔

اب رہے بارہ شہداء تو یہ سب کے سب معروف و مشہور ہیں وہ مہاجرین اور انصار میں سے اور اہل مدینہ میں سے ہیں، جب ان کے اہل نے انہیں تلاش کیا تو ان کی شہادت کی خبر پھیل گئی اور رواۃ حدیث اور تاریخ و سیر لکھنے والوں کے لیے آسانی ہوگئی کہ وہ انہیں اپنے دفاتر میں ریکارڈ کرلیں، خصوصاً اس لیے کہ تدوین سیرت نبویہ کے دو قطب محمد بن عمر الواقدی اور محمد بن اسحاق، اہل مدینہ میں سے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

اور ہمارے خیال میں بدوی قبائل کے شہداء کی تعداد زیادہ ہے ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت کا ذکر، اہل مدینہ کے مہاجرین و انصار کی شہادت کی طرح نہیں پھیلا، کیونکہ وہ جنگل کی اطراف میں منتشر اور متفرق تھے، پس شہر کے سیر و مغازی لکھنے والوں کے لیے ان کے اسماء اور ان کی تعداد کا حصول ایک مشکل امر ہو گیا اور نہ ہی اس دور میں فوج کے اعداد و شمار کا کوئی رجسٹر تھا جس میں فوج میں شامل ہونیوالوں کا ریکارڈ رکھا جاتا پھر جو لوگ جنگ میں شہید ہوئے ان کے اسماء اس طرح لکھے جا سکتے تھے کہ بدویوں میں شہداء کے تعلقدار اس رجسٹر میں ان کے نام ریکارڈ کروانے کے خواہش مند ہوتے اس کے بعد سیر و مغازی کے لکھاریوں کے لیے پوری باریک بینی سے ان کے اسماء اور ان کے اعداد و شمار کا حصول آسان ہو جاتا..... اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اسلام کے سپاہیوں میں بہت سے گمنام سپاہی بھی معرکۂ موتہ میں شہید ہوئے وہ سب کے سب بدوی قبائل سے تعلق رکھتے تھے، ان کی تعداد اور ان کے اسماء کا ان اسباب کی وجہ سے علم نہیں ہو سکا جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔

یہ محض اجتہاد، استنتاج اور تعدیل ہے، جسے ہم اس فلسفیانہ تاریخی اصول کے جواز کے لیے ظاہر کر رہے ہیں جسے تاریخ و سوشیالوجی کے پہلے فلاسفر امام ابن خلدون نے وضع کیا ہے اور ہم نے اُسے اختیار کیا ہے (امام ابن خلدون نے اپنے مشہور مقدمہ میں اسے اس طرح بیان کیا ہے کہ) محقق مورخ کے لیے ضروری ہے کہ وہ تاریخ کی متعلقہ نصوص پر جم کر نہ بیٹھ جائے بلکہ اس پہ واجب ہے کہ وہ میزانِ عقل سے واقعات و امور کا وزن کرے اور ان کی قیمت لگائے اور تاریخی واقعات سے حقائق کا استخراج کرے، ہم جن واقعات کے متعلق گفتگو کر رہے ہے ان کے اثبات و استخراج کے لیے نصوص کافی نہیں ہیں۔

اور فلاسفر ابن خلدون کے اصول سے استناد کرتے ہوئے جسے اس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ کی تعدیل کرنے ـــــ نصوص کے علاوہ ـــ اور چھان پھٹک کرنے اور استدراک و استنتاج کے لیے عقل سے کام لینے کے لیے وضع کیا ہے اس نے ہمیں اجتہاد و استنتاج اور موازنہ و تعدیل سے اس اعتقاد تک پہنچایا ہے کہ مقتولین کی جس تعداد کا ذکر تاریخی کتب کی نصوص میں موجود ہے وہ اس معرکہ کی شدت وشوق اور جانبازوں کی بے پناہ تعداد سے مناسبت نہیں رکھتی جس میں وہ شریک ہو کر کئی دنوں تک آپس میں برسرپیکار رہے جیسا کہ متفقہ طور پہ تمام مورخین اور اصحاب مغازی وسیر نے بیان کیا ہے۔

بہرحال ہماری طرف سے یہ قول محض نظری، اجتہادی اور استنتاجی ہے ہم اس میں خطا کار بھی ہو سکتے ہیں، کمال صرف خدائے واحد کو حاصل ہے وھو حسبنا ونعم الوکیل۔

معرکہ میں مسلمان مقتولین کی تعداد پر ابن کثیر کی تعقیب

اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ائمہ تاریخ میں سے ایک امام ابن کثیرؒ نے (جس نے تاریخ کے متعلق سب سے بڑی کتاب البدایۃ والنھایۃ لکھی ہے) اس تباہ کن معرکہ میں مسلمان مقتولین کی تعداد کی قلت پہ تعقیب کی ہے اور اس نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے۔

باوجود اس معرکہ کی شدت وشوق اور جانبازوں کی بے پناہ تعداد کے جو اس میں کئی دن تک شریک رہے، مقتولین کی تعداد صرف بارہ ہی ہے اس نے (بارہ مسلمان شہیدوں کے نام بیان کرنے کے بعد، گویا اس نے اس تعداد کو کم خیال کیا ہے) کہا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی بڑی بات ہے کہ دین کے بارے میں آپس میں دو دشمنی رکھنے والی فوجیں ایک دوسرے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلہ میں آیئں ان میں سے ایک فوج فی سبیل اللہ جنگ کرنے والی ہو اور اس کی تعداد تین ہزار ہو) اور دوسری فوج کافر ہو (اور اس کی تعداد دو لاکھ ہو) جس میں ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ عیسائی عرب ہوں اور وہ دونوں فوجیں ایک دوسری پر حملہ کریں، اس کے باوجود مسلمانوں کے صرف بارہ آدمی قتل ہوں اور مشرکین میں سے بہت سی مخلوق قتل ہو، اکیلے خالدؓ بن ولید کا قول ہے کہ.....
اس روز میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف یمانی تلوار میرے ہاتھ میں ثابت رہی سلہ آپ کے خیال میں خالدؓ نے ان تلواروں سے سب فوج کو قتل کر دیا تھا، آپ کے علاوہ دوسرے بہادروں کی بات چھوڑیئے پھر امام ابن کثیرؒ کہتے ہیں یہ اس قول الٰہی میں داخل ہے قد کان لکم آیۃ فی فئتین التقتا فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ و اخری کافرۃ یرونھم مثلیھم رأی العین واللہ یؤید بنصرہ من یشاء ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار سلہ

موتہ میں مسلمانوں نے فتح پائی یا شکست؟

معرکہ موتہ کے حالات کے بیان میں، اصحاب مغازی وسیر کے بیانات میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے، اسلامی فوج کی حالت کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ اپنے تین سالاروں کے قتل کے بعد شکست ہو گئی تھی اور وہ شکست کھا کر مدینہ چلی گئی تھی۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے ڈٹ کر بڑی بے جگری سے جنگ کی اور رومیوں کو اس پر غلبہ حاصل نہیں ہوا، یہاں تک کہ اس کے تین سالار قتل ہو گئے

سلہ صحیح بخاری جلد ۵ ص ۲۹۵ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر

سلہ آل عمران آیت ۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اُسے شکست ہوگئی اور وہ بھاگ گئی، مگر حضرت خالدؓ بن ولید نے جب فوج کی کمان سنبھالی تو انہوں نے اُسے اس حالت سے بچا لیا اور شکست خوردہ لوگوں کو دوبارہ واپس لائے اور نئے سرے سے فوج کو منظم کیا اور رومیوں پر مخالفانہ حملہ کیا جس سے آپ نے ان کی صفیں درہم برہم کر دیں اور ان کے دلوں میں عام رعب ڈال دیا اور ان کا عظیم قتلام کیا اور پھر فوج کو بغیر کسی اضطراب و انتشار کے صحیح سلامت واپس لے آئے اسی کو بعض مورخین نے فتح کا نام دیا ہے اور یہی آخری رائے دُرست اور صحیح ہے اور اسی کی شہادت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں دی ہے جو آپ نے مدینہ کی مسجد نبوی سے بیان فرمائی۔ اور آپ سب راست بازوں سے زیادہ راست باز ہیں ــــــ آپ نے اہل مدینہ کو معرکہ موتہ کے حالات اس طرح بتائے جس طرح اللہ نے آپ کو وہ معرکہ دکھایا تھا آپ نے فرمایا، دد خبیر، دد خیر، دد خبیر، میں تمہیں تمہاری جنگجو فوج کے متعلق خبر دوں، وہ لوگ گئے اور دشمن سے جنگ کی، زیدؓ شہید ہو گئے۔ اس کے لیے دُعائے مغفرت کرو پھر جعفرؓ نے جھنڈا پکڑ کر لوگوں پر سخت حملہ کیا اور وہ بھی شہید ہو گئے اس کے لیے دُعائے مغفرت کرو، پھر عبداللہؓ بن رواحہ نے جھنڈا پکڑا اور اپنے قدموں پر جم کر کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ پس اس کے لیے دعائے مغفرت کرو، پھر خالدؓ بن ولید نے جھنڈا پکڑا، وہ اُمراء میں سے نہیں تھے وہ خود اپنے امیر ہیں لیکن وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے پس وہ فتح کے ساتھ واپس آئے، اور ایک روایت میں ہے کہ پھر خالدؓ بن ولید نے جھنڈا پکڑا، یہ اللہ کا کیا ہی اچھا بندہ اور خاندان کا بھائی ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے وہ تلوار ہے جسے اللہ نے بغیر امارت کے کفار اور منافقین پر سونتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح دے دی [1]

موتہ میں جو واقعہ ہوا بلاشبہ وہ مسلمانوں کی فتح ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ہم اس معاملہ کی اصلیت پہ غور کرتے ہیں جس کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فوج کو شام کی طرف بھیجا تھا تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فقط ایک تادیبی مہم تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فوج کے سالاروں کو جو ہدایات دیں ان میں یہ بات موجود نہیں کہ وہ شام کے کسی علاقہ پہ قبضہ کر لیں بلکہ ان دھوکا بازوں سے انتقام لینا اور ان کی تادیب کرنا مقصود تھا جنہوں نے دھوکہ بازی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو، جو شاہ غسانسنہ کی طرف نمائندہ بن کر گیا تھا، جولان میں قتل کر دیا تھا اور پندرہ صحابہ سے بھی خیانت کر کے انہیں شامی علاقہ کے اندر قتل کر دیا تھا حالانکہ وہ سلامتی کا وفد تھا جس کا اہم کام لوگوں کو اچھے کاموں سے اسلام کی طرف دعوت دینا تھا۔

پس یہ فوج کی ایک تادیبی اور انتقامی کاروائی تھی جسے پورا کر کے اس نے مدینہ واپس آنا تھا لیکن اس چھوٹی سی فوج کے ساتھ اچانک ایسا ہوا جس کا وہم و گمان بھی نہ تھا یعنی اس نے اپنے آپ کو رومیوں اور عیسائی عربوں کے دو لاکھ جانبازوں کے سامنے کھڑا پایا۔

لیکن سالارانِ فوج نے اس کے باوجود اپنا مارچ جاری رکھا یہاں تک کہ وہ موتہ میں رومیوں اور ان کے جانبازوں سے اس طریق پہ جا بھڑے

---

[1] سیرت حلبیہ جلد ۲ صـ۱۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے ہم مفصل بیان کر چکے ہیں، انہوں نے (باوجود اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کے) سات روز تک ان سے جنگ کی اور دشمن کو (خصوصاً حضرت خالدؓ کے کمان سنبھالنے کے بعد) زبردست نقصان پہنچایا اور شرجیل بن عمرو کے بھائی سدوس کو بھی قتل کر دیا جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی، حارث بن عمیر کو باندھ کر قتل کر دیا تھا اسی طرح انہوں نے عیسائی عربوں کی فوج کے سالار عام مالک بن رافلہ کو بھی قتل کر دیا[1] اور صحیح ترین روایت کے مطابق، سالار خالدؓ بن ولید نے رومی فوج کو اضطراب اور ہزیمت کی حالت میں چھوڑنے کے بعد، اپنی فوج کے ساتھ موتہ سے مدینہ کی طرف ریٹائرمنٹ کی، پس نبوی فوج نے موتہ میں نہ شکست کھائی اور نہ فرار اختیار کیا بلکہ اس نے اس مہم کو جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سپرد کیا تھا، پورا کرنے کے بعد ریٹائرمنٹ کی اور حضرت خالد بن ولید نے جو کچھ کیا یہ حقیقی فتح تھی جیسا کہ قبل ازیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ثابت کیا ہے۔

شکست کے بعد فتح

معرکہ موتہ سے متعلقہ مختلف نصوص کی تحقیق کے بعد محقق کو لازماً یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ اسلامی فوج نے پورے چھ دن بے نظیر بے جگری سے جنگ کی لیکن چھٹے روز اُسے بڑی طرح شکست ہوئی اور وہ خوفناک صورت میں منتشر ہو گئی مگر اسی روز اس نے دوبارہ اپنی تنظیم قائم کر لی اور حضرت خالدؓ بن ولید کے کمان سنبھالنے کے بعد اس کی صفوں نے نئے سرے سے جنگ کی اور دوبارہ اُسے اپنے آپ پر اعتماد ہو گیا پھر وہ اسے از سرِ نو جنگ کی طرف لے گئے۔

---

[1] البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ صفحہ ۲۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ساتویں روز رومیوں اور اس کے حلیفوں کو نہایت بڑی شکست دی اور خود انہوں نے بھی ریکارڈ فتح حاصل کی اور جیسا کہ قبل ازیں بخاری کی روایت کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فتح رکھا۔

اس کے علاوہ ابن سعد نے طبقات الکبریٰ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابو عامر سے روایت کی ہے کہ مسلمانوں کو موتہ میں اپنے تینوں سالاروں کی شہادت کے بعد اپنی تاریخ کی نہایت بڑی شکست ہوئی پھر اس کے بعد انہوں نے رومیوں اور ان کے حلیفوں کو ان کی تاریخ کی نہایت بڑی شکست دی یعنی مسلمان ان پر سوار ہو گئے۔ اور جہاں چاہا انہیں تلوار ماری، یہ واقعہ حضرت خالدؓ بن ولید کے کمان سنبھالنے کے بعد ہوا۔

مسلمانوں کی شکست اور فتح کے متعلق ابن کثیرؒ کی رائے

جن مورخین نے موتہ میں مسلمانوں کی کاروائی کو فتح اور غلبہ تصور کیا ہے ان میں تاریخ کے مقتدا اور حجت امام ابن کثیر بھی شامل ہیں آپ نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں کئی دلائل کے بعد اس رائے کی تائید کی ہے آپ فرماتے ہیں:۔

جب حضرت ابن رواحہؓ شام کو قتل ہو گئے تو حضرت خالدؓ بن ولید نے رات گزاری اور صبح کو اپنے مقدمہ کو ساقہ اور ساقہ کو مقدمہ اور میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ میں تبدیل کر دیا اور رومی جو مسلمانوں کو ان کے جھنڈوں اور ان کی ہیئتوں سے پہچانتے تھے انہیں نہ پہچان سکے اور کہنے لگے کہ ان کے پاس کمک آگئی ہے پس وہ خوف زدہ ہو گئے اور شکست کھا کر تتر بتر ہو گئے۔ اور اس بُری طرح قتل ہوئے کہ کسی قوم نے ان کو اس طرح قتل نہ کیا تھا، پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن کثیرؒ اپنی رائے کی تائید میں تاریخ کے ایک اور امام موسیٰ بن عقبہ کا قول پیش کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ یہ رائے موسیٰ بن عقبہؒ[1] کے بیان کے مطابق ہے جسے انہوں نے مغازی میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے عمرۃ الحدیبیہ کے بعد فرمایا ہے کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف واپس آئے اور وہاں چھ ماہ تک ٹھہرے رہے پھر آپ نے موتہ کی طرف فوج روانہ کی، وہ فوج چلتے چلتے موتہ میں ابن ابی سبرہ غسانی سے جا ملی، جہاں پر عیسائی عربوں اور رومیوں کی فوج موجود تھی جس میں تنوخ اور بہراء بھی شامل تھے پس ابن ابی سبرہ نے تین دن تک مسلمانوں کے مقابلہ میں قلعہ بند رکھا پھر انہوں نے سرخ کھیتی پر آپس میں سخت جنگ کی، حضرت زیدؓ بن حارثہ نے جھنڈا پکڑا اور قتل ہو گئے، پھر حضرت جعفرؓ نے اسے پکڑا تو وہ بھی قتل ہو گئے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء کے بعد مسلمان حضرت خالد بن ولید مخزومی پر رضامند ہو گئے پس اللہ تعالےٰ نے دشمن کو شکست دی اور مسلمانوں کو غالب کر دیا۔

پھر ابن کثیرؒ، موسےٰ بن عقبہ کے بیان پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس بیان میں بہت سے فوائد ہیں جو ابن اسحٰق کے ہاں موجود

---

[1] موسیٰ بن عقبہ بن ابی عیاش اسدی کو سب سے مقدم اور سب سے ثقہ مؤرخین میں خیال کیا جاتا ہے اور اس کی کتاب مغازی کو ان کے بعد آنے والے مؤرخین اہم مصادر میں شمار کرتے ہیں اور وہ ابن اسحٰق اور واقدی کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور امام مالک نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم پر موسیٰ بن عقبہ کے مغازی کو پڑھنا واجب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں اور اس میں ابن اسحٰق کے بیان کی مخالفت بھی پائی جاتی ہے کیونکہ اس نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالدؓ، فوج کے ساتھ ایک طرف ہو گئے یہاں تک کہ رومیوں اور عیسائی عربوں سے صاف بچ نکلے، اور موسیٰ بن عقبہ اور واقدی دونوں وضاحت سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رومیوں اور ان کے ساتھی عربوں کو شکست دی اور یہ بات اس متقدم الذکر حدیث کے ظاہری الفاظ کے مطابق ہے جسے حضرت انس سے مرفوعًا بیان کیا گیا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی، اور اسے بخاری نے بیان کیا ہے اور حدیث میں جن دو باتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے بیان کرنے کے بعد حافظ بیہقی نے اسی کو ترجیح دی ہے پھر ابن کثیرؒ استرداد کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ابن اسحٰق اور دیگر مورخین کے قول میں تطبیق دی جا سکتی ہے اور وہ یوں کہ جب حضرت خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑا تو آپ مسلمانوں کو لے کر ایک طرف ہو گئے یہاں تک کہ آپ نے ان کو رومیوں اور مستعربہ سے بچا لیا، پس جب صبح ہوئی تو آپ نے فوج کے میمنہ، میسرہ مقدمہ اور ساقہ کو بدل دیا ——— جیسا کہ واقدی نے بیان کیا ہے جس سے رومیوں کو یہ وہم ہو گیا کہ یہ وہ کمک ہے جو مسلمانوں کے پاس آئی ہے پس جب حضرت خالدؓ نے ان پر حملہ کیا تو انہیں اللہ کے حکم سے شکست دی، واللہ اعلم۔

اور ایک اور مقام پر ابن کثیرؒ اپنی رائے کو مضبوط کرتے ہوئے کہ اسلامی فوج موتہ میں غالب آئی تھی)

اس طویل حدیث کے بیان کرنے کے بعد، جسے امام احمدؒ نے عوف بن مالک اشجعی سے معرکہ موتہ کے متعلق اور اس یمانی سپاہی کے متعلق روایت کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے ایک رومی سوار کو قتل کر کے اس کا گھوڑا اور ہتھیار حاصل کر لیے تھے اور حضرت خالدؓ نے یمانی سپاہی سے وہ سب کچھ واپس لے لیا تھا تو اس نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی تو آپ نے حضرت خالدؓ کو حکم دیا کہ انہوں نے یمانی سپاہی سے جو کچھ لیا ہے اُسے واپس کر دیں (یعنی رومی سپاہی کا گھوڑا اور ہتھیار) ابن کثیر فرماتے ہیں یہ بات تقاضا کرتی ہے کہ مسلمانوں نے ان سے غنیمت حاصل کی اور ان کے اشراف سے مال چھینا اور ان کے امراء کو قتل کیا، اور بخاری کی روایت پہلے بیان ہو چکی ہے کہ حضرت خالدرضؓ کہتے ہیں کہ جنگِ موتہ کے روز میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف یمانی تلوار میرے ہاتھ میں ثابت رہی، اس روایت کا تقاضا ہے کہ انہوں نے ان میں خوب قتلام کیا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ ان سے بچ نکلنے کی سکت نہ رکھتے اور یہ اکیلی بات ہی ایک مستقل دلیل ہے واللہ اعلم۔

پھر ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ یہ موسےٰ بن عقبہ، واقدی اور بیہقی کی اختیار کردہ رائے ہے، جسے ابن ہشام نے زہری سے بیان کیا ہے بیہقی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اہلِ مغازی نے مسلمانوں کے فرار کے متعلق اختلاف کیا ہے بعض کی رائے ہے کہ انہوں نے فرار اختیار کیا اور بعض کا خیال ہے کہ مسلمانوں نے مشرکین پر فتح پائی اور مشرکین نے شکست کھائی، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ بن مالک کی حدیث جسے بخاریؒ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ پھر خالدرضؓ نے جھنڈا لیا اور اللہ تعالیٰ نے فتح دی۔ مسلمانوں کے غلبہ پر دلالت کرتی ہے واللہ اعلم۔

پھر امام ابن کثیرؒ اپنی بات کو مزید مضبوط کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بیان کیا ہے کہ قطبہ بن قتادہ عذری نے ــــــ جو مسلمانوں کے میمنہ کا سالار تھا ــــــ مالک بن رافلہ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا وہ عیسائی عربوں کا امیر تھا اور قطبہ نے ازراہِ تفاخر یہ شعر کہے ؎

"میں نے ابن رافلہ بن اراش کو نیزہ مارا جو اس کے اندر جا کر ٹوٹ گیا اور میں نے اس کی گردن پر تلوار ماری تو وہ کیکر کی شاخ کی طرح لچک گیا اور ہم اس کے عمزادوں کی بیویوں کو بدحالی کی کیفیت میں صبح صبح اونٹوں کی طرح ہانک لائے۔"

یہ اشعار ہماری بات کے مؤید ہیں، کیونکہ جب امیر جیش قتل ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھی بھاگ جاتے ہیں پھر وہ اپنے اشعار میں صراحت سے بیان کرتا ہے کہ انھوں نے ان کی عورتوں کو قیدی بنایا تھا اور یہ بات ہماری بیان کردہ بات کو واضح کرتی ہے واللہ اعلم۔

اور ابن اسحٰق کا خیال ہے کہ فوج صرف رومیوں کے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوئی ہے اور اس نے اسے فتح کا نام دیا ہے، اس لحاظ سے کہ وہ دشمن کے گھیراؤ میں تھے اور وہ ان سے تعداد میں بہت زیادہ تھے، پس دستور کا تقاضا تھا کہ وہ کلیتہً آپس میں رضامند ہوتے، پس جب وہ ان سے بچ نکلے تو ان سے ایک طرف ہو گئے اور اس مقام پر یہی غایت مقصد ہے، اور یہ ایک احتمال ہے، لیکن یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ظاہری الفاظ کہ "اللہ تعالیٰ نے اس کو ان پر فتح دی" کے خلاف ہے مقصد یہ ہے کہ ابن اسحٰق اپنی رائے پر اس سے استدلال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ لوگوں کے بارے میں اور حضرت خالدؓ بن ولید اور آپ کے لوگوں کو بچانے اور واپس لانے کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق قیس بن محسّر معذرت کرتے ہوئے کہتا ہے :۔

"خدا کی قسم میرا دل میرے موقف پر جب کہ گھوڑے سامنے ہنہنا رہے ہوں، ہمیشہ ہی مجھے ملامت کرتا رہتا ہے، میں وہاں اجازت لینے کے لیے کھڑا نہیں ہوا اور جس کا قتل ہونا مقدر ہو چکا ہو اس کا کوئی نافذ و مانع نہیں ہوتا مگر میں نے خالد کے ذریعے اپنے دل کو تسلی دی اور لوگوں میں خالد کا کوئی مثیل موجود نہیں اور موتہ میں جعفرؓ کی جانب سے میرا دل اس وقت متلانے لگا جب تیر انداز کو تیر فائدہ بخش نہیں ہوتا اور اس نے ان کے دونوں رکنے والے حصوں کو ہم سے دوپہر کے وقت آملایا، اور وہ مشرک اور ملامت گر نہ تھے۔"

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ جس بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے قیس نے اس کو اپنے اشعار میں واضح کیا ہے کہ لوگوں نے ایک دوسرے کو روکا اور موت کو ناپسند کیا اور اس نے ثابت کیا ہے کہ خالدؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک طرف ہو گئے تھے، ابن ہشام کہتا ہے کہ زہری کا جو قول ہم تک پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے حضرت خالدؓ بن ولید کو اپنا امیر بنایا اور اللہ تعالٰے نے اُسے ان پر فتح عطا فرمائی اور وہ مدینہ واپس آنے تک ان کا امیر رہا[1]

www.KitaboSunnat.com

اس بات کی تحقیق کہ حضرت خالدؓ نے موتہ میں جو کارروائی کی وہ ایک بے نظیر فتح ہے

حقیقت یہ ہے کہ موتہ میں اسلام کی چھوٹی سی فوج

---

[1] البدایۃ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۲۵۰ - ۲۴۹ - ۲۴۸ - ۲۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جو کام لیا اور حضرت خالدؓ بن ولید نے اس فوج کی منظم ریٹائرمنٹ کے لیے جو کارروائی کی جس کے ذریعے یہ سات روز کی زبردست جنگ کے بعد صحیح سلامت اور پوری چوکسی کے ساتھ مدینہ پہنچی یہ ایک حقیقی بہادری اور اعلیٰ درجہ کی فتح کی آئینہ دار ہے .... ہر دور اور ہر زمانے کے تمام عسکری انداز سے اور اصلاحات اس حقیقت کی صحت کا اثبات کرتے ہیں۔

پھر بھی جو لوگ موتہ میں اسلامی فوج کی کارروائی کا نام شکست اور فرار رکھنے پر مصر ہیں ان کا مقصد کیا ہے؟ کیا وہ اس چھوٹی سی فوج سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ وہ رومیوں سے لڑتی رہتی یہاں تک کہ اس کا آخری آدمی تک بھوک سے یا منفرق ہو کر قتل ہو جاتا۔

اسلامی فوج کا نہایت حد تک رومیوں سے لڑتے رہنا ایک قسم کی خودکشی تھی (حالانکہ وہ سات دن تک ان سے شوق سے جنگ کرتی رہی تھی) جسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سالارِ اعلیٰ حضرت خالد بن ولید کی تعریف کرتے اور آپ کو سیف اللہ کا نام دیتے دیکھتے ہیں کیونکہ آپ اس فوج کو منظم رنگ میں واپس لے آئے تھے جس کا خوف دامن گیر تھا۔

حکومت برطانیہ کا اڈ تحرک سے کامیاب ریٹائرمنٹ کرنے والے سالار کو اعلیٰ تمغہ عطا کرنا

ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح ملکہ برطانیہ نے انگریز سالار کو (فرانس میں) حکومت کا اعلیٰ تمغہ دیا کیونکہ اس نے فرانس کے ڈانکرک مقام سے ممکن حد تک کم از کم نقصان کے ساتھ برطانیہ کی طرف کامیاب ریٹائرمنٹ کی تھی وہ جرمن کی فوج کے آگے سے جو تعداد میں اس کے برابر تھی، ریٹائرمنٹ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیا تھا، لیکن برطانوی فوج، اپنے رسد کے راستوں کے دور ہونے اور آرام کے حصول کے لیے ان کی جگہ لینے والے آدمیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے، جنگ میں کمزور ہو چکی تھی۔

پس حضرت خالدؓ بن ولید نے اپنی فوج کے ساتھ اس اعلیٰ اور ماہرانہ طریق کے مطابق دو لاکھ دشمن جانبازوں کے روبرو ریٹائرمنٹ کی اور وہ اس چھوٹی سی فوج کے بالمقابل جب کہ وہ میدان کارزار سے ریٹائرمنٹ کر رہی تھی بے حس و حرکت ہو کر کھڑے رہے حالانکہ اس کی تعداد تین ہزار جانبازوں سے زیادہ نہ تھی پس حضرت خالدؓ بن ولید نے جو کارروائی کی، اس کا نام فتح اور غلبہ کس طرح نہ رکھا جائے؟

اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو جانباز اور سالار نبی تھے، کس قدر عسکری حالات کو جاننے والے اور جنگوں کے ظروف و احوال کا کس قدر اندازہ لگانے والے تھے اور جب آپ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو سیف اللہ کا لقب دیا اس وقت معرکہ موتہ سے واپسی پر مدینہ کے عوام حضرت خالدؓ اور ان کی فوج کا پتھروں سے استقبال کر رہے تھے اور ان کے چہروں پر مٹی ڈال رہے تھے، آپ نے حضرت خالدؓ کو یہ لقب دے کر واضح کر دیا کہ آپ جوانوں کی قوت و طاقت کی معرفت میں انتہائی اعلیٰ مقام کے حامل ہیں۔

سالار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موتہ سے واپس آنے والی فوج سے جو سلوک روا رکھا وہ ان تمام لوگوں کے خیال کو باطل قرار دیتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مسلمان فوج نے فرار اختیار کیا اور شکست کھائی ہے یا یہ کہ اس فوج نے ان اغراض کو پورا نہیں کیا جن کی تکمیل کے لیے اس نے مدینہ سے مارچ کیا تھا۔

معرکہ موتہ سے حاصل ہونے والے اسباق

معرکۂ موتہ کے زندۂ جاوید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعات میں کچھ ایسے اسباق ہیں جنہیں بہ نظرِ غائر دیکھنا اور انہیں اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے۔

ہر اسلامی پود، دلوں سے ذلت و شکست کے عناصر کو الگ کر کے حقیقتہً عزت و کرامت اور بلندی و رفعت کی خواہاں ہے۔

تحلیل و تجزیہ

شام کے معرکۂ موتہ میں صحابہ نے جو کچھ کیا اس سے بڑے بڑے سبق حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

تین ہزار مسلمان (پورے شوق، شدت اور جانبازی کے ساتھ) دو لاکھ رومیوں اور ان کے اتباع کے ساتھ، جو ان سے بشری لحاظ سے ستر گنا زیادہ تھے اور ٹیکنالوجی اور اسلحہ کی بہتری اور عمدگی میں بھی ان پہ فوقیت رکھتے تھے۔ چھ دن تک برسرِ پیکار رہے اس بات کو بلانزاع تمام مسلم اور غیر مسلم مورخین تسلیم کرتے ہیں، اس جنگ میں مسلمانوں نے نہایت جانبازی اور ثابت قدمی سے جنگ کی، اس بہادرانہ جنگ نے ایک لازوال سبق باقی چھوڑا ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گا اور جسے مسلمان سپاہی کو اپنی فوجی تربیت اور حربی تعلیم میں اپنانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ صحیح عقیدہ جو انسان اور اس کے رب کے درمیان ربط پیدا کرتا اور اس کے رب سے سچا اور صحیح تعلق پیدا کرتا ہے اس کی غایت یہ ہوتی ہے کہ انسان اس کی راہ میں شہید ہونے کی تمنا کرتا ہے، ہر مسلم جانباز کے دل میں سب چیزوں سے پہلے اس عقیدے کو متمکن کرنا ضروری ہے، کیونکہ صحیح اسلامی عقیدے کے دل میں داخل ہو جانے سے عملی طور پر ایسے مثبت شاندار اور حیران کن نتائج پیدا ہوتے ہیں جو معجزے کے قریب پہنچے ہوتے ہیں۔

جن لوگوں نے معرکہ موتہ میں رومیوں کے خلاف حصہ لیا اگر یہ عقیدہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دل کی گہرائیوں میں پیوست نہ ہوتا تو مسلسل مارچ کر کے رومی فوج سے جنگ کرنے کے متعلق سوچنا تو کجا، یہ لوگ رومی علاقے کے اندر ایک لحظہ ٹھہرنے کے متعلق بھی غور نہ کرتے ... جب کہ انہیں اپنے جاسوسوں کے بیانات سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ رومی فوج ان سے ستر گنا زیادہ ہے۔

اگرچہ معرکوں میں حصہ لینے کے لیے مادی اہتمام یعنی آدمی، گھوڑے اور ہتھیار مہیا کرنے ضروری ہیں جیسا کہ قرآن کریم نے بھی اس کی ترغیب دی ہے کہ واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل[1] - لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے موتہ میں شامل ہونے والے مسلمان جانبازوں نے ثابت کر دیا ہے کہ فتح حاصل کرنے یا تباہ کن شکستوں کی راہ میں حائل ہونے کے لیے مادی قوت ہی سب کچھ نہیں ہے، فتح حاصل کرنے یا تباہ کن شکستوں کو روکنے کے لیے ثابت قدم رہنے کی بنیادی شرط، صحیح عقیدے کا ہونا اور اس کا مسلمان آدمی کے دل میں پیوست ہونا ضروری ہے۔

موتہ میں عقیدے کو کیسے فتح ہوئی

بلا بحث وجدال ہر مادی چیز اس بات کی طرف اشارہ کر رہی تھی کہ موتہ میں اسلامی فوج کو تباہ کن شکست نصیب ہو گی، فوجی نقطہ نگاہ اور عام جنگی اندازے بھی جن سے جنگی حالت کی بے خطا تعیین و تعدیل کی جاتی ہے بتا رہے تھے کہ رومیوں کو یقینی فتح حاصل ہو گی کیونکہ انہیں ہر چیز میں مسلمانوں پر خوفناک برتری حاصل تھی، فوجی اندازوں کے مطابق، موتہ میں اسلامی فوج کے لیے یہ فیصلہ شدہ بات تھی کہ رومیوں کے ہاتھوں اُسے

---

[1] الانفال ۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت نصیب ہوگی یا وہ قید ہوگی۔

عام فوجی نقطہ نگاہ کی رُو سے سب کے مطابق سالار منصوبے بناتے اور جنگوں کے نتائج کا انتظار کرتے ہیں، کسی فوجی ماہر کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ اس اندازے کی صحت پر اعتراض کر سکے۔

تین ہزار جانباز، خواہ کس قدر شجاع، جنگجو اور استقلال کے ساتھ جنگ کرنے والے ہوں ان کے لیے (عام طبعی اندازوں کے مطابق) ممکن ہی نہیں کہ وہ دو لاکھ جانبازوں کے مقابلہ میں ایک لحظہ کے لیے بھی ٹھہر سکیں بلکہ ان کا ان خوف ناک اور بے پناہ فوجوں کے ہاتھوں سے قتل یا قید ہونے سے بچ جانا بھی ممکن نہیں جو ان کا اس طرح گھیراؤ کیے ہوئے تھیں جیسے متلاطم سمندر خشکی کے چھوٹے سے نقطہ کا گھیراؤ کیے ہوتا ہے۔

یہ وہ صحیح اندازہ اور مفہوم ہے، جس کی صحت کے بارے میں معرکوں کے دیکھنے والوں کے نزدیک کوئی شبہ نہیں، یہ جنگ ان دو پارٹیوں کے درمیان تھی جو ایک ہی طینت کی تھیں، جس میں زیادہ تعداد، اعلیٰ اسلحہ، اچھی تربیت اور فنون جنگ کے بارے میں زیادہ علم رکھنے والی پارٹی فتح اور غلبہ حاصل ہوتا ہے اور تباہ کن فتح حاصل کرنے کے لیے ان عناصر کا وافر مقدار میں ہونا ضروری ہے اور یہ سب اسباب اس رومی فوج کی کمان کو حاصل تھے جس نے موتہ میں اسلامی فوج کے ساتھ جنگ کی تھی۔

لیکن اسلام کی چھوٹی سی فوج نے موتہ میں روایتی فوجی نظریات کے ترازو تبدیل کر دیے جو یہ کہتے تھے کہ فاتح کمان کے لیے جانباز کو اسلحہ، تجربہ، ٹیکنالوجی اور تیاری اور تعداد میں فوقیت کے لحاظ سے پوری طرح تیار کرنا ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرکۂ موتہ میں مسلمانوں نے جس شان دار ثابت قدمی کا اظہار کیا۔ دونوں متحارب فوجوں کے درمیان عدم مساوات پر نظر کرتے ہوئے ــــ اسے مؤید فتح کا اعلیٰ نمونہ ہی کہا جا سکتا ہے ــــ اس نے ثابت کر دیا ہے کہ مادی قوت میں تفوق رکھنا بلکہ فوجی علوم وفنون میں برتری رکھنا ہی معرکوں میں فتح حاصل کرنے کے لیے سب کچھ نہیں ہوتا بلکہ فتح حاصل کرنے اور جنگوں میں مقاصد کو پورا کرنے کا پہلا اور بنیادی سبب، صحیح عقیدہ ہے۔

اور یہ وہ بات ہے جسے عملی طور پر ــــ ایک واقعی حقیقت کی طرح ــــ معرکہ موتہ کے تاریخی واقعات نے ہمیشہ کے لیے تاریخ کے ریکارڈ میں لکھ دیا ہے.... اسلامی فوج کے دلوں میں عقیدے کی پختگی اور متانت نے معرکہ موتہ میں رومی فوج کے خوف ناک تفوق کے عامل کو باطل ثابت کر دیا۔

اسلامی عقیدہ نے ــــ نہ کہ مسلمانوں کی حربی قوت نے ــــ رومی فوج کو اس طرح کر دیا کہ وہ یوں معلوم ہوتی تھی جیسے اس کو ہاتھوں کی خرابی کی بیماری لاحق ہو گئی ہو ورنہ بتایا جائے کہ دو لاکھ جانبازوں کے مقابلے میں تین ہزار جانبازوں کے متواتر سات دن تک ڈٹا رہنے کی کیا تفسیر ہو گی جو ان دنوں میں اپنی پیش قدمی کو قائم رکھ کر اور انہیں زبردست نقصانات پہنچا کر رومیوں سے شدید جنگ کرتے رہے۔

اور جب اسلامی فوج کے تینوں سالاروں میں سے آخری سالار قتل ہو گیا اور رومی فوج کا پلہ بھاری ہو گیا اور یوں معلوم ہونے لگا کہ انہوں نے معرکہ کو جیت لیا ہے اور اس چھوٹی سی فوج کی تباہی یقینی ہو گئی تو اچانک اس فوج کے نئے سالار نے (ان نازک گھڑیوں میں) از سر نو فوج کی تنظیم کی اور اس کے ساتھ ایسا تباہ کن حملہ کیا جس نے رومی فوج کی صفوں میں خوف، گھبراہٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کھلبلی مچا دی، پھر وہ ایک آدمی کے نقصان کے بغیر منظم طور پر ریٹائرمنٹ کر آیا اور ریٹائرمنٹ کے دوران رُومی فوج کو آپ کے تعاقب کی جرأت نہ ہوئی حالانکہ رومی فوج کو علم تھا کہ ریٹائرمنٹ کرنے والی چھوٹی سی اسلامی فوج نے اپنے جس ہیڈ کوارٹر میں واپس جانے کا فیصلہ کیا ہے اس سے وہ چھ سو میل کی مسافت پر ہے اور یہ ساری مسافت، مسلم فوج کے دشمن عناصر سے بھرپور علاقہ میں ہے۔ فوجی اندازوں کے مطابق یہ امر رومی فوج کے لیے ریٹائرمنٹ کرنے والی اسلامی فوج کے تعاقب اور تباہی کو آسان بنا دیتا ہے لیکن ان باتوں میں سے کوئی بات بھی نہ ہوئی —— بلکہ —— وہ میدان کارزار سے اس کے ریٹائرمنٹ کر جانے سے بہت خوش تھی کیونکہ اس نے موتہ میں چھ دنوں کے دوران اس سے اس قدر تکلیف اُٹھائی تھی جس نے ان کے اذہان سے ان تمام مفاہیم کو ملیامیٹ کر دیا تھا جو وہ عربی جانباز کے مسلمان ہو جانے کے بعد اس کے متعلق رکھتے تھے، اس کا عقیدہ اس کی راہ میں شہید ہو جانے کو اپنی انتہائی تمنا خیال کرتا ہے پس جو کچھ ہوا ہے اس میں کیا راز ہے اس کی وجہ سے ایسے خارق عادت ہی کہا جا سکتا ہے؟

ایک انصاف پسند فوجی ماہر کو معرکہ موتہ کا تجزیہ کرتے ہوئے (موتہ میں دونوں فوجوں کی عدم مساوات کی تفصیل کے مطابق) اپنا قطعی حکم صادر کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی کہ اسلامی فوج نے اپنے استقلال کے ساتھ جو فتوحات حاصل کی ہیں وہ معجزے کے قریب پہنچی ہوئی ہیں اور اس کا سبب صرف ایک ہے یعنی اسلامی عقیدہ، جو اس چھوٹی سی اسلامی فوج کے ہر سپاہی کے دل میں جاگزیں تھا اور اس عقیدے کے رسوخ کی وجہ سے ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپاہی کی سب سے بڑی مثبت خواہش یہ تھی کہ وہ زندگی کی خواہش سے بڑھ کر راہِ خدا میں موت حاصل کرنے کا زیادہ خواہش مند تھا اور اس شاندار مثبت خواہش کا اظہار اس تاریخی معرکہ کے تیسرے سالار نے اس طرح کیا تھا کہ

"اسے لوگو! خدا کی قسم کہ جس بات کو تم ناپسند کرتے ہو اسی کی خاطر تو تم شہادت کی طلب میں نکلے ہو ہمارے ساتھ ہمارے دشمن کی طرف چلو، دو اچھی باتوں میں سے ایک ہمیں ضرور حاصل ہو گی یا ہم فتح پائیں گے یا شہادت۔"

یہ بات آپ نے اس وقت کہی جب صحابہ نے معان میں رومیوں کی خوفناک تعداد کے پیشِ نظر جنگ کرنے میں تردد کیا تھا، پس معرکہ موتہ میں مسلمانوں نے جو شاندار فتوحات حاصل کی ان کا سب سے بڑا سبب اسلام کا وہ راسخ عقیدہ ہے جس کے عظیم اثر نے رومی فوج کی مادی برتری اور بے پناہ عملی برتری کو بے کار ثابت کر دیا اور نتائج کے ترازو میں اس تفوق کو علم حساب کے بائیں جانب کی صفر بنا دیا۔

اور سچے اسلامی عقیدہ کا عامل، اور اس کا مسلم جانبازکے دل میں رسوخ صرف معرکہ موتہ ہی میں نہ تھا بلکہ جن معرز ادوار میں بھی مسلم جانبازوں نے مادی تفوق کے عامل کا مقابلہ کر کے اُسے باطل ثابت کیا ان میں بھی پہلا اور بڑا عامل یہی تھا بلکہ ان ادوار میں کبھی ہمیشہ ہی مسلمانوں کے دُشمن ان سے تعداد، تیاری اور مادی اور فنی فتح کے لوازمات میں فوقیت رکھتے تھے، مگر ہمیشہ ہی ان تمام معرکوں میں مسلمانوں ہی کو اپنے دشمنوں پہ زبردست فتح حاصل ہوئی یہ ایک واضح واقعی حقیقت ہے جیسے بدر، اُحد، احزاب، خیبر، حنین، یمامہ، بزاخہ[1]، یرموک[2]، جبل الطارق، زلاقہ، حطین[3]، قسطنطنیہ اور ذات الصواری[4]

[1] نجد میں بنی اسد بن خزیمہ کا پانی ہے جس میں حضرت خالد بن ولید کی رباقی صفحہ ۴۰۱ پیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کمان میں خلافتی فوجوں اور طلیحہ بن خویلد اسدی کی کمان میں مرتدین کی فوجوں کے درمیان فیصلہ کن جنگ ہوئی۔

؎۲ ایران کا ایک بڑا شہر ہے جسے نعمان بن مقرن مزنی نے فتح کیا تھا پھر وہ اس معرکے کی فتح میں شہید ہو گیا اس کا فیصلہ کن معرکہ، معرکہ قادسیہ سے مشابہت رکھتا ہے، اس معرکہ میں عمرو بن معدی کرب زبیدی اور طلیحہ بن خویلد اسدی بھی شہید ہو گئے یہ دونوں اسلام سے مرتد ہو گئے تھے پھر توبہ کر کے راہِ خدا میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

؎۳ اُندلس کے شمال میں فرانسیسی حدود کے قریب ایک جگہ ہے جس میں امیر المسلمین یوسف بن تاشفین بربری جو مراکش اور عربی اُندلس کا حاکم تھا کے درمیان اور شاہ اذفونش کے درمیان معرکہ ہوا، اس میں خوف ناک جنگ کے بعد مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی حالانکہ اس سے قبل ان کے بعض ہراول دستے نصاریٰ سے شکست کھا گئے تھے اس جنگ میں شاہ اذفونش زخمی ہونے کے بعد مر گیا۔

؎۴ فلسطین میں عکا اور طبریہ کے درمیان ایک جگہ ہے اور بحیرہ طبریہ سے ۲ آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے یہ ایک تاریخی مقام ہے جہاں صلاح الدین کی فوجوں اور صلیبی بادشاہوں کی فوجوں کے درمیان سخت معرکہ ہوا اور صلاح الدین نے ان کو ایسی بری شکست دی جس سے اس نے فلسطین کو دوبارہ واپس لیا اور بیت المقدس کو صلیبیوں سے آزاد کرانے کے بعد انہیں وہاں سے نکال دیا۔

؎۵ قسطنطنیہ، خلیج فاسفورس پر واقع ایک عظیم شہر ہے جو بازنطینی شہنشاہیت کا دار الخلافہ تھا، اسے سلطان محمد فاتح ترکی نے ۸۵۷ھ ۱۴۵۳ء کو خوف ناک معرکہ کے بعد ۲۱ سال کی عمر میں فتح کیا جس میں اڑھائی لاکھ ترکی سپاہیوں نے شرکت کی

(بقیہ حاشیہ ص ۴۰۲ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معرکوں میں دیکھا گیا، ان تباہ کن معرکوں اور ان جیسے دیگر معرکوں میں مسلمانوں کو جو عظیم فتوحات حاصل ہوئیں جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو (اس دور میں) زمین کی سب سے معزز قوم بنا دیا ان کے حصول میں بھی مادی تفوق کا عامل جو کثرت تعداد اور سامان سے تعلق رکھتا ہے، موجود نہ تھا اور نہ ہی ٹیکنالوجی کی برتری کا عامل موجود تھا، ان تمام امور میں مادی، علمی اور فنی برتری کا عامل، دشمنانِ اسلام کے حق میں تھا، ان فتوحات کے حصول میں پہلا اور بڑا عامل، اسلام کا وہ سچا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۱)

اور بحری راستے سے حملہ کر کے اس میں داخل ہو گئے۔

سلہ یہ ایک خوفناک بحری جنگ تھی جو بحر ابیض متوسط (سابق بحر روم) کے پانیوں میں تونس کے ساحلوں کے قریب اسلامی بحری بیڑے کے درمیان جو عبداللہ بن ابی سرح کی کمان میں تین سو کشتیوں پر مشتمل تھا اور رومی بحری بیڑے کے درمیان جو قسطنطین بن ہرقل کی کمان میں ایک ہزار کشتیوں پر مشتمل تھا کے درمیان ہوئی، اس معرکہ میں خوفناک جنگ کے بعد مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی جس میں دونوں فریقوں نے بڑے شعور سے کام لیا اور تلواروں کی بجائے خنجر استعمال کیے یہاں تک کہ سمندر کا پانی خون سے لالہ رنگ ہو گیا اور رومی بحری بیڑے کا سالار قسطنطین شکست کھا کر کمان کی کشتی پر صقلیہ کی طرف بھاگا اور زخم سے متاثر ہو کر وہیں مر گیا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صقلیہ کے عیسائیوں نے اسے اس غصے سے قتل کر دیا کہ اس نے مسلمانوں سے شکست کھائی ہے۔

---

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مضبوط عقیدہ ہے جو مسلمانوں کے دلوں میں مضبوطی سے قائم تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے (نوّے سال کے اندر) تاریخ کے تمام دھارے کو بدل دیا تھا کیونکہ اسلامی فوج نے نوّے سال کے اندر اندر (اپنی قلت اور اپنے دشمنوں کی کثرت کے باوجود) تین شہنشاہتوں کی صف لپیٹ دی تھی جو سب کی سب تمام عالم پر برتری حاصل کرنے کے لیے باہم دست وگریباں تھیں۔

مسلمان جانباز (خواہ عرب ہو یا غیر عرب) اپنے دشمن پر قطعی اور یقینی فتح صرف اسلامی عقیدہ سے وابستہ اور موتہ، یمامہ، یرموک اور قادسیہ کے جوانوں کی سطح پر پابند رہ کر ہی حاصل کر سکتا ہے۔

ٹیکنالوجی کی برتری کی حماقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے موتہ کے تاریخی معرکہ کے دوران ٹیکنالوجی کی برتری کی حماقت کو باطل ثابت کر دیا ہے ـــــ جو ان شکست خوردہ لوگوں کی دلیل ہے جنہوں نے جون کے رسوا کن معرکہ میں یہودیوں سے شکست کھائی تھی رومیوں کو معرکہ موتہ میں تعداد کی کمی یا ٹیکنالوجی میں پس ماندہ ہونے کی وجہ سے ناکامی نہیں ہوئی اور نہ ہی مسلمانوں کو یہ عظیم تاریخی فتح، رومیوں پر ان امور میں برتری رکھنے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے جیسا کہ کئی بار اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے اس کے علاوہ جب رومیوں کو سخت ناکامی ہوئی تو مسلمانوں نے اپنے تمام وہ مقاصد بھی پورے کیے جن کی خاطر وہ مدینہ سے آئے تھے اور عسکری اندازوں کے مطابق وہ بہت بڑی قسم کی شکست تھی۔

موتہ میں مسلمان، ایسی فوج کے سامنے ڈٹے رہے جو تعداد کے لحاظ سے ان سے ستر گنا زیادہ تھی اور ٹیکنالوجی میں بھی ان سے بہت برتر تھی اور اس بات میں کسی کو گنجائش انکار نہیں، اس دور میں عربوں میں سو میں سے ایک آدمی بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیکنالوجی میں وہ مہارت نہ رکھتا تھا جو رومی رکھتے تھے اس کے علاوہ رومیوں کو اسلحہ کی فراوانی اور عمدگی میں بھی برتری حاصل تھی، اس کے باوجود فتح مسلمانوں کو ہوئی اور شکست اور ناکامی رومیوں اور ان کے اتباع کو ہوئی۔ یعنی تھوڑے سے مسلمان، خوف ناک کثرت رکھنے والے دشمنوں پر غالب آ گئے جو ان سے ٹیکنالوجی اور اسلحہ میں بے پناہ برتری کے حامل تھے اور انہوں نے (اپنے مقاصد پورے کرنے کے بعد) اپنے دشمن کو، جو ہر چیز میں ان پہ برتری رکھتا تھا، میدان کارزار میں انتشار و اضطراب اور ناکامی کی حالت میں چھوڑ دیا جو عین تباہ کن شکست ہے اور وہ واپس لوٹنے ہی کو غنیمت جان کر اپنے زخم چاٹ رہا تھا اور باوجود اس کے کہ وہ اپنے دور دراز ملک کی طرف واپس جا رہے تھے وہ ان تھوڑے مسلمانوں سے انتقام لینے کی سکت نہ پا سکا۔

جون میں عربوں نے کس وجہ سے شکست کھائی اور یہودی کیوں فتح یاب ہوئے

مگر سیاہ جون کی جنگ میں اس کے برعکس معاملہ ہوا، جب بدکار، فاجر اور کافر اقلیت نے اسلام کی طرف منسوب ہونے والی کثرت کو شکست دی، جون کے معرکہ میں عرب (اپنی خوف ناک کثرت کے ساتھ ساتھ) عمومی طور پہ یہودیوں کے مقابلہ میں زیادہ سامان والے، زیادہ طاقت ور اور بہترین اسلحہ کے حامل تھے یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں، بعض لوگوں نے ذلیل اور رسوا کن شکست کے جواز کے لیے اس سے انکار کرنے کی کوشش بھی کی ہے، پھر بھی عربوں کو جون کی جنگ میں جوانوں کی کمی یا سامان کی کمی یا اسلحے کی کمزوری کی وجہ سے شکست نہیں ہوئی۔

جب جون کی جنگ کے امور کا روایتی فوجی اندازوں سے موازنہ کیا جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ان اندازوں کے مطابق یہ قطعی نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہودیوں کے خلاف، عربوں کے حلیفوں کو فتح ہوگی اس لیے کہ فتح کی تمام مطلوبہ بنیادی ضروریات جن کا فتح کے حصول کے لیے ہونا ضروری ہے وہ عربوں کے پاس تھیں وہ یہودیوں پر ٹینکوں اور دیگر آلات اور بحری بیڑوں اور طیاروں اور ہر قسم کے اسلحہ میں بے پناہ برتری رکھتے تھے —— پھر اس کے باوجود عربوں کو رسوا کن شکست کیوں ہوئی —— اس کا آسان اور سہل جواب یہ ہے کہ عقیدے کا خلاء تھا...

عرب جب اس معرکے میں شامل ہوئے تو وہ اسلام کے اس سچے اور مضبوط عقیدے سے تقریباً کلی طور پر لاتعلق تھے، جس سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنی جنگوں میں معجزات جیسے کام کرتے ہیں اور جس کے دل میں داخل ہوکر جاگزیں ہوجانے سے ہر مادی، علمی اور فنی کمزوری دُور ہوجاتی ہے جس سے مسلم جانباز جہاد کے میدانوں میں تکلیف برداشت کرتے ہیں جیسا کہ موتہ، یرموک اور قادسیہ وغیرہ کے معرکوں میں ہوا۔

اگر وہ ایمان، جس نے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ اور ان کے سپاہیوں کے دلوں کو شاد کام کیا اور جنہوں نے موتہ کی بلندیوں پر چھ روز تک جنگ کی، ان لوگوں کے دلوں میں بھی ہوتا جنہوں نے ہزاروں طیاروں اور توپوں کی کمان کی اور سیاہ جولائی کی چھ روزہ جنگ میں بر و بحر میں ہزاروں توپوں اور راکٹوں کے پیچھے چلے .... تو کیا قلیل یہودیوں کے لیے ممکن تھا کہ وہ ہم پر غالب آتے یا مسریٰ و معراج کی زمین (بیت المقدس) میں ان کا وجود بھی باقی ہوتا، خدا کی قسم ہرگز نہیں ..... ہزار بار خدا کی قسم ہرگز نہیں۔

عرب جانبازوں کے دلوں سے اسلامی عقیدے کے غیاب نے، یا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دلوں کو اس صحیح اور مضبوط عقیدے سے خالی کر کے چھوڑ دیا اور یا ان دلوں کو فاسد عقائد اور امتیازات سے آلودہ کر دیا جو خود یہودیوں کے آٹے سالن سے درآمد شدہ تھے ـــــ یہ مارکس اور لینن کے عقائد اور امتیازات تھے اور یہی ہمیں جلد تباہ کن شکست ہونے کا پہلا سبب ہے۔

شاید عرب عموماً اور جون کی جنگ کی شکست کے ذمہ دار خصوصاً... اس حقیقت کو محسوس کریں اور تسلیم کریں اور اس کے تسلیم کرنے میں مخالفت اور مغالطہ انگیزی کو ترک کر دیں، اور اپنے رب کی طرف رجوع کریں اور اس سچے رجوع کو، اسلام کے صحیح اور پائیدار عقیدہ کے پابند ہو کر ثابت کریں اور وہ اس طرح کہ یہ عقیدہ ان کے تمام قول و فعل کا واحد منبع ہو.... اس صورت میں وہ صحیح مسلمان اور مومن ہوں گے اور انہیں اپنے دشمنوں پہ وہ مقدر فتح حاصل ہو گی، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول "وکان حقا علینا نصر المومنین" میں بیان فرمایا ہے۔

---

www.KitaboSunnat.com

المكتبة الرحمانية
۹۹-جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 19918

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمت ۱۲۰/-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ